https://archive.org/details/@alkhatim

ماہنامہ
الحقیقہ
پاکستان

نومبر 2003

درسِ قرآن

درسِ حدیث



توحید
اور محبوبانِ خدا کے کمالات



حضرت سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
عقائد و نظریات



تلاوتِ قرآن

فضائل و مسائل

رمضان المبارک
رحمتوں کی بہار

اتحادِ ملت
کی
ضرورت و صورت

اعتکاف کا بیان

رمضان اور پاکستان
اداریہ
پروفیسر محمد حسین آسی

شیرانِ اسلام کا تین روزہ تربیتی پروگرام

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

حمد و نعت

محبوب اپنے رب کا ہے آئینۂ کمال
صورت بھی بیمثال ہے سیرت بھی بے مثال

دنیا جمالِ سیدِ کونین کا ظہور
اور خود حبیب پاک ہیں اللہ کا جمال

اللہ نے بنایا مزکی حضور کو
کرتے ہیں وہ غلاموں کے ایماں کی دیکھ بھال

سایہ بھی جن کا وہم و تصور سے ہو بلند
ہو ان کی شان کا ادراک ، کیا سوال

قرآنی حمد و نعت کا اسلوب ہے یہی
اس کے سوا ہے دعوئٰ عرفان بھی محال

دل میں نبی ﷺ کا عشق ہو لب پہ نبی ﷺ کی نعت
بہتر نہیں ہے اس سے زمانے میں حال وقال

حمدِ خدا کا اولیں عنوان ہے یہی
خالق نے مصطفٰے ﷺ کو بنایا ہے بے مثال

نعت نبی کا بہترین انداز ہے یہی
بخشی رسول پاک ﷺ نے توحید لازوال

جب مل گئے حضور ﷺ تو اللہ مل گیا
پھر کیا کریں حضور ﷺ سے اللہ کا سوال

توحید کبریا سے اسے کب ہے واسطہ
ظالم خدا کے بندوں پہ کیچڑ نہ تو اچھال

آسیؔ یہ فیض مرشد والا تبار ہے
میں بچ گیا حضور ﷺ کے اعدا سے بال بال

﴿پروفیسر محمد حسین آسی﴾

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

يا ايها النبي جاهد الكفار والمنافقين واغلظ عليهم
اے نبی جہاد کرو کافروں اور منافقوں سے اور ان پر سختی کرو (التوبہ ۷۳)

ماہنامہ

مجلہ الحقیقہ (پاکستان)

رمضان المبارک ۱۴۲۴ھ نومبر 2003ء جلد نمبر 4 شمارہ نمبر 2

زیر سرپرستی
مفکر اسلام حضرت علامہ
مولانا پروفیسر **محمد حسین** نقشبندی قادری آسی

مدیر اعلیٰ: شجاعت علی مجاہد
مدیر مسئول: ابوطلحہ نوری
مدیر منتظم: شمس الدین نقشبندی

مجلس مشاورت
صاحبزادہ نور المصطفیٰ رضوی
علامہ شفقات احمد نقشبندی
ڈاکٹر محمد ظفر اقبال نوری ❀ محمد رضاء الدین صدیقی

زیر اہتمام: حاجی اخلاق احمد نقشبندی

مشیر قانون:
غلام فرید چوہدری، ایڈووکیٹ ایم اے ایل ایل بی، لاثانی لاءچیمبر ہائیکورٹ لاہور
غلام محی الدین خان، ایڈووکیٹ ہائیکورٹ لاہور

فہرست

زر تعاون

پاکستان (فی پرچہ) 10 روپے سالانہ بذریعہ ڈاک -/124 روپے

	فی پرچہ	سالانہ چندہ
یورپ	1 پونڈ	10 پونڈ
یو ایس اے	1.5 ڈالر	15 ڈالر
عرب ممالک	3 ریال	30 ریال

رابطہ: صوفی محمد آصف نقشبندی، انچارج دفتر الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ

کمپوزنگ ڈیزائننگ: محمد اکرام
لاثانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر ریلوے روڈ نزد نیشنل بنک شکر گڑھ

پبلشرز: پروفیسر محمد حسین آسی نے احمد دین پرنٹرز داتا مارکیٹ لاہور سے چھپوا کر مرکزی دفتر مجلۃ الحقیقہ نقش لاثانی نگر شکر گڑھ فون نمبر: 451734 (نارووال) سے شائع کیا

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

أَلَآ إِنَّ أَوْلِيَآءَ ٱللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

یونس-۶۳

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

رمضان اور پاکستان

سرپرست اعلیٰ کے قلم سے

الحمداللہ! حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کے ارشاد عالی کی روشنی میں اللہ کے مہینے (شھر اللہ) یعنی رمضان المبارک کا آغاز ہو چکا ہے۔

حضور اکرم نور مجسم ﷺ نے اس کے بارے میں فرمایا!

﴿شهر عظيم شهر مبارك شهر فيه ليلة خير من الف شهر﴾

ترجمہ: عظمت والا مہینہ، برکت والا مہینہ، ایسا مہینہ جس میں ایک ایسی رات بھی ہے جو ہزار مہینوں سے بڑھ کر ہے۔

یہی رات ہے۔ جسے قرآن پاک میں لیلۃ القدر کا نام دیا گیا ہے۔ اور اس کا تعارف کراتے ہوئے سب سے پہلے فرمایا

﴿انا انزلنه فی لیلة القدر O وما ادراك ما ليلة القدر O ليلة القدر خير من الف شهر O﴾

ترجمہ: بے شک ہم نے اسے شب قدر میں اتارا۔ اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر۔ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

یہ ماہ مقدس حسنات و برکات کا موسم بہار ہے۔ اس میں ایک نفل کا ثواب دوسرے مہینوں کے ایک فرض کے برابر، اور ایک فرض دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر، کسی کا روزہ افطار کرائیں تو انعام؟ گناہوں کی بخشش، جہنم سے گردن کی آزادی اور روزہ دار کے برابر ثواب بغیر اس کے کہ اس کا ثواب کم ہو، اور جو روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھلائے تو حضور ﷺ نے فرمایا ''اللہ اس کو میرے حوض سے سیراب فرمائے گا جو دخول جنت تک پیاسا نہیں ہوگا۔

مگر اس شرف و بزرگی کا سبب کیا ہے، یہی نا کہ اس میں ایک ایسی رات بھی ہے جس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔ اللہ کے کلام کی نسبت سے یہ اللہ کا مہینہ بن گیا پھر، جیسے اللہ کا بندہ، دوسرے بندوں سے افضل و اعلیٰ ہوتا ہے (حالانکہ حقیقت میں سب اللہ کے بندے ہی تو ہیں) یونہی اللہ کا مہینہ دوسرے مہینوں سے افضل و اعلیٰ ہے (حالانکہ دوسرے مہینے بھی اللہ ہی کے ہیں)

اسی برکت و رحمت والے مہینے کی اسی برکت و رحمت والی رات جس میں قرآن پاک نازل ہوا، ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کا قیام بھی عمل میں آیا۔

پاکستان اور اہل پاکستان کیلئے اس سے زیادہ امید افزاء بات کیا ہو سکتی ہے کہ یہ قدر والا ملک قدر والے مہینے کی قدر والی رات میں قدر والے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قدر والی امت کیلئے بنا۔ تحریک پاکستان کے عظیم لیڈر استاذی المکرّم حضرت مولانا محمد بخش مسلم علیہ الرحمہ کی روایت کے مطابق جب قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ '' آپ نے پاکستان کیوں بنایا ''؟ تو فرمایا، میں ایک کامیاب وکیل ہوں اور کامیاب وکیل وہ ہوتا ہے جو جج کے منشا و طرز عمل کو سامنے رکھے۔ میرا ایمان ہے کہ روز حشر بھی ایک جج ہوگا، اس کا طرز عمل یہ ہے کہ کوئی اس کے سامنے اس کے نبی (ﷺ) کا نام پاک لے تو وہ بخش دیا کرتا ہے۔ میں چاہتا ہوں،

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

وہ جب مجھ سے پوچھے گا "محمد علی جناح! تو نے پاکستان کیوں بنایا" میں عرض کروں گا، اے اللہ! میں نے تیرے نبی (ﷺ) کے امتیوں کیلئے پاکستان بنایا، مجھے امید ہے، حضور اقدس ﷺ کا نام لیتے ہی وہ مجھے بخش دے گا۔ اب اوپر کے قدر والے جملے میں 'قدر والے قائد' کا اضافہ بھی کرلیں، بلکہ چند اضافے اور بھی کرلیں اور جملہ یوں بنالیں' قدر کے مالک اللہ کے فضل سے قدر والے نبی ﷺ کی برکت سے قدر والے قائد نے یہ قدر والا ملک قدر والے مہینے کی قدر والی رات کی قدر والی ساعتوں میں قدر والے نبی ﷺ کی قدر والی امت کیلئے بنایا۔ واللہ۔ ہم اہل پاکستان بھی اس قدر والے ملک کی قدر کر سکتے۔ مگر تمام ایمانی، روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کرکے اپنی قدر بھی کھودی، مرقد اقبال علیہ الرحمۃ سے اب بھی آواز آرہی ہے، کاش ہم اسے گوش ہوش سے سن سکتے۔

تو مرد میداں ، تو میر لشکر نوری حضوری تیرے سپاہی

کچھ قدر اپنی تو نے نہ جانی یہ بے سوادی، یہ کم نگاہی

سچ پوچھیں تو ہمارا سب سے بڑا مسئلہ یہی ہے کہ

"کچھ قدر ہم نے اپنی نہ جانی"

وہ قوم جو توحید پر یقین بھی رکھتی ہو پھر بھی مشرکوں کی خیرات سے امیدیں وابستہ کئے ہوئے ہو اور خدا کے بندے ہو کر خدا کے منکروں پر انحصار رکھیں، اس سے زیادہ تکلیف دہ صورت حال کیا ہو سکتی ہے؟

وہ قوم جو خدا کے سب سے سچے، سب سے سچے، سب سے بڑے اور سب سے آخری رسول امام الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والسلام) کی امت ہو کر اقوام عالم کی امامت کرنے کے بجائے ان کے قدم بقدم بھی نہ ہو بلکہ سب سے زیادہ عروج پر ہونے کے برعکس سب سے زیادہ پستی میں ہو، کتنے دکھ کی بات ہے

وہ قوم جس کے پاس عیب وریب سے پاک قرآن کریم جیسا آسمانی دستور ہو، جو تمام علوم کا سرچشمہ ہدایت کا لاجواب منبع، دو جہان کی خیر وفلاح کا داعی، افراد و اقوام کو قعر مذلت سے نکال کر مہ و پروین پر کمندیں ڈالنے کا گر سکھانے والا ہے، پھر بھی ظن وتخمیں میں کھوئی ہوئی ہو، کتنا پریشان کن ہے۔

وہ قوم جس کے آباء واجداد نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عشق سے سرشار ہو کر چار دانگ عالم میں حق کا پھریرا لہرایا تھا، بحر و بر پر حکومت کی تھی، دشت و کوہ جن کی اذان سے گونجتے تھے، اتنا شاندار اور تابناک ماضی رکھنے کے باوجود اپنے عقائد، اپنی تہذیب اور اپنی تاریخ کے بارے میں احساس کمتری کا شکار رہے، اس سے زیادہ خود ناشناسی کیا ہو سکتی ہے۔

ذرا اپنی داستان پر غور تو کریں، کس میدان میں اللہ نے ہماری عزت نہیں رکھی، کس مشکل میں اللہ کے نبی ﷺ نے ہماری دستگیری نہیں فرمائی، کس موقعے پر اللہ والے ہمارے کام نہیں آئے، قرآن پاک نے سچ فرمایا تھا۔

" انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یو تون الزکوٰۃ و ھم راکعون' (المائدہ، ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔ (کنز الایمان)

جب بھی اللہ کے حضور صدق دل سے گڑگڑائے، اللہ کے نبی ﷺ سے فریاد کی، اللہ والوں کی دہائی دی، شکست فتح میں بدل گئی، کفر و شرک کے لشکر بھاگ گئے، کملی والے آقا علیہ التحیۃ والثنا کے غلام جیت گئے۔

؎ جیت گئے اسلام کے غازی، ہر گئی آخر کفر کی بازی

جھک نہ سکا توحید کا پرچم صلی اللہ علیہ وسلم !

۱۹۶۵ء میں یہی ہوا تھا۔ اللہ والے کہاں نہیں پہنچے اور کس کس محاذ کو انھوں نے نہیں سنبھالا۔ اسے فی الحال رہنے دیجئے قیام پاکستان پر ہی غور کیجئے۔ انگریز اور ہندو دونوں متحد اور دونوں بظاہر طاقتور۔ ان کے مقابلے میں اہل ایمان کتنے تھے۔ نہایت قلیل، عقلاً پاکستان کا بننا ناممکنات سے تھا، اسی وجہ سے

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

مسلمانوں' میں جو محض عقل کے بندے تھے (اور عشق وایمان سے اکثر محروم) وہ قائداعظم کا ساتھ دینے کو اپنے تاریک مستقبل کی ضمانت وعلامت سمجھتے تھے۔ مگر ہوا کیا؟ خود حضور پرنور ﷺ نے اپنے غلاموں کی ہمت بندھائی اور پاکستان کی بشارت دی، اور یہ بشارت اس تواتر سے ہوئی کہ کوئی آدمی کسی وہم کا شکار ہی نہیں ہوسکتا تھا۔

اس سے پہلے کا ایک بابرکت جملہ بھی جو امام زہری رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور ضیاء القرآن میں تفسیر مظہری سے نقل کیا گیا ذہن نشین کرلیں۔

ترجمہ: ''اسے شب قدر اسلئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایک بڑی قدر والی کتاب بڑی قدر والے رسول ﷺ پر بڑی قدر والی امت کیلئے نازل فرمائی''

''قیل سمیت بذالك لا نه انزل فیھا کتابا ذاقدر علی رسول ذی قدر علی اُمّة ذا ت قدرِ''

بہر حال ہمارا اصل سرمایہ حیات سرکار دو عالم ﷺ کی غلامی ہے، پاکستان بنا کر ہمیں اس رشتے کو مضبوط کرنا چاہئے تھا، مگر ہم سے یہ نہ ہوسکا، جس اسلام کا بار بار نام لیا گیا تھا، یہاں اس کی حکومت ہونی چاہئے تھی، مگر افسوس ہمارے جھوٹے حکمرانوں نے اس طرف بھی توجہ نہیں دی، ہمیں قائداعظم کے ارشادات کی روشنی میں اسے اسلام کی تجربہ گاہ بنانا چاہئے تھے، تاکہ دنیا اللہ کے دین کی برکات سے روشناس ہو اور زمانہ کھلی آنکھوں سے مشاہدہ کرلے کہ اسلام انسان کیلئے اور خصوصاً انسانیت کیلئے کتنا ضروری ہے۔ افسوس ہم کچھ بھی نہ کرسکے۔

ہماری غفلت یہاں تک پہنچی کہ نبوت کے جھوٹے مدعی مسیلمۂ پنجاب مرزائے کذاب کی ناپاک امت کو یہاں کھل کھیلنے کا پورا موقع دیا گیا اور امت مسلمہ کی ان گنت قربانیوں کے باوجود بلکہ دستور میں اسے اقلیت قرار دینے کے باوجود کلیدی اسامیوں پر اس کے نااہل فرزندوں کو براجماں کیا گیا، ان بدبختوں نے ہر کہیں پاکستان کو بدنام کیا مگر کارکنان پاکستان نے ہر موڑ پر ان کی نازبرداری کی اور آج تک یہی سلسلہ جاری ہے۔

یہاں کھلم کھلا اسلام کے مقابلے میں 'سوشلزم' کا نعرہ لگایا گیا اور روٹی، کپڑا مکان کا لالچ دے کر کئی غریبوں کا ایمان لوٹ لیا گیا۔ غضب تو یہ ہے ایسے نعرے لگانیوالوں کے ساتھ بھی بعض ملانما لوگ شامل تھے حالانکہ اس منحوس سوشلزم کی منحوس بانسری پر کونوں کھدروں سے کمیونزم اور الحاد و دہریت کے کئی سانپ سپولئے اپنے بلوں سے نکل آئے تھے، اور انھوں نے دین حق کے خلاف بہت کچھ زہر اگلا۔ پھر اس بے جمیتی کی سزا ملی اور ملک دولخت ہوگیا، آہ بقول حکیم الامت

چناں نادیدنی دیدہ ام من

مرا اے کاش کہ مادر نزادے

'یادش بخیر' ذوالفقار علی بھٹو جس نے سوشلزم کا نعرہ لگایا تھا اور جس کے دور میں کمیونسٹوں اور دہریوں کو ایک مظبوط طاقت ہونے کا موقع ملا تھا۔ اس کی ایک بیٹی بھی ہے جو باپ سے کہیں زیادہ اسلام سے باغی ہے، جہاں تک مجھے یاد ہے، باپ پھر بھی محتاط تھا مگر بیٹی اپنی آزادروش میں واقعی بے نظیر ہے، اس نے کئی بار اسلامی تعلیمات کا مذاق اڑایا ہے (اگرچہ ہاتھ میں تسبیح بھی ہے اور سر پہ دوپٹا بھی) اسی پر حیرت وافسوس کا اظہار کیا حضور پاک ﷺ کے سپاہی میجر (ر) محمد افضل صاحب نے جو کئی مہینوں سے نوائے وقت سنڈے ایڈیشن میں اپنا قسط وار مضمون دے رہے ہیں۔ 19 اکتوبر 2003ء کے شمارے میں لکھتے ہیں

''افسوس تو یہ کہ اسلامی قوانین کا کھلم کھلا مذاق اڑانے والی بے نظیر، اللہ کے نام پر بننے والے ملک میں ایک پارٹی کی سربراہ ہیں''

یہی بینظیر بھٹو ہے، جس کی وزارت کے دور میں مولانا فضل الرحمٰن نے کہا تھا 'پاکستان کا قیام اس صدی کا سب سے بڑا فراڈ ہے۔' اور بے نظیر نے خوش ہوکر اسے امور خارجہ کی کمیٹی کا چیئرمین بنادیا تھا، اسی فضل الرحمٰن کے باپ مفتی محمود نے بے نظیر کے والد بھٹو کے دور میں کہا تھا، ''افسوس! ہم پاکستان بنانے کے گناہ میں شریک نہیں ہوئے۔ فرمائیے کیا یہ غداری نہیں، کیا قیام پاکستان کو سالہا سال گزرنے کے باوجود باپ بیٹے کا ذہن بدلا؟ نہیں ہندوستانی کانگرسیوں کا ذہن بدلا نہ پاکستانی کانگرسیوں کا۔ کیا ملک میں کوئی قانون ایسا نہیں جو نظریہ پاکستان کے غداروں پر لاگو ہوسکے۔ ابھی گذشتہ دنوں فضل الرحمٰن نے انڈیا میں کیا گل کھلائے ہیں۔ یہی نہیں کوئی قائداعظم جیسے رہنما کو گالیاں دے رہا ہے تو کوئی اقبال جیسے محسن کو۔ ایسا کیوں ہے، ملک وقوم کے بہی خواہ کہاں ہیں، وہ لوگ جنھیں اپنے دیں سے، اپنی ملت سے، اپنے دین سے تعلق خاطر ہے، کیوں سامنے نہیں آتے۔ مشرف پر الزام لگایا جاتا ہے کہ اس نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کا نعرہ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

لگایا ہمیں یہ نعرہ قطعاً نہیں بھایا، ہم نے آج تک اس کے خلاف احتجاج کیا ہے۔ مگر فرمائیے نظریۂ پاکستان کا مذاق اڑانے کی اور وطن عزیز کو گالیاں دینے کی اجازت محمود اینڈ سنز کو کس نے دی ہے۔

یہی پاکستان ہے جس میں ایک عرصہ حافظ محمد سعید یعنی کالعدم لشکر طیبہ کا امیر ان شخصیتوں پر کفر کا فتویٰ لگاتا رہا ہے جن کی عظمت کردار خود قرآن کا معجزہ اور اسلام کی حقانیت کا ثبوت ہے، مثلاً حضرت بایزید بسطامی، حضرت داتا گنج بخش، حضرت مولائے روم رضی اللہ عنھم۔ ان کے خلاف ہرزہ سرائی تاریخ اسلام کو مسخ کرنے کے مترادف ہے مگر کسی نے اس کا ہاتھ روکا، کسی نے اس کے منہ پر تھوکا، کسی نے اس کے جوتے لگائے کہ او بد بخت تو داتا گنج بخش کو معاذ اللہ کافر کہہ کر ہمارے ایمان کا امتحان لینا چاہتا ہے، ہم تیرے بازو قلم کر دیں گے، تیری زبان کھینچ لیں گے، تو کس جہاد کی بات کرتا ہے، تو کس اسلام کا نام لیتا ہے، تیرا جہاد سے کیا تعلق، تجھے اسلام سے کیا واسطہ۔ سالہا سال جب پانی سر سے گزر گیا تو ان کے خطرناک عزائم کی اطلاع پر حکومت نے ان پر پابندی لگائی، حالانکہ تاریخ اسلام مسخ کرنے اور لاکھوں مسلمانوں کے جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے سبب، اس پر مقدمہ چلا کر پھانسی کے تختے پر لٹکانا چاہئے تھا۔ داتا کے غلاموں سے کروڑوں روپیہ اور جہاد کے نام پر چندے بٹور کر داتا صاحب ہی کی شان میں زبان درازی کرتا ہے، تجھے شرم نہیں آتی؟ چلو پابندی لگی اور کچھ نہ کچھ سکون ہوا اگر چہ حکومت کے اضمحلال کی بنا پر پھر اس نے چہکنا شروع کر دیا ہے۔

مختصر یہ کہ پاکستان کی صورت حال عجیب ہے، اس میں مخلص اور غیر مخلص ہر قسم کے لوگ آزاد ہیں اور کسی پر کسی قسم کی پابندی نہیں، عاصمہ جہانگیر جیسی ملعونہ جو خود ناچتی ہے اور حکومت و عدالت کو نچاتی ہے، شاید امریکہ کے خوف نے غیرت کا خون منجمد کر دیا ہے کہ کوئی بڑے سے بڑے غدار کو بھی نہیں پوچھتا۔ کالا باغ ڈیم جیسے منصوبے پاکستان کیلئے کتنے مفید ہیں مگر وہ لوگ جنھوں نے پاکستان کی مخالفت کی تھی، وہی یا انھیں کی نسل اس کے بھی خلاف ہے اور غضب یہ کہ جمہوری اور مارشل لائی حکومتیں ایسے ہی لوگوں کی ناز برداری کرتی آئی ہیں۔

کاش ملت آزاد ہوتی اور اپنا نفع نقصان سوچ سکتی۔ کاش ملک کی حکومت جس نظریے کی بنا پر ملک بنا تھا اسے نافذ کر سکتی۔ کاش اس ملک میں ایک ایسی موثر قوت ہوتی جو حزب اقتدار اور حزب اختلاف کو بے راہروی سے روک سکتی۔ کاش ایک اور اقبال کہیں سے آ جائے، جو ملت کی رہنمائی کرے اور ایک اور قائد اعظم بھی نمودار ہو جائے جو ملت کو یکجان و یکدل کر دے۔

اے اللہ! اپنے محبوب اعظم واکرم وافخم وارحم ﷺ کے طفیل امت مرحومہ کو اس کا کھویا ہوا وقار پھر عطا فرما دے۔ رمضان کی موجودہ شب قدر میں ملت کے پیر و جواں کے دل پر انوارِ قرآن نازل فرما کر ہر مسلمان کو پیکر اسلام بنا دے۔ آمین

شہزادہ عبداللہ! زندہ باد

گذشتہ دنوں سعودی عرب کے ولی عہد پاکستان تشریف لائے تو انھوں نے مختلف مواقع پر نہایت زریں خیالات کا اظہار کیا، ایک موقع پر فرمایا،

"اسلام رواداری اور درمیانی راہ (اعتدال) کا مذہب ہے"

نفرت کی تجارت کرنے اور اختلافات کو فروغ دینے والوں کی اسلام میں کوئی جگہ نہیں ہے۔

شہزادہ عبداللہ نے کہا کہ اسلامی معاشرے میں جو لوگ رہتے ہیں وہ اگر مسلمان ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں تو پھر ہمیں انھیں تسلیم کر لینا چاہیے، ہمیں ان کی نیتوں کو ٹٹولنے کی کوشش نہیں کرنا چاہیے۔ اور نہ ان کے سینے چیر کر دیکھنا چاہیے کہ وہ کیسے مسلمان ہیں۔ شہزادہ عبداللہ نے کہا کہ جو لوگ اسلام کا دعویٰ کر کے معصوم لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہم اسلام کی خاطر ایسا کر رہے ہیں، وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اسلام دوسروں کے حقوق تسلیم کرتا ہے۔

شہزادہ عبداللہ نے کہا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ ہم اپنے معاشروں سے انتہا پسندی کی قوتوں کو ختم کر دیں

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

اور متحد ہو کر ایک جسم بن جائیں اور جب بھی ایک عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم اسے محسوس کرے۔

شہزادہ عبداللہ نے کہا کہ ہمیں ایک دوسرے کے گلے نہیں کاٹنے چاہییں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کہا ہے کہ سارے انسانوں کو ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا ہے۔ بعد میں ان کو مختلف گروپوں اور نسلوں میں تقسیم کیا گیا تا کہ ان کی پہچان ہو سکے

شہزادہ عبداللہ نے کہا کہ ہمیں دنیا کے دوسرے ممالک کو بے بنیاد اور غلط نعروں سے اپنے بارے میں گمراہ نہیں کرنا چاہیے۔

شہزادہ عبداللہ نے کہا کہ جہاد صرف جارحیت کے خلاف جائز ہے اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے، جو لوگ دنیا کے ساتھ محاذ آرائی چاہتے ہیں، وہ نقصان کے راستے پر ہیں (نوائے وقت: ۲۰ اکتوبر ۲۰۰۳ء)

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

شہزادہ صاحب کے خیالات سن کر خوشی ہوئی کہ ملت اسلامیہ کے مرکز یعنی حرمین شریفین کی خدمت کرنے والوں کے افکار و نظریات میں کیا حسین انقلاب آیا ہے یعنی سعودی خاندان کا ایک ذمہ دار فرد ان تمام سوچوں کی نفی کر رہا ہے جن کے زیر اثر ان کے بڑوں نے طائف پھر مکہ معظمہ اور پھر مدینہ منورہ خون کی ندیاں بہادی تھیں، مسجد حرام میں ایک نابینا موذن اذان سے پہلے درود شریف پڑھ رہا تھا، وہ روکنے پر باز نہ آیا تو اللہ کے پاک گھر میں اس پر گولی چلادی گئی، تینوں شہروں میں مسلمان اسلام کے مدعی تھے مگر ان کا دعویٰ قبول نہ کیا گیا، سب سے بڑی بات یہ کہ اس ملک کے بارے میں خود پیغمبر خدا حضور احمد مجتبیٰ ﷺ یہ خوشخبری دے چکے تھے کہ یہاں شرک نہیں ہوگا مگر اسے بھی درخور اعتنا نہیں سمجھا گیا۔ چنانچہ فرمان نبوی علیٰ صاحبہ الصلوٰۃ والسلام ہے۔

" الشیطٰن قد ایس ان یعبده المصلون فی جزیرة العرب ولکن فی التحریس بینهم" (مسلم شریف)

ترجمہ: شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں بت پرستی کی جائے لیکن وہ ان کو آپس میں لڑاتا رہے گا۔

شہزادہ صاحب غور فرمائیں حرمین شریفین کے جنت المعلیٰ اور جنت البقیع بزرگوں کے جن مزارات پر بلڈوزر چلائے گئے، انھیں کس نے بنایا تھا۔ ان مزارات پر جانے والے کون تھے؟ ابھی چند سال پہلے حضور رحمۃ للعلمین ﷺ کی والدہ طیبہ کے مزار سے کیا سلوک کیا گیا اور کس کس قسم کے دلخراش دلآزار آوازے کس کر اسے ناپید کیا گیا، کیا اس کی زیارت کرنے کو دنیا جہان سے آنے والے مسلمان نہیں، معاذ اللہ یہود و نصاریٰ تھے۔ پھر دُور کیا جایئے، اس وقت سعودی عرب میں کیا ہو رہا ہے امریکہ کی کھلے بندوں تعریف بلکہ بعض دفعہ حج کے موقعے پر اعلان کیا گیا کہ امریکہ پر کوئی تنقید نہ کرے، ہاں وہی امریکہ جو اسلام کا سب سے بڑا دشمن ہے اس کے برعکس حضور پر نور ﷺ جن کا آپ بھی کلمہ پڑھتے ہیں، ان کے ذکر سے ایسی بغاوت کہ اس وقت بھی کئی لوگ آپ کے ملک میں "محفل میلاد" کے (معاذ اللہ) جرم میں قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں۔

شہزادہ صاحب!

آپ ہی اپنے ذرا طرز عمل کو دیکھیں
ہم اگر بات کریں گے تو شکایت ہوگی

☆☆☆

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

اتحادِ ملت کی ضرورت و صورت (۱۱)

پروفیسر محمد حسین آسی

حضرت علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ کی کتاب ''زیروزبر'' کا اقتباس آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ ان کے نزدیک سنی دیوبندی نزاع مولوی حضرات کی دو پارٹیوں کا جھگڑا نہیں بلکہ ایک طرف حضور پرنور ﷺ کی عزت وعظمت ہے اور دوسری طرف نجد و دیوبند کے تیر انداز ہیں، اعلیٰحضرت فاضل بریلوی اور ان کے ہمنوا اپنے آقا ومولا، ملجا وماوٰی حضور ﷺ کی عزت وعظمت کا دفاع کررہے ہیں اور یہی سنت ہے حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی جن کو حضور ﷺ منبر پر بٹھا کر فرماتے تھے۔

﴿ اِنَّ اللّٰہَ یُؤَیِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُوْسِ مَا نَافَحَ اَوْ فَاخَرَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ ﴾

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ روح القدس کے ساتھ حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے مدافعت یا مفاخرت کرتے ہیں

بلکہ یہی سنت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم واہل بیت اطہار علیہم الرضوان کی، بلکہ یہی سنت ہے قرآن معظم کی۔ ادھر کافروں یا منافقوں نے کوئی گستاخی کی، ادھر محبوب اعظم ﷺ کو عزت وعظمت عطا فرمانے والے وحدہٗ لاشریک اللہ نے ان کا منہ توڑ جواب دیا، لیجئے چند مناظر آپ بھی یاد کرلیں۔

ا...... جب آیت کریمہ:

﴿ وانذر عشیرتک الاقربین ﴾ (الشعراء ۲۱۷)

ترجمہ: اور اے محبوب اپنے قریب تر عزیزوں کو ڈرساؤ۔

اتری تو حضور ﷺ کوہِ صفا پر تشریف لے گئے اور اپنے تمام اہل قرابت کو آواز دے کر وہاں جمع فرمایا اور توحید ورسالت کی تبلیغ فرمائی تو ابولہب جل کر بولا۔

﴿ تبا لک اما جمعتنا الا لھذا ﴾

ترجمہ: تیرے لئے تباہی (معاذ اللہ) کیا تو نے ہمیں اسی لئے اکٹھا کیا۔

اس بدبخت کے جواب میں یہ سورت ''ابی لہب'' نازل ہوئی۔ پہلی آیت:

﴿ تبت یدا ابی لھب وتب ﴾

ترجمہ: تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔

﴿ تبت یدا ابی لھبٍ ﴾ ''تباہ ہوجائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ'' اظہار غضب کیلئے اور تَبَّ (وہ تباہ ہو ہی گیا) خبر ہے۔ چونکہ ایسا ہونا یقینی تھا، لہذا مستقبل میں ہونے والے واقعے کو ماضی کے صیغے سے بیان کیا۔

ابولہب نے کہا کہ اگر بقول محمد مصطفٰے ﷺ مجھ پر عذاب آیا بھی تو میں اپنی جان کیلئے اپنے مال واولاد کو فدیہ دے دوں گا۔

یہ (دوسری) آیت اس کا جواب ہے۔ ﴿ ما اغنی عنہُ مالہٗ وما کسب ﴾

ترجمہ: اسے کچھ کام نہ آیا اس کا مال اور جو کمایا۔

مالہٗ سے مراد اس کی وراثت کا مال اور ما کسب سے اپنا کمایا ہوا مال مراد ہے یا ما کسب سے جاہ وعزت مراد ہے یعنی ابولہب کو اس کی دولت وعزت

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

و اولاد عذاب الٰہی سے بچانہ سکے گی جیسے قارون کواس کا مال عذاب سے نہ بچاسکا، کہتے ہیں ابولہب مکہ معظمہ کے چار بڑے دولتمندوں میں سے ایک تھا۔اس کے پاس آٹھ سیر سونے کی اینٹیں تھیں نیز بہت سے جوان بیٹوں کا باپ اور غلاموں کا آقا تھا۔ بلکہ اس کے ساتھ ہی فرمایا۔

﴿ سیصلیٰ نا راً ذات لھبٍ ○ و امر تہٗ ط حما لۃ الحطب ○ فی جید ھا حبل من مسد ﴾

ترجمہ: عنقریب وہ جھونکا جائے گا شعلوں والی آگ میں، اوراس کی جورو بھی بد بخت ایندھن اٹھانے والی، اس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رسا۔

وہ ابولہب جوحضور پرنور ﷺ کا چچا تھااور پڑوسی بھی، گستاخی کا مرتکب ہوا، توغیرت الٰہیہ نے اسے برداشت نہ کیا، اس کی خرافات کا جواب دیا، سخت اورمدلل بھی، ساتھ ہی اس کی بیوی جواسی کی طرح بغض رسول ﷺ سے بھری ہوئی تھی، اسے بھی اسی کی طرح ذلت کی موت اور دائمی عذاب کی پیشگوئی سنادی۔حق یہ ہے کہ قبراوردوزخ کے عذاب کا توہم اندازہ نہیں کرسکتے۔ابولہب اوراس کی بیوی ام جمیل جس ذلت سے مری ہے۔نہایت عبرتناک ہے۔حکیم الامت قبلہ مفتی احمد یارخاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سورۃ ابی لھب کے حواشی میں فرماتے ہیں۔

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے، ایک یہ کہ رب کے بدگویوں کوحضور ﷺ نے جواب دیا اور حضور ﷺ کے بدگویوں کورب نے جواب دیا۔ دشمنان خدا کی جواب دہی سنت رسول ہے اور دشمنان رسول کو جواب دینا سنت الٰہیہ ہے دوسرے یہ کہ جس قسم کی بکواس کفار نے حضور ﷺ سے کی، اس کی مناسبت سے جواب اللہ نے دیا، معلوم ہوتا ہے کہ حضور ﷺ رب تعالیٰ کے محبوب اکبر ہیں تیسرے یہ کہ قرآن کریم نے تمام مجرموں کی سزائیں بیان فرمائیں جن میں سب سے زیادہ سخت سزا حضور ﷺ کے بدگویوں کی ہے کہ قرآن کریم نے اس کے متعلق کبھی فرمایا زنیم، کبھی فرمایا ابتر، کبھی فرمایا "تبت یدا" کبھی فرمایا، لن یغفر اللہ لھم، (اللہ انھیں ہرگز نہیں بخشے گا) ایسی سخت سزائیں کسی مجرم کی ذکر نہیں ہوئیں، ایسے ہی جیسے انعام حضور ﷺ کے ادب پر دیئے گئے، کسی عبادت پر نہ دیئے گئے، دیکھو ہماری کتاب سلطنت مصطفےٰ، چوتھے یہ کہ بڑی شرافت، عزت ونسب والے، مال والے حضور ﷺ کی مخالفت سے ذلیل وخوار ہو گئے، تو دوسروں کا کیا پوچھنا۔

غالباً حضور پرنور ﷺ کی بعثت کے بعد آپ کی شان میں یہی سب سے پہلی گستاخی تھی جس کا ارتکاب ابولہب نے کیا اوراس سب سے پہلے گستاخ کو محبوب ﷺ کے پروردگار نے جواب دیا، وہ بھی آپ نے سن لیا، تو اولین گستاخی کا یہ تھا اولین جواب جوتبصرے سے بے نیاز ہے۔عملاً عذاب آیا تو اس کی صورت یہ تھی کہ جنگ بدر سے کچھ دن بعد ابولہب کے جسم ناپاک پر ایک دانہ سانمودار ہوا، وہ پھیلتا گیا، اس نے سارے جسم کو گھیرے میں لیا، لوگ اسے متعدی سمجھتے تھے لہٰذا کوئی پاس نہیں جاتا تھا۔رسول اللہ کے در سے منہ پھیرنے والے کے جوان بیٹوں نے بھی اس سے منہ پھیرلیا۔جنھیں وہ اپنے فدیے کے طور پر پیش کرنے کے خواب دیکھا کرتا تھا، انھوں نے بڑی ذلت سے اسے اپنی آنکھوں سے مرتے دیکھا، تین دن مردود کی لاش پڑی رہی، جب پھول پھٹ کر بدبو دینے لگی تو لوگوں نے لعن طعن کی تو کچھ مزدوروں کے ذریعے گھسیٹ کر گڑھے میں پھینک دیا۔

اس کی نامراد بیوی بھی بغض رسول ﷺ میں اس سے کم نہیں تھی، جنگل سے کانٹوں کا بوجھ سر پر لاتی اور حضور ﷺ کے راستے میں بچھاتی، وہ یہ کام اپنی لونڈیوں سے لے سکتی تھی مگر وہ انتہائے بغض سے خود کام کرتی یا بالفاظ دگر اس نے دنیا میں یہ عذاب خود اپنے لئے مقرر کیا کہ موت تک سر پر کانٹے ہی رہیں اور پھر مری بھی یونہی۔

اس سورت کی آخری آیت میں اس کے مرنے کے حال کی پیشگوئی ہے یعنی ام جمیل اس طرح مرے گی کہ کانٹوں کے گٹھے کا رسا اس کے گلے میں پڑجائے گا۔چنانچہ یونہی ہوا ایک دن یہ بوجھ لا رہی تھی اور سخت دھوپ گرمی تھی، تھک کر آرام کیلئے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ایک فرشتے نے رب کے حکم سے اس گٹھے کو نیچے کھینچا جس سے گٹھا تو پیچھے گرا اوراس کے گلے میں پھانسی لگ گئی اور یہ بڑی ذلت سے مرگئی۔ (نور العرفان)

یہ تھی ایک گستاخ جوڑے کی انتہائی ذلت آمیز موت کی کہانی، ازراہ کرم اس پر بھی غور فرمائیے کہ اسلام کے اس دوراول میں بھی لوگ مرتے رہے ہیں، جن میں کفار ومشرکین بھی ہوتے تھے، کیا آپ نے سنا کہ محض کفروشرک کی بنا پر کسی کافر ومشرک کو وہ سزا دی گئی ہو جو گستاخی رسول ﷺ کا ارتکاب کرنے والے کو دی گئی۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

آیئے اب ولید بن مغیرہ کا واقعہ سنئے۔اس نے حضور پرنور ﷺ کی عقل پر حملہ کیا تھا اور معاذ اللہ آپ کو 'مجنون' کہا تھا۔اس کا جواب بھی حضور ﷺ نے نہیں، اللہ نے خود دیا۔مگر کس طرح؟ پہلے عقلی دلائل سے ثابت کیا حضور پرنور ﷺ مجنوں ہو ہی نہیں سکتے۔ان چند آیات میں حضور خواجۂ کون ومکان ﷺ کے فضائل ومحامد ہیں اور پھر گستاخی کرنے والے منہ پھٹ نام نہاد انسان کے خصائل بد کا ذکر ہے، یہ بھی چند آیات ہیں، فضائل ومحامد کی بعض آیات یوں ہیں۔

﴿نٓ والقلم وما یسطرون ۝ ما انت بنعمة ربك بمجنونٍ ۝ وان لك لاجرًا غیر ممنونٍ ۝ وانك لعلیٰ خلق عظیمٍ﴾

ترجمہ: ن، قسم ہے قلم کی اور جو کچھ وہ لکھتے ہیں۔آپ اپنے رب کے فضل سے مجنون نہیں ہیں، اور یقیناً آپ کیلئے ایسا اجر ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا۔اور بے شک آپ عظیم الشان خلق کے مالک ہیں۔

اب ان آیات میں سے بعض کو دیکھ لیجئے جن میں گستاخ رسول ﷺ (ولید بن مغیرہ) کا ذکر بد ہے فرمایا!

ولا تطع کل حلافٍ مھین ۝ ھمازٍ مشاءٍ بنمیم ۝ مناعٍ للخیر معتد اثیم ۝ عتل بعد ذلك زنیمٍ

ترجمہ: اور ہر ایسے کی بات نہ سننا جو بڑا قسمیں کھانیوالا ذلیل۔بہت طعنے دینے والا، بہت ادھر لگاتا پھرنے والا بھلائی سے بڑا روکنے والا، حد سے بڑھنے والا، گنہگار درشت خو، اس سب پہ طرہ یہ کہ اس کی اصل میں خطا۔

دیکھا غضب قدرت کا، بدزبان مردود انسان نے حضور پرنور ﷺ کو صرف 'مجنون' کہا تھا مگر محبوب اکبر واعظم ﷺ کے رب نے اس کا جواب کس انداز میں دیا آخر میں گستاخ رسول کو 'زنیم' یعنی حرامی کہہ کر انتہا ہی تو کردی۔گویا گستاخ کی ظلمت افکار کا اصل سبب یہ ہے کہ وہ اپنے باپ کا نہیں۔یاد رہے کہ باپ کا نہ ہونا گالی ہے مگر یہاں حقیقت ہے۔چنانچہ ولید نے اپنی ماں سے اپنے حرامی ہونے کی تصدیق کرالی تھی۔

قرآن پاک کے تیس پاروں کو توجہ سے اور خشوع وخضوع سے پڑھئے، یہ انداز آپ کو کہیں اور نظر نہیں آئے گا۔اللہ کے اس کلام لاریب میں کتنے ہی انبیاء کرام اور رسولان عظام علیہم السلام کا ذکر خیر ہے، ان کی شان میں بکنے والے مردودوں کا بھی ذکر ہے، گستاخوں نے جو کچھ بکا، وہ منقول ہوگیا۔پھر ان کا جواب خداوند بزرگ و برتر کی طرف سے نہیں، خود ان پیغمبران ذی احتشام علیہم السلام کی طرف سے دیا گیا، دو چار جملوں میں قصہ ختم کردیا گیا مگر یہاں صورت حال مختلف ہے۔اگر مختلف نہ ہوتی تو ابولہب اور ولید بن مغیرہ نے جو کچھ بکا تھا، وہ بھی قرآن پاک میں منقول ہوتا اور پھر حضور پرنور ﷺ جو کچھ جواب ارشاد فرماتے، وہ بھی قرآن پاک میں مروی ہوتا مگر حاشا وکلا یہاں گستاخوں کی گستاخی کا ایک جملہ بھی منقول نہیں ہوا کہ صاحب کلام کو ناپسند ہے کہ کسی مردود شیطان کی ایسی جھوٹی، دلخراش، خلاف واقعہ بات کو قرآن مجید جیسی، بہترین وصادق ترین کتاب، میں جگہ دی جائے اور فانی مردودوں کے فانی کلام کو 'ابدیت' سے 'مشرف' ہونے کا موقعہ دیا جائے، پھر جو جواب بھی ہے وہ حضور ﷺ کے بجائے ان کے رب کی طرف سے ہے تاکہ یہ بات پوری طرح واضح ہوجائے کہ گستاخ رسول نے رسول پاک ﷺ کے غضب کو ہی نہیں بلکہ انھیں لاجواب، بے مثال، دائمی، سرمدی عظمتیں بخشنے والے رب کے غضب کو دعوت دی ہے، ہاں ہاں آپ نے دیکھا انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنے گستاخوں کو جو جواب دیا ہے، اس میں ایسا جوش کہاں ہے ویسے بھی وہ حضرات اپنے "ذاتی" معاملے میں زیادہ جوش کیوں دکھاتے، وہ حلم کا پیکر ہوتے ہیں، ان کی اپنی ایک زبان ہے جو 'وحی' کے آبشار میں ڈھلی ہوتی ہے۔خود ہمارے آقا ﷺ کا جواب ہوتا تو ازحد نرم ہوتا جیسا کہ طائف کے واقعے سے ظاہر ہے۔

ہیں دعائیں سنگ دشمن کے عوض
کس قدر نرم ایسے پتھر کا جواب

مگر حضور ﷺ کا حلم اپنی جگہ، یہ محبوب ﷺ چند سال کیلئے کسی محدود ومختصر گروہ کیلئے نبی بن کر نہیں آئے، سب کیلئے ہیں اور ہمیشہ کیلئے آئے، لہٰذا ہوسکتا تھا حضور ﷺ جواب دیتے تو کم ظرف لوگ اور بگڑ جاتے۔خداوند قہار وجبار نے خود جواب دیا ایسا جواب جس میں کسی رورعایت کی گنجائش نہیں، جس میں قدرت کا قہر وجلال پورے جوش پر ہے، جس نے منہ پھٹ کافروں کو مبہوت کرکے رکھ دیا، اب وہ اس محبوب علیہ السلام کی شان میں کی گئی گستاخی کو دہرا نہیں

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

رہے بلکہ انھیں اپنی پڑگئی ہے۔فرمایئے ابولہب جس کے ایک گستاخانہ جملے کے جواب میں ساری سورت نازل ہوئی تھی ،نزول کے بعد بھی اس نے اپنے پہلے جملے دہرائے اور ولید بن مغیرہ نے کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے بیان فرمودہ سب الزامات کی تصدیق کردی ،اسے زنیم ہونے کا علم نہیں تھا،وہ اس نے ماں سے تصدیق کرائی ،کیا اس واقعے کے بعد اس نے پھر وہی بکواس کی۔قرآن پاک کا یہی مقصد تھا۔غالباً یہ بات کہیں اس مضمون میں آچکی ہے کہ اللہ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان بیان فرمائی تو یوں کہ ہر لفظ میں نعت کا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا ہے، مثلاً!

﴿ یا ایھا النبی انا ارسلنٰك شاھدا و مبشرًاو نذیر اًO و داعیاً الی اللہ باذنہ و سراجاً منیراً ﴾ (الاحزاب ۴۵۔۴۶)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمھیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈرسناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور چمکادینے والا آفتاب۔(کنزالایمان)

ان دو آیات کا ہر لفظ نعت ہے (وہ بھی کئی کئی پہلوؤں سے)

مثلاً

یا ایھا................ نعت ہے

النبی................ نعت ہے

انا................ نعت ہے

ارسلنك................ نعت ہے

شاھدًا................ نعت ہے

مبشراً................ نعت ہے

نذیراً................ نعت ہے

داعیا الی اللہ باذنہ................ نعت ہے "داعی ،الی اللہ ،باذنہ ،الگ الگ لیں تو یہ بھی نعت کے مضامین نکلتے ہیں۔

سراجاً................ نعت ہے

منیراً................ نعت ہے

دیکھا آپ نے جس شان سے اللہ نے اپنے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خیر کیا ،ایسا کسی اور نبی ورسول (علیہ السلام) کا نہیں کیا۔

اب آیئے دشمنوں کے ذکر کی طرف۔اللہ کا سب سے بڑا دشمن اور سب سے پہلا دشمن شیطان ہی تو ہے ،پھر اس کے رسولوں کا مقابلہ کرنے والے نمرود وفرعون وغیرہ سب اس کے دشمن ہیں۔مشرک کافر منافق اسی زمرے میں آتے ہیں اس نے اپنے کلام میں اپنے ان دشمنوں کا انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح ذکر کیا ہے مگر جس طرح مذمت اس نے گستاخانِ حبیب کی کی ہے ،ایسی مذمت کسی اور کی نہیں کی۔وہ مدح وثنا کرنا چاہے تو سب سے زیادہ پرزور انداز ہوتا ہے ذکر حبیب ﷺ کے موقع پر اور کسی کی مذمت کرنا چاہے تو سب سے زیادہ پرزور انداز ہوتا ہے گستاخ رسول کی مذمت کے موقع پر مثلاً ولید بن مغیرہ ہی کا ذکر دیکھ لیجئے ،ہر لفظ مذمت کررہا ہے۔

آیت اوپر آگئی ہے۔

لا تطع کل................ مذمت

حلاف................ مذمت

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

مهین............ مذمت

ھماز .... مذمت

مشاء............ مذمت

نمیم............ مذمت

مناع للخیر............ مذمت

معتد............ مذمت

اثیم .... مذمت

عتل............ مذمت

زنیم............ مذمت

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا اس قسم کا انداز اختیار کر کے قرآن پاک ہمیشہ ہمیشہ کیلئے گستاخ رسول اور گستاخی رسول کی جڑ کاٹنا چاہتا ہے۔

یوں جانئے جس طرح مومنوں کے مختلف درجات ہوتے ہیں مگر ان میں سب سے اعلیٰ عاشق رسول۔ یونہی کافروں کے مختلف گروہ ہیں، ان سب میں برا ہے گستاخ رسول۔ گستاخ رسول سے برا کوئی نہیں مگر افسوس عقل عیار نے گستاخی رسول کی گنجائش نکالنے کیلئے "توحید" کو اپنی ڈھال بنایا، معاذ اللہ۔ توحید عظیم دولت ہے، مسلمانوں کا پہلا عقیدہ یہی ہے، یہ اسے جان سے پیاری ہے۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے اپنی امت کو توحید کا جو نشہ چڑھایا ہے اترنے کا نہیں دوسری امتوں کو ذراسی مہلت ملتی، جھٹ چھلانگ لگا کر شرک میں غرق ہو جاتیں تھیں، موسیٰ علیہ السلام ہی کو دیکھئے، کس شان کے جلالی پیغمبر تھے۔ آپ طور پر تشریف لے گئے سامری نے اپنے بچھڑے کو بنی اسرائیل کا خدا تسلیم کرالیا۔ کہتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابھی آسمان پر تشریف لیجائے تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا کہ تثلیث کی داغ بیل پڑ گئی تھی مگر ایک یہ امت ہے کہ الحمدللہ صدیاں بیت گئیں، ہزار ہا کوتاہیوں اور غفلتوں کے باوجود ابھی توحید کا سرور اس کے رگ و ریشہ میں موجود ہے، محبت کی شہادتگہ میں جانوں کے نذرانے پیش کیے جارہے ہیں، اگر چہ وہ پہلی سی گرمی، محفل نہیں رہی تاہم اس خاکستر میں ابھی شررہائے عشق موجود ہیں، ابھی ہاؤ ہو کے ہنگامے بھی کچھ نہ کچھ جاری ہیں اور ابھی جذبوں کی دنیا بھی کسی حد تک ہی سہی، آباد ہے، واللہ یہ سب کچھ حضور پرنور ﷺ کی برکت سے ہے اور یونہی محفل قائم رہے گی جب تک اللہ کا ہاتھ جماعت پر رہے گا اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کریمانہ توجہ اس کے شامل حال رہے گی۔

بہر حال یار لوگوں نے 'توحید' کے تحفظ کا بہانہ بنا کر فضائل رسول، شمائل رسول، ذکر و فکر رسول ﷺ سے قوم کو محروم کرنے کی سازش کی اور جو انداز اختیار کیا اس سے توحید محفوظ رہی نہ مسلمانی۔

ہاں کبھی اس امت کا ایمان مثالی ہوتا تھا، توحید مثالی تھی، جذبۂ عشق مثالی تھا، فکر بلند مثالی تھا، حسن تدبر مثالی تھا مگر حضور خواجہ کون و مکاں ﷺ سے دور ہو کر کوئی چیز بھی مثالی نہیں رہی اور وہ لوگ جوان جدید مصلحین کے رنگ میں رنگے گئے وہ تو اپنے دور کے ابولہب اور ولید بن مغیرہ ہی بن گئے، اتنے فرق سے کہ انھوں نے کلمہ نہیں پڑھا اور یہ کلمہ پڑھتے ہیں اگر چہ صرف زبان سے، سچ فرمایا حکیم الامت حضرت اقبال

خرد نے کہہ بھی دیا لاالٰہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں

آپ سچے دل سے امت کو اس کا کھویا ہوا وقار واپس دلانا چاہتے ہیں تو اسے حضور پرنور ﷺ کے عشق سے سرشار کرنے کی کوشش کیجئے محبوب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب سکھایئے اور اطاعت رسول ﷺ کے عنوان سے اس کی تربیت کیجئے، اگر امت در رسول ﷺ تک پہنچ گئی تو یقین کیجئے۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقر

جو وہاں یہ ہو یہیں آکے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

یہ تھا ملت کے تمام امراض کا چارہ جسے قرآن وسنت اور تاریخ اسلام کی روشنی میں ملت کے ہوشمند اور سراپا اخلاص رہنماؤں نے اپنے اپنے دور میں تجویز کیا۔ چنانچہ بعض ناپختہ کار جب فلسفۂ یونان کے سیل بے پناہ میں بہنے لگے تو حضرت غوث الوریٰ سرکار غوث اعظم، حضرت امام غزالی اور مولائے روم رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے رنگ میں اسی عنوان سے ان کا علاج کیا، جلال الدین اکبر جب اسلام کو معاذ اللہ صفحۂ ہستی سے مٹانے کا پروگرام لے کر اٹھا تھا تو سیدنا مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے اسی جذبے کو مسلمانوں کے سینوں میں بیدار کر کے اس کے ناپاک ارادوں کو مٹی میں ملا دیا تھا، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے فرزند اکبر حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہم الرحمۃ کے سامنے بھی یہی راہ فکر وعمل تھی۔ اور جب برعظیم پاک و ہند کو تثلیث کے فرزندوں نے غلامی کی زنجیروں میں جکڑ لیا تھا، تو مجدد ملت حضرت مولانا شاہ محمد احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے اسی عشق سے قوم کے فکر ونظر کو روشن کرنے کیلئے اپنی صلاحیتوں کو وقف کر دیا تھا۔ سوچئے وہ کیسا منظر تھا جب ایک طرف غیر مسلم فرعون صفت حکمران سینوں سے اسلام وایمان کے اثرات کریدنا چاہتے تھے، پھر پادری، پنڈت اور دوسرے مذہبی لیڈر بھی دین حق کے پیچھے پڑے ہوئے تھے اور سب سے غضب کی بات یہ تھی کہ ہزاروں دین فروش اور ضمیر فروش ملا بھی ان کے آلۂ کار بنے ہوئے تھے، ایمان دشمنوں کی سرپرستی ہو رہی تھی اور اہل محبت پر عرصہ حیات تنگ کیا جارہا تھا، ایسے نازک، طوفانی اور تاریک دور میں بریلی کا محدث اعظم، مجاہد اعظم اور قلندر اعظم یعنی مولانا شاہ احمد رضا بریلوی رسول فہیم، محبوب کریم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی امت کو انتشار سے بچا کر مرکز کی طرف بلا رہا تھا۔ کون اندازہ کرسکتا ہے اس کے سوز دروں کا جب وہ یوں چیخ رہا تھا،

آج لے ان کی پناہ، آج مدد مانگ ان سے

کل نہ مانیں گے، قیامت میں اگر مان گیا

اللہ اکبر! جب ان کے ماننے پر بھی قدغن لگائی جارہی تھی اور کہا جارہا تھا ایک اللہ کو مان، اور کسی کو نہ مان، بریلی کے قلندر نے کہا

انھیں مانا، انھیں جانا، نہ رکھا غیر سے کام

للہ الحمد میں دنیا سے مسلمان گیا!

اور جب وقت کے ابولہب طرح طرح کے حیلوں بہانوں سے امت کا رشتہ اس کے آقا و مولا ﷺ کی بارگاہ عظمت پناہ سے توڑنے کی مساعی مذمومہ میں سرگرم تھے، بریلی کا یہ باوفا درویش یوں حلف وفاداری اٹھا رہا تھا،

کروں تیرے نام پہ جاں فدا

نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا

دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا

کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

یہی جذبات تھے حکیم الامت حضرت اقبال کے جنھوں نے نظریہ پاکستان پیش کیا اور حق یہ ہے اللہ کی غیرت ہی کے خلاف ہے وہ اپنے محبوب سرور لولاک ﷺ کی بارگاہ سے سرتابی کرنے والے کسی شخص کو کوئی کارنامہ سرانجام دینے کی توفیق بخشے، تاریخ اٹھا کر دیکھیں کفار ومشرکین سے جہاد بالسیف ہو یا جہاد بالقلم، اس کی توفیق ہمیشہ انھیں کو ملی ہے جنھیں اللہ نے اپنے محبوب دلنواز ﷺ کے عشق وادب سے نوازا ہے۔ نور الدین زنگی ہو کہ صلاح الدین ایوبی، محمود غزنوی ہو کہ احمد شاہ ابدالی، غزالی ہو کہ سیوطی، رومی ہو کہ رازی، عبدالوہاب شعرانی ہو کہ ولی اللہ محدث دہلوی، یوسف بن اسمٰعیل نبہانی ہو کہ احمد رضا خاں بریلوی

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

علیہم الرضوان، سب کا شجرہ نسب و نسبت ایک ہی ہے اور وہ ہے عشقِ رسول ﷺ، اور واللہ، باللہ جنھیں لوگ شاعر مشرق اقبال کہتے ہیں اور قائد اعظم محمد جناح وہ بھی اسی خانوادۂ عشق و مستی ہی کے دو فرد تھے۔ اگر انھیں حضور جانِ جہاں، خواجہ کون و مکاں ﷺ سے پیار نہ ہوتا، نہ ان کا سینہ کھلتا، نہ ان کی صلاحیتیں چمکتیں اور نہ انھیں وہ کارنامے سرانجام دینے کی توفیق ملتی، اقبال سے پوچھو تو حب رسول ﷺ کی اہمیت، ہاں جب جذبۂ عشق رسول ﷺ سے محروم کرکے قوم کو محض اطاعت تک کا سبق دیا جارہا ہے، اقبال اعلان کر رہا تھا۔

مغزِ قرآن، روحِ ایماں، جانِ دیں

ہست حبِ رحمۃ للعلمین! ﷺ

جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے سہارے کو شرک قرار دیا جارہا تھا اور نجات کا دارومدار صرف نماز روزے سے وابستہ کیا جارہا تھا، اس وقت لاہور کے قلندر نے اعلان کیا بلکہ عرض کیا، یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب، میرا سجود بھی حجاب

بلکہ اسی عشق و مستی کا اثر ہے جو وہ اپنے رگ و پے میں رواں دواں محسوس کرتے ہیں، فرماتے ہیں

شور عشقش در نئے خاموش من

می تپد صد نغمہ در آغوش من

من چہ گویم از تو لائش کہ چیست

خشکِ چوبے در فراق او گریست

(میری زندگی کی خاموش نئے میں اسی محبوب ﷺ کے عشق کا شور برپا ہے جس کی وجہ سے میری آغوش میں سینکڑوں نغمات محبت کی تپش محسوس ہوتی ہے، مختصر یہ کہ میں اس محبوب خدا ﷺ کی محبت کے بارے میں کیا بیان کروں اس سے تو ایک خشک و مردہ لکڑی بھی زندگی کا فیض پاکر درد محبت سے رونے لگتی ہے)

آخر میں آیئے ایک اور عاشق رسول ﷺ یعنی قائد اعظم محمد علی جناح کی طرف!

حضرت قائد اعظم لندن سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے ان کی ملاقات کے لیے میں پہنچا۔ آپ خاموش بیٹھے تھے۔ میں نے پوچھا ''سر! کیا بات ہے؟ آپ بڑے خاموش دکھائی دے رہے ہیں؟ قائد اعظم فرمانے لگے ''جانتے ہو میری واپسی کا سبب کیا ہے؟ میں نے کہا'' جناب! یہی کہ آپ کی یہاں اشد ضرورت تھی، تمام مسلمانانِ ہند آپ کو نجات دہندہ تصور کرتے ہیں۔ یہ نہ صرف میری بلکہ تمام مسلم لیگ راہنماؤں کی دلی خواہش تھی، اور حضرت علامہ اقبال نے بھی آپ کو متعدد خطوط لکھے اور مزید یہ کہ جناب لیاقت علی خان نے آپ سے لندن میں ملاقات کرکے آپ کو واپس آنے پر قائل کیا''۔

قائد اعظم فرمانے لگے'' یہ تمام باتیں اپنی جگہ درست ہیں مگر قیام لندن کے دوران ایک عجیب و غریب واقعہ میرے ساتھ پیش آیا، جس کی بنا پر میں نے واپس آنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ میں نے کہا سر کیا عجیب واقعہ تھا؟'' آپ فرمانے لگے ایک شرط پر سناؤں گا کہ میری زندگی میں اس کی تشہیر نہ کی جائے کیونکہ کچھ ناعاقبت اندیش اس کو غلط معنی پہنا کر طرح طرح کی باتیں کریں گے، میں نے وعدہ کیا کہ میں ''ایسا ہی کروں گا'' پھر حضرت قائد اعظم یوں گویا ہوئے۔

''میں لندن میں اپنے فلیٹ میں سویا ہوا تھا۔ رات کا پچھلا پہر ہوگا۔ میرے بستر کو کسی نے ہلایا، میں نے آنکھیں کھولیں، اِدھر اُدھر دیکھا، کوئی نظر نہ آیا، میں پھر سو گیا۔ میرا بستر پھر ہلا، میں پھر اٹھا، کمرے میں اِدھر اُدھر دیکھا۔ سوچا ''شاید زلزلہ آیا ہو'' کمرے سے باہر نکل کر دوسرے فلیٹوں میں آکر بستر پر سو گیا، تمام لوگ محو استراحت تھے۔ میں واپس کمرے میں آکر سو گیا، کچھ دیر گزری تھی کہ تیسری بار پھر کسی نے میرا بستر نہایت زور سے جھنجھوڑا میں ہڑبڑا کر اٹھا۔ پورا

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

کمرہ معطر تھا، میں نے فوری محسوس کیا،

An extra-ordinary personality is in my room

(ایک غیر معمولی شخصیت میرے کمرے میں موجود ہے)

میں نے کہا!

Who are you?

آپ کون ہیں؟

آگے سے جواب آیا!

I am your Prophet Muhammad

میں تمہارا پیغمبر محمد (ﷺ) ہوں۔

میں جہاں تھا وہیں بیٹھ گیا، دونوں ہاتھ باندھ لئے اور سر جھکا لیا۔ فوراً میرے منہ سے نکلا۔

Peace be upon you my lord.

آپ پر سلام ہو میرے آقا (ﷺ)

ایک بار پھر وہ خوبصورت آواز گونجی!

Mr. Jinnah! you are urgently required by the Muslim s of sub.continent and order you to lead the freedom movement. I am with you. Don't worry at all, You will succeed in your mission inshallah.

(جناح برعظیم کے مسلمانوں کو تمہاری فوری ضرورت ہے۔ اور میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ تحریک آزادی کا فریضہ انجام دو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ انشاء اللہ تم اپنے مقصد میں کامیاب رہو گے)

میں ہمہ تن گوش تھا، صرف اتنا کہہ پایا!

O.K. my Lord.

(آقا ''ﷺ'' آپ کا حکم سر آنکھوں پر)

میں مسرت وانبساط اور حیرت کے اتھاہ سمندر میں غرق تھا کہ '' کہاں ان ﷺ کی ذات اقدس اور کہاں میں اور پھر یہ شرف ہم کلامی۔ یہ عظیم واقعہ میری واپسی کا باعث بنا، (ماہنامہ سبیل ہدایت ستمبر 2003)

☆☆☆

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

درس قرآن

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مری سرکار زندہ ہے

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

ارشادالٰہی ہے۔

☆......اور (یہ) رسول تمھارے اوپر نگہبان ہیں۔

اشارات

☆...... یہ آیت مقدسہ بتارہی ہے کہ حضور رسول اکرم ﷺ اپنی امت مرحومہ کے اعمال پر نگہبان ہیں۔ چونکہ آیت مقدسہ کا حکم مطلق ہے اس لیے آج بھی نگہبان ہیں۔ نگہبان ہیں تو بالیقین زندہ جاوید ہیں۔ حضرت امام اسماعیل حقی اور حضرت امام عبدالعزیز دہلوی اور دیگر مفسرین امت نے لکھا ہے کہ ان پر رسول کی گواہی کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ کو ہر دیندار کے دین کی حقیقت کی اطلاع ہے۔ آپ امت کے اعمال، حسنات، سیات، اخلاص اور نفاق وغیرہ سب کو جانتے ہیں۔

☆...... یادرہے کہ "شہیـــــد" کی زندگی کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں۔ کیونکہ قرآن پاک میں نصی قطعی موجود ہے۔ ہمارے نبی اکرم ﷺ کو مرتبہ شہادت بھی عطا کیا گیا، جیسا کہ صحیح بخاری شریف کی حدیث پاک ہے۔

اے عائشہ میں اس کھانے کا درد محسوس کرتا تھا جو میں نے چیز میں کھایا، اور اب میں اس زہر کی وجہ سے اپنی رگ دل کٹتی ہوئی محسوس کرتا ہوں۔

☆...... یہ حدیث پاک بتارہی ہے کہ حضور ﷺ مرتبہ شہادت پر فائز ہوئے اور شہید موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ ہوتا ہے۔

☆...... حضرت امام قاضی ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے شہدا کی ارواح کو جسم کی طاقت عطا فرمائی ہے پس وہ زمین سے آسمان اور جنت تک جہاں چاہتے ہیں جاتے ہیں۔ اور اپنے دوستوں کی مدد فرماتے ہیں، اور ان کے دشمنوں کو اللہ تعالیٰ کے چاہنے سے ہلاک کرتے ہیں، اور ان کی حیات کے سبب زمین ان کے اجسام کو نہیں کھا سکتی، اور نہ ان کے کفن بوسیدہ ہوتے ہیں۔ پس علماء کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حیات شہدا خاص ہے، اور میرے نزدیک یہ خصوصیت درست نہیں، بلکہ انبیاء کرام کی حیات ان سے زیادہ قوی ہے، اور ان کی حیات کا ظہور خارج میں زیادہ ہے یہاں تک کہ حضور نبی اکرم ﷺ کی ازواج سے نکاح آپ کی حیات ظاہری کے بعد بھی جائز نہیں (تفسیر مظہری)

☆......قرآن پاک میں ہے، اور اگر انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تو اے محبوب وہ تمھارے پاس آجائیں، پس اللہ سے معافی طلب کریں اور رسول ان کی سفارش کردیں تو وہ ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا رحم والا پائیں گے،

☆...... کیا یہ آیت کریمہ حضور پرنور ﷺ کی حیات ظاہری تک مخصوص ہے، اب اس کا حکم نافذ العمل نہیں۔ اگر مخصوص ہے تو کوئی دلیل قطعی بیان کی جائے، اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ حضور آج بھی اپنی گنہگار امت کی سفارش کرتے ہیں۔ سفارش وہی کرسکتا ہے جو زندہ بھی ہو اور امت کے اعمال کا علم بھی رکھتا ہو، حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، "لیشہد النبی ﷺ الی جمیع الائمۃ من راہ ومن لم یراہ" یعنی حضور تمام امت کی گواہی دیتے ہیں اور دیں گے، جس نے انہیں دیکھا یا نہیں دیکھا، صبح وشام حضور کی امت، حضور کے سامنے پیش کی جاتی ہے۔ اور آپ انہیں نشانات اور اعمال سے پہچانتے ہیں اور اس وجہ سے ان کی گواہی دیتے ہیں اور دیں گے، (تفسیر مظہری، تفسیر روح المعانی، تفسیر روح البیان، زیر سورۃ النساء، مدارج النبوہ، مواہب لدینہ، فتح الباری)

حضرت شیخ عبدالحق دہلوی فرماتے ہیں کہ امت کے اتنے کثیر اختلافات اور مذاہب کے باوجود کسی کو بھی اس مسئلہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ حضور انور ﷺ

https://archive.org/details/@alkhatim

حقیقی زندگی کے ساتھ دائم اور باقی ہیں۔ جس میں وہم و مجاز کا شائبہ تک نہیں، اور اعمال امت پر حاضر و ناظر ہیں، اور طالبانِ حقیقت کو فائدہ پہنچاتے ہیں اور تربیت کرتے ہیں۔

☆......حضور ﷺ کی حیات برزخی کا اقرار غیر مقلدین کے امام نواب صدیق حسن بھوپالی، نواب وحید الزماں، اور دیوبند کے پیشوا مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی زکریا سہارنپوری، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی طیب دیوبندی وغیرہ نے بھی کیا ہے۔

☆......دیوبندی تفسیر معارف القرآن میں لکھا ہے کہ "آنحضرت ﷺ کا دنیا میں ہونا قیامت تک باقی رہے گا، کیونکہ آپ کی رسالت قیامت تک کے لئے ہے" (جلد ۴ صفحہ ۲۲۵)

☆......اس مسئلے میں ایک اعتراض وارد ہوتا ہے کہ جب قرآن پاک نے فرمایا "آپ بھی میت ہیں اور لوگ بھی میت ہیں" تو پھر آپ کو زندہ کیوں کہا جاتا ہے، ہم عرض کرتے ہیں کہ کیا اس آیت مقدسہ کے حکم سے شہید خارج ہیں؟

☆......کل نفس ذائقۃ الموت کے حکم کے مطابق انبیاء کرام نے بھی موت کا مزا چکھا ہے۔ بس چکھا ہے۔

☆......لہٰذا "انک میت" کا قانون پورا ہو گیا، اب حیاتِ حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں، اس پر بہت سی آیاتِ کریمہ اور احادیث صحیحہ گواہی دے رہی ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
مرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

☆......حضرت امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں "فیثبت کونہ ﷺ حیاتی قبرہ بنص القرآن، پس ثابت ہوا کہ حضور انور ﷺ کی حیات برزخی قرآن سے ثابت ہے۔ (ابناء الاذکیا ص ۶)

☆......حضرت امام ابوبکر بیہقی فرماتے ہیں، انبیاء کرام کی وفات کے بعد ان کی ارواح لوٹائی جاتی ہیں، لہٰذا وہ شہدا کی طرح اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، میں نے اس عقیدے پر ایک کتاب بھی لکھی ہے۔ (کتاب الاعتقاد)

☆......حضرت امام عسقلانی فرماتے ہیں "انبیاء کرام شہدا سے افضل ہیں، جب شہدا اللہ تعالیٰ کے ہاں زندہ ہیں تو انبیاء کرام بھی زندہ ہیں، پس کوئی بعید نہیں کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں، اور حج کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں قربت حاصل کرتے ہیں، (فتح الباری جلد ۷ ص ۲۹۶)

☆......آج حضور پرنور ﷺ کی حیات برزخی کا انکار کرنے والے دراصل امت مرحومہ کا رابطہ آپ سے توڑنا چاہتے ہیں، تعجب ہے ان کے نزدیک حضور کو زندہ ماننا شرک ہے، ہم پوچھتے ہیں، کیا خدا تعالیٰ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد زندہ ہے؟ جو کسی اور کے متعلق یہ عقیدہ رکھنے والا مشرک ہو جاتا ہے، خدارا غور کیا جائے، خدا تعالیٰ ازلی ابدی طور پر زندہ ہے، اسے اونگھ تک نہیں آتی، موت کیسے آئے گی، جبکہ حضور ﷺ اس حی و قیوم کے فضل سے زندہ ہیں اور اس کے قانونِ موت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد زندہ ہیں، پھر یہ شرک کیسے ہو گیا، شاید ان لوگوں کو شرک کی تعریف بھی نہیں آتی، یا آتی ہے لیکن اپنے نفسِ بدفرما کے ہاتھوں مجبور ہو کر اصل بات پر پردہ ڈال دیتے ہیں، صدیوں سے لے کر آج تک کروڑوں مسلمان حضور پرنور ﷺ سے فیض یاب ہو چکے ہیں، حضور آج بھی لوگوں کو پاک کرتے ہیں اور کتاب و حکمت کی تعلیم دیتے ہیں، جیسا کہ "واخرین منھم لم یلحقوا بھم" سے ثابت ہے۔ آج بھی آپ کی جلوہ فرمائی کی بدولت امت عذاب الیم سے مامون ہے جیسا کہ وانت فیھم سے ثابت ہے، کاش کوئی قرآن پاک کو عشقِ مصطفےٰ کے نور سے پڑھنے کی کوشش کرے۔

فریاد

مصطفےٰ لطف و کرم فرمایئے
آیئے، روشن نظر کر جایئے
آپ کے بن زندگی بے تاب ہے
دل ہے یا کہ ماہی بے آب ہے
آپ کیا ہیں مظہر حسن خدا
آپ کیا ہیں، مصدر صدق و صفا
مجھ کو اک قطرہ شہا درکار ہے
سب سے اونچا آپ کا دربار ہے
آپ کے دم سے ستاروں کی چمک
آپ کے غم سے بہاروں کی مہک
آپ توحید و ہدایت کی دلیل
آپ امید و فراست کی سبیل
آپ آقا، میں غلام زار ہوں
میری آنکھوں میں بھی تیرے پیار ہوں

(غلام مصطفےٰ مجددی ایم اے)

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

درس حدیث

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نبی غمخوار زندہ ہے

غلام مصطفیٰ مجددی ایم اے

ارشاد مصطفوی ہے۔

☆......بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، پس اللہ تعالیٰ کا ہر نبی زندہ ہے، اور اسے رزق دیا جاتا ہے۔ (ابنِ ماجہ، مشکوٰۃ)

اشارات

☆......یہ حدیثِ مبارک انبیاء کرام کی حیاتِ برزخی کی کتنی واضح دلیل ہے۔ موت کا ذائقہ چکھنے کے بعد انبیاء کرام کے اجسام بھی صحیح سلامت رہتے ہیں، ان کو اپنے غلاموں کی نگہبانی اور چارہ سازی کا اختیار بھی حاصل ہوتا ہے، ان کے مزارات، جنت کے اعلیٰ ترین گوشوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں،

☆......حضور اقدس ﷺ نے فرمایا "ہر نبی زندہ ہے، اور "کوئی امتی" کلمہ پڑھ کر کہے کہ "نبی زندہ نہیں" تو اس نے نبی کی نافرمانی کی انتہا کر دی۔ کیا رسول اللہ ﷺ کا حکم پہنچ جانے کے بعد اہل ایمان کے لئے چون و چرا کی کوئی گنجائش باقی رہ سکتی ہے؟

☆......صحاحِ ستہ اور دیگر کتب کی احادیث مبارکہ بھی اس حدیث کی تائید کر رہی ہیں، ملاحظہ کیجئے۔

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزرا، آپ قبر میں نماز ادا کر رہے تھے۔" (مسلم)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ اپنی انگلیاں کانوں میں رکھے ہوئے ہیں (شفاء السقام)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تمام انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں، (حیات الانبیاء، خصائص کبریٰ)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "بیشک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، (ابوداود، دارمی، بیہقی، مشکوٰۃ)

☆......رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "تحقیق میں نے خود کو انبیاء کرام کی ماعت میں دیکھا، حضرت موسیٰ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، آپ درمیانہ قد اور گھنگریالے بالوں والے تھے، گویا وہ شنوء کے افراد میں سے لگتے تھے۔ اور حضرت عیسیٰ بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے، اور تمھارے نبی کے ہمشکل تھے۔ پھر نماز کھڑی ہو گئی اور میں نے انبیاء کرام کی امامت کرائی۔ (مسلم)

☆......مذکورہ احادیث مبارکہ بھی انبیاء کرام کی حیاتِ برزخی کا اعلان فرما رہی ہیں۔

☆......صحابہ کرام نے ہمیشہ انبیاء کرام کو بالخصوص امام الانبیاء ﷺ کو زندہ جاوید تصور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کرنے کی وصیت فرمائی، اور صحابہ کرام نے ان کے وصال کے بعد ان کا جنازہ تیار کر کے مزار مصطفیٰ جا کر اجازت طلب کی اور اندر سے آواز آئی حبیب کو حبیب کے ساتھ ملا دو، (نور الابصار ۶۵)

☆......ایک شخص نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو برا بھلا کہا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل کرے۔ "لقد اذيت رسول الله في قبره" بے شک تو نے رسول اللہ ﷺ کو قبر پاک میں تکلیف پہنچائی۔

☆......حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مسجد نبوی کے قریب گھروں میں

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

مسجد ٹھونکنے کی آواز سنتیں تو ان سے فرماتیں رسول اللہ ﷺ کو اذیت نہ پہنچاؤ، (شفاء السقام ۱۵۵)

☆ وصال مصطفےٰ کے بعد حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا۔

"الایارسول اللہ انت رجائنا"

یعنی اے اللہ کے رسول آپ ہماری امید ہیں

☆......حضرت سعید ابن مسیب رضی اللہ عنہ نے مزار مصطفےٰ سے اذان مصطفےٰ کی آواز سنی۔(الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۲۶۶)

☆......انہی سے روایت ہے کہ ہر روز حضور ﷺ کی بارگاہ میں امت کے اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اور آپ امتیوں کو صورتوں اور عملوں کی وجہ سے پہچانتے ہیں، اس لیے قیامت کے دن ان کی گواہی دیں گے

(مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۳۸۷)

☆......تمام امت کا اتفاق ہے کہ محبوب خدا ﷺ زندہ ہیں۔چند جلیل القدر علما کرام کا عقیدہ دیکھئے۔

☆......حضرت امام علی قاری رحمۃ الباری فرماتے ہیں، انہ ﷺ حی" یرزق یستمد منہ المدد المطلق، یعنی آپ زندہ ہیں۔رزق دیے جاتے ہیں اور آپ سے ہر قسم کی مدد طلب کی جاتی ہے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

☆......حضرت امام زرقانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تمام انبیا کرام اپنی قبروں میں کھاتے ہیں، پیتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں، (زرقانی علی المواہب جلد ۵ ص ۳۳۳)

☆......حضرت امام شرنبلالی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، تمام محققین کے نزدیک حضور انور ﷺ زندہ ہیں، ان کو رزق دیا جاتا ہے۔آپ تمام لذات والی اشیاء سے اور عبادات سے متمتع ہوتے ہیں۔لیکن قاصرین کی آنکھیں آپ کے مقامات شریفہ سے محجوب ہیں۔ (مراقی الفلاح ص ۴۴۷)

☆......حضرت امام ابراہیم بن شہبان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے مزار اقدس پر سلام کیا تو آپ کے حجرہ مبارکہ سے وعلیک السلام کی آواز سنی۔ (القول البدیع ص ۱۲۰)

☆......حضرت امام ابن حجر مکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، انہ ﷺ حی" فی قبرہ یعلم بزائرہ، یعنی سرکار اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور اپنے زائر کو جانتے ہیں، (الجواہر المنظم ص ۴۶)

☆......حضرت خواجہ جنید بغدادی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، جو شخص اپنے رب کے ساتھ زندہ ہوتا ہے وہ مردہ نہیں ہوسکتا، بلکہ وہ اپنی حیات طبعی سے حیات اصلی کی طرف منتقل ہوتا ہے، جو شریعت کی تلوار سے قتل ہو وہ زندہ ہے جو صدق و حقیقت کی تلوار سے قتل ہو وہ کیسے مردہ ہوگا۔ (روح البیان جلد ۲ ص ۱۲۵)

☆......حضرت امام سبکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، انبیاء کرام کی حیات تمام لوگوں سے زیادہ اکمل، اعلیٰ اور اتم ہوتی ہے۔ان کی ارواح ان کے اجسام کے ساتھ اسی طرح زندہ رہتی ہیں۔جس طرح دنیا میں رہتی تھیں (الحاوی للفتاوی جلد ۲ ص ۲۶۷)

☆......حضرت امام سخاوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ان احادیث نبویہ سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ ہمیشہ زندہ ہیں، زمین آپ کے جسم کو نہیں کھاسکتی، اس پر اجماع امت ہے۔ (القول البدیع ص ۱۶۷)

☆......حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمہ کا بیان ہے۔انبیاء کرام نہیں مرتے، بلکہ وہ اپنی قبروں میں نماز پڑھتے اور حج کرتے ہیں۔(فیوض الحرمین ص ۸۴)

☆......علامہ یوسف نبھانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔حیات انبیاء ان کی قبور میں ثابت ہے۔اس پر بے شمار دلائل ہیں۔

☆......علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں۔"نصوص صریحہ انبیاء کرام کی حیات پر دلالت کرتی ہیں۔ (فتح الملہم جلد ۱ ص ۳۲۵)

☆......علامہ انور شاہ کشمیری دیوبندی نے لکھا ہے، ارواح انبیاء معطل نہیں ہوتیں، وہ اپنی قبروں میں اس طرح مشغول عبادت ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں مشغول عبادت ہوا کرتے تھے، یہی حال ان کے متبعین کا ہے،

(فیض الباری جلد ۲ ص ۶۴)

☆☆☆☆☆☆

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

توحید اور محبوبانِ خدا کے کمالات

پروفیسر محمد حسین آسی

قسط: ۳۳-۲

وہ لوگ جو صرف اتنی بات جانتے ہیں کہ قرآن پاک مسلمانوں کی مذہبی کتاب ہے۔ خواہ وہ خود بھی مسلمان نہ ہوں بلکہ عیسائی، یہودی، ہندو اور سکھ ہی کیوں نہ ہوں، انھوں نے قرآن پاک کو دیکھا تک نہ ہو، پھر بھی اس بات کو سمجھنا ان کے لئے دشوار نہیں کہ جب قرآن پاک پر فرزندان اسلام کا ہی ایمان ہے اور اس کتاب کا تعلق دین اسلام سے ہے تو لامحالہ یہ بات بالکل واضح ہے کہ اس کتاب میں ضرور مسلمانوں کے نبی (علیہ الصلوۃ والسلام) کی شان ہوگی۔ خصوصاً جبکہ وہ نازل بھی اُنھیں ﷺ پر ہوئی ہے۔ خدانخواستہ بفرض محال اگر اس کتاب میں مسلمانوں کے نبی ﷺ کی شان وعظمت کا ثبوت نہ ہوتا تو یہ مسلمانوں کی کتاب ہی کیوں ہوتی، اور مسلمان اس پر ایمان ہی کیوں رکھتے۔ اور ایسی کتاب اگر واقعی آسمانوں سے نازل ہوئی ہے۔ تو اسی شخصیت پر کیوں نازل ہوتی جس کے خلاف اسے پرچار کرنا تھا۔ یہ (معاذ اللہ) کسی دشمن پر نازل ہوتی۔ ہمیں افسوس ہے نجد دیوبند کے بزرجمہر اتنی سیدھی سی بات کو جسے اپنا بیگانہ ہر کوئی سمجھ سکتا ہے، نہیں سمجھ پائے اور اُسی کتاب سے اُسی شخصیت ﷺ کے خلاف دلائل ڈھونڈتے ہیں جس پر وہ نازل ہوئی۔ یا پھر یہ لوگ خوب سمجھتے ہیں کہ قرآن پاک میں تو محبوب کریم ﷺ کی عزت وعظمت ہی کا بیان ہے، مگر اس پر ایمان لانا انھیں گوارا یا برداشت نہیں۔ لہذا اسی قرآن پاک کی آیات کا ترجمہ توڑ موڑ کر یوں بیان کیا جائے کہ حضور ﷺ کی عزت وعظمت کا پہلو دب جائے یا نظروں سے اُوجھل ہو جائے۔ اس تکلف کا فائدہ ان کی نظر میں یہ ہوگا کہ جس ذات پاک ﷺ سے اُنھیں ازلی بغض ہے، ان کے خلاف یہ لوگ زہر بھی اگل سکیں گے اور قرآن سے بظاہر اپنا تعلق بھی قائم رکھ سکیں گے۔ اگر صاف صاف یوں کہہ دیا جائے کہ (معاذ اللہ) ہم نبی کو مانتے ہیں نہ ان کی پیغمبرانہ عزت وعظمت کو اور نہ ہی قرآن پر ہمیں ایمان ہے تو ظاہر ہے کہ کوئی دھوکے میں نہیں آئے گا اور اُلٹا مرتد کہلوا کر جان کا خطرہ لاحق ہوگا۔

آیئے اب قرآن پاک کو ایمان والوں کے ایمان کی روشنی میں دیکھیں۔ ان کے نزدیک یہ اللہ کی آخری کتاب ہے۔ جو اس کے حبیب پاک ﷺ پر نازل ہوئی۔ اس کی ہر آیت ایک معجزے کی حیثیت رکھتی ہے۔ (اور قرآن پاک میں لفظ آیت معجزے کے لئے بھی آیا ہے) چنانچہ اس کتاب میں ۶۶۶۶ آیات گویا حضور ﷺ کے ۶۶۶۶ معجزات ہیں۔ اب یہ آیات اگر حضور پرنور ﷺ کی شان وعظمت بیان کرتی ہوں تو معجزہ ہوگی، ورنہ نہیں۔

چنانچہ ظاہر ہے اگر قرآن پاک کی یہ آیات بینات حضور امام الانبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے معجزات ہیں۔ تو لازماً ان میں آپ ﷺ کی عزت وعظمت کے ہی مختلف زاویوں کا ذکر ہوگا۔ کہیں حضور ﷺ کے علم وسیع کا بیان ہوگا تو کہیں ذکر رفیع کا، کہیں آپ کی مشکل کشائی کا ذکر ہوگا تو کہیں حاجت روائی کا، کہیں آپ کے سیرت کے جلوے مذکور ہوں گے، تو کہیں صورت کے، کہیں بصیرت وفراست کا تذکرہ ہوگا تو بصارت وسماعت کا، کہیں آپ کی تعلیم وتفہیم کا حال ہوگا تو کہیں تبلیغ وتذکیر کا۔ غرض جب یہ کتاب مقدس خود حضور پرنور ﷺ پر ہی نازل ہوئی ہے تو اس کے مضامین کا مرکزی نقطہ محبوب پاک ﷺ کی عزت وعظمت ہی ہوگا۔ چنانچہ اہل ایمان کے نزدیک بھی قرآن پاک کا یہی تصور ہے۔ حضرت میاں صاحب نے بارگاہ رسالت علیہ الصلوۃ والسلام کی شان میں کیا خوب عرض کیا ہے۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

شداں مداں زیراں زبراں شان تری وچ آئیاں

عاماں لوکاں خبر نہ کائی خاصاں رمزاں پائیاں

حضرت حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب قدس سرہ نے کتاب شان حبیب الرحمٰن من آیات القرآن، کے مقدمے میں ثابت کیا ہے کہ ''قرآن پاک کو بنظر ایمان دیکھا جائے۔ تو اس میں اول سے آخر تک نعت سرور کائنات معلوم ہوتی ہے'' بے شک یونہی ہے اس لئے کہ بعض آیات تو وہ ہیں۔ جن میں حضور ﷺ کی نہایت ہی واضح طریقے سے نعت ہے جیسے سورۃ الکوثر کی آیات، سورۃ الانشراح اور سورۃ الضحیٰ سب کی سب۔ ان کے علاوہ بھی کسی آیت میں رحمت تامہ کا بیان ہے تو کسی میں نبوت عامہ، کہیں آپ کے تصرفات کا ذکر ہے، تو کہیں تجلیات کا، کسی آیت میں حلم ووقار کا بیان ہے تو کہیں خلق سراپا بہار کا، کہیں آپ کی ولادت کی بات ہے، تو کہیں بعثت وہجرت کی، کہیں آپ کے جہاد کا تذکرہ ہے، تو کہیں فتح مبین کا، کہیں آپ کی قیل وقال کی گفتگو ہے، تو کہیں حسن وجمال کی کہیں شمائل کا ذکر ہے، تو کہیں خصائل کا، کہیں شہر جاناں کی قسم ہے، تو کہیں عمر جاوداں کی، کہیں آپ کی اتباع واطاعت کی تلقین ہے، تو کہیں محبت ومودت کی، کہیں تعظیم وتکریم کا حکم ہے تو کہیں صلوٰۃ وتسلیم کا۔ اس قسم کے مضامین کا نعت ہونا تو کسی سے مخفی نہیں۔

جن آیات میں اللہ کریم جل مجدہٗ نے حضور ﷺ کے اہل بیت اطہار یا اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کے فضائل ومحامد بیان یا آپ کی امت کے اولیاء بلکہ خود امت کا مجد وشرف بیان کیا، وہ بھی آپ ہی کی عظمت اور مدحت کا ایک پہلو ہے۔ جن آیات میں متقین، ذاکرین، تابعین وغیرہ صالحین کا ذکر خیر ہے، وہ بھی گویا حضور پر نور ﷺ کی اطاعت واتباع کی برکات کا ذکر ہے۔ بلکہ قرآن پاک نے خود اپنی تعریف کی ہے۔ وہ بھی حضور ﷺ کی نعت کا ایک حسین عنوان ہے کیونکہ یہ ساری کتاب ہدایت حضور ﷺ کے معجزات کا بیان اور مجموعہ ہے۔

جہاں قرآن کریم میں انبیائے سابقین علیہم السلام کا ذکر خیر ہے وہاں بھی گویا یہ مراد ہے کہ اگر ان کی شان ایسی بلند ہے تو ان کے سردار وسالار ﷺ کی رفعت شان کا کیا عالم ہوگا۔ ان کی بے ادبی کر کے جو قومیں ہلاک ہوئیں۔ اور عذاب الٰہی سے نیست ونابود ہوئیں۔ ان کے ذکر سے بھی گویا مقصود حضور ﷺ ہی کے دشمنوں کو تنبیہ ہے۔

قرآن کریم میں جن آیات کا تعلق حمد الٰہی کے ساتھ ہے، بہت سے مقامات پر وہ قل سے شروع ہوتی ہیں مثلاً قل هو الله احد ۔ اب غور کیجئے هو الله سے حمد شروع ہوتی ہے۔ اور آخری آیت تک جاتی ہے۔ قُل کے شامل ہونے سے نعت بن گئی۔ یعنی اے محبوب کریم ﷺ تم اپنی پیاری میٹھی حق گو زبان سے میری توحید بیان کرو۔ گویا یہ حضور ﷺ کا وسیلہ ہے کہ دنیا کو توحید کی سمجھ آجائے۔

اے رضا فیض ہے احمد پاک ﷺ کا

ورنہ ہم کیا سمجھتے خدا کون ہے

پھر وہ آیات حمد جن کی ابتدا قل سے نہیں ہوتی۔ اور بظاہر ان میں صرف حمد کا مضمون ہی ہوتا ہے، غور کریں تو ان سے یہ بات مترشح ہے کہ جس ذات ستودہ صفات کی یہ حمد ہے، اس کا سب سے زیادہ قرب اس محبوب پاک ﷺ کو میسر ہے جس پر یہ کلام نازل ہوا ہے، چنانچہ اگر حمد قدرت الٰہی کے بیان پر مشتمل ہے تو یہ محبوب ﷺ اس قدرت کا بہترین وکامل ترین مظہر ہے اور اگر حمد رحمت ورزاقی کے حوالے سے ہے تو بھی یہی محبوب اس کا مظہر یکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذات محمود اگر ارحم الرحمین ہے تو اس کا حبیب محمد ہے ﷺ اور رحمۃ للعلمین۔

اگر آیات کا تعلق احکام سے ہے تو بھی نعت حبیب ﷺ کا مضمون اندر ہی اندر موجود ہے۔ اور وہ یوں کہ مثلاً نماز قائم رکھنے والا زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم تو دے دیا ان کے تفصیلی مسائل کا بیان حبیب کریم معلم عظیم ہادی فخیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر رہنے دیا۔ گو قدرت کا منشا ہی یہی ہے امت ﷺ اپنے والی کی محتاج ہی رہے اور اس محبوب پاک ﷺ کی ہدایت ورحمت سے بے نیاز ہونے کا تصور بھی نہ کر سکے، اسی لئے قرآن پاک میں منصب نبوت کے ضمن میں فرمایا!

''یعلمهم الکتب والحکمة'' (البقرۃ)

ترجمہ: یہ محبوب اہل ایمان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

غرض قرآن مقدس کی ہر آیت میں حضور پرنور ﷺ کی مدح ونعت کے مضامین ٹھاٹھیں مار رہے ہیں، کوئی نہ مانے یا نہ ماننے پر تلا ہوا ہو تو الگ بات ہے ورنہ جیسا کہ ابتداء میں عرض کیا گیا کوئی جاہل سے جاہل بھی یہ تصور نہیں کر سکتا کہ قرآن مسلمانوں کی مذہبی وآسمانی کتاب ہو، پھر بھی اس میں مسلمانوں کے نبی ﷺ کی تعریف نہ ہو یا یہ جس شخصیت مقدسہ پر نازل ہوا ہے، اسی کے خلاف ہو، کتنی حیرت انگیز یہ صورت حال ہے کہ جس بات کو عارف وعامی، عالم وجاہل، حکیم وسفیہ، اپنے پرائے سب سمجھتے ہیں، نجد و دیوبند کے فضلاء اپنی حکمت ودانائی کے باوجود، اپنے 'زہد وتقویٰ' کے باوصف اور بزعم خویش آسمان علم وفضل کے مہر وماہ ہوتے ہوئے بھی تا حال نہیں سمجھ سکے۔ حضور پرنور ﷺ کے غلام قرآن پاک کی تلاوت کرتے ہیں تو نعت نبی ﷺ کے مہکتے ہوئے چمن زاروں کے سدا بہار پھولوں سے دامن دل بھرنے کے لیے اور نجد و دیوبند کے 'بندے' کلام مجید کی تلاوت کرتے ہیں تو معاذ اللہ حضور پرنور ﷺ کے فضائل کا انکار سکھانے سیکھنے کے لیے۔ یعنی

''یعنی خود تو ڈوبے ہیں صنم تجھ کو بھی لے ڈوبیں گے''

ایسے ہی لوگوں کے حق میں جو علم کے بغیر فتویٰ دیتے ہیں، حدیث میں ضلوا فاضلوا (یعنی خود گمراہ ہوئے پھر دوسروں کو گمراہ کیا) وارد ہے۔

ایک اور حدیث پاک میں فرمایا گیا۔

من طلب العلم ليجاري به العلماء او يماري به السفهاء او يصرف به وجوه الناس اليه ادخله الله النار (ترمذی، ابن ماجہ)

ترجمہ: جو شخص اس لیے علم حاصل کرتا ہے کہ اس وجہ سے علماء پر فخر کرے یا ان پڑھوں سے جھگڑا کرے یا یہ سوچے کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو اللہ تعالیٰ اس کو جہنم میں ڈالے گا۔

دیانتداری سے سوچیئے ایک طرف یہ مقاصد ہیں، جن کی سزا جہنم ہے اور دوسری طرف یہ مقصد کہ اللہ کے محبوب اعظم جن کا خود بھی کلمہ پڑھتے ہیں، ان کی عظمت وشان کا انکار کرنے کرانے کیلئے علم حاصل کرنا، کیا وہ مقاصد برائی میں اس آخری مقصد کے برابر ہیں کہنا پڑے گا کہ ان مقاصد سے یہ آخری مقصد از حد گھناؤنا، شرمناک، باغیانہ اور کافرانہ ہے۔ کیسا برا عمل ہے محبوب اکرم حسین اعظم نبی انجم ﷺ سے بغاوت کرکے ان کے فضائل ومحامد کا انکار کرنا اور کیسی بری نیت ہے کہ قرآن مقدس کی آیات مقدسہ کے تراجم توڑ موڑ کے حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کے انکار کی راہیں تلاش کرنا۔

حضور پرنور ﷺ کی ولادت وبعثت کے وقت دنیا، بلکہ بالخصوص مکہ معظمہ کی حالت کیا تھی، اہل مکہ کے مذہبی، سماجی اور سیاسی حالات کا نقشہ کیا تھا کسی پڑھے لکھے انسان سے مخفی نہیں، مگر محققان واعظان نجد و دیوبند کی تقریر وتحریر کا مطالعہ کریں تو تصور کے پردۂ سیمیں پر کوئی اور ہی نقشہ ابھرتا ہے۔ یوں لگتا ہے جیسے اہل مکہ سب کے سب ایک خدا کے ماننے والے تھے، مگر خدا کے ساتھ ساتھ اس کے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی مدد مانگا کرتے تھے، ہر طرف میلاد کی محفلیں منعقد ہوتی تھیں، ہر گھر میں گیارھویں شریف کا رواج تھا۔ حضور پرنور ﷺ کو لوگ حاضر وناظر اور دانائے غیوب مانتے تھے۔ اُٹھتے بیٹھتے یا رسول اللہ کی دھائی دیتے تھے۔ لوگ قبروں کو چومتے تھے۔ ایسے لوگ بھی تھے جو نبیوں کا دوسرے لوگوں سے درجہ زیادہ سمجھتے تھے اور حضور ﷺ کو اللہ کا نور جانتے تھے سارے قریش مکہ نماز میں تو معمول کا درود شریف پڑھتے تھے مگر نماز کے بعد وہی درود شریف جو اہل شرک وبدعت آج تک پڑھتے ہیں پڑھا کرتے تھے یعنی

﴿الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ﴾

نماز کے بعد اجتماعی دعا کرتے تھے۔ اور عموماً تقریبات کے آخر میں قیام وسلام کا اہتمام کرتے تھے۔ شرک اس حد تک راسخ ہو گیا تھا کہ بات بات میں حضور ﷺ کا بلکہ اُن کی آل پاک رضی اللہ عنہم کا بلکہ اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کا بلکہ عام اولیائے امت کا وسیلہ بھی بارگاہ خداوندی میں پیش کیا کرتے تھے اور اللہ کے محبوبوں کے بارے میں ان کا یہ اعتقاد تھا کہ وہ دور سے سنتے ہیں اور امداد بھی کرتے ہیں گویا قریب ہی کہیں ہوں۔

نجد و دیوبند کے ترجمان اسی قسم کی ذہنی وتصوراتی فضا قائم کرکے تمام غصہ مسلمانوں پر نکالتے ہیں، ان کی تحریروں میں موجودہ مسلمانوں کے بعض معمولات دے کر آخر میں اس قسم کا نتیجہ نکالتے ہیں، سوا ابوجہل کیساتھ شرک میں برابر ہیں، اور یہ بات بھی از راہ تکلف یا اپنا اعتبار جمانے کیلئے کہتے ہیں، ورنہ ان کے دل سے پوچھئے تو ابوجہل ان کا ہیرو ہے جس نے آخر تک اللہ کے سچے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آگے سر سرنگوں نہیں ہونے دیا اور ان کا سارا سرمایہ حیات

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

ابولہب کا وہ اسوہ ہے کہ اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیچھے پیچھے پھر رہا ہے اور شور مچا رہا ہے، یا اس کی بیوی کا طرز عمل ہے جو جنگل سے کانٹے چن چن کر لاتی تھی تا کہ جن کے قدموں کے بوسے کیلئے عرش علیٰ بیقرار رہتا ہے، ان کے نیچے ان (کانٹوں) کو بچھایا جائے۔ ہاں ہاں وہ شیطان صفت عورت جنگل کے کانٹے راستے میں بچھاتی تھی اور یہ بدنصیب انکار کے کانٹے امت کی راہ میں بچھاتے ہیں کہ کوئی در حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رخ نہ کر سکے۔

مختصر یہ کہ انھوں نے قرآن سمجھنے کی دانستہ کوشش ہی نہیں بلکہ ان کا مطمع نظر یہ رہا ہے کہ رشدی جیسے شیطانوں کی طرح قرآن پاک میں معنوی تحریف کر کے لوگوں کو گمراہ کریں۔ چنانچہ ساری امت اپنے اکابر کے زیر سایہ اور طرح قرآن سمجھتی آئی ہے اور یہ چند غول بیابانی جواب کہیں سے ابھرے ہیں بالکل دوسری طرح۔ قرآن پاک ہمیشہ تک کیلئے ہے اور ہمیشہ کی طرح طرح آج بھی اس سے رہنمائی لی جاسکتی ہے مگر 'کسی' دماغ میں بتخانہ تو کیا کیجئے۔

غالب نے اپنے محبوب سے عشق کیا اور لوگوں نے اس پر محبوب کو پوجنے کا الزام لگایا، غالب نے الزام لگانے والوں کو احمق قرار دیا

خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار

کیا پوجتا ہوں اس بت بیداد گر کو میں

خواہش یا محض شوق پر شرک کا فتویٰ لگا دینا کیسی حماقت کی بات ہے۔ یہ تو غالب نے اپنے محبوب کی محبت کے بارے میں بات کی، یہاں کائنات کا وہ محبوب اعظم ﷺ ہے جس کی محبت اللہ کی محبت ہے اور جس کی محبت کا حکم خود اللہ نے دیا ہے، اس کی محبت کے جذبۂ صادقہ کو مٹانے کا حکم دینا یا مٹانے کی کوشش کرنا، حماقت ہی نہیں کفر ہے بلکہ اللہ کا مقابلہ کرنے کی بنا پر شرک بھی کہا جاسکتا ہے۔

حق یہ ہے کہ طبیعت میں تھوڑی بہت راست بازی ہو اور آدمی کچھ نہ کچھ اخلاص سے قرآن پاک سمجھنے کی کوشش کرے تو پھر شداں مداں زیراں زبراں، حضور پر نور ﷺ کی مدح وثنا ہی کرتی ہوئی محسوس ہوتی ہیں ورنہ سارا قرآن پڑھ جایئے، کچھ سمجھ نہیں آئے گی۔ نجد و دیوبند کے جیالے اخلاص سے سراسر خالی تھے، انھیں سارے کلام پاک میں کہیں بھی شان مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء نظر نہیں آئی، ورنہ قرآن پاک کا فیض تو محدود نہیں، اس گئے گزرے دور میں بھی غیر مسلموں کے گھروں میں جنم لینے والے گورے، کالے، ڈچ، فرنچ، افریقی اور امریکی قرآن پاک کے مختلف زبانوں میں ترجمے پڑھ کر مسلمان ہو رہے ہیں اور اسلام کے خلاف غلط سلط اور بے بنیاد پروپیگنڈے کی آغوش میں پلنے والے ہزاروں لوگ خواجۂ لولاک ﷺ کے سایۂ دامن کی پناہ میں آرہے ہیں، اور دوسری طرف یہ نام نہاد مسلمان ہیں جو علم و فضل کے ایسے غلافوں میں لپٹے ہوئے ہیں کہ ہدایت کی ہوا کا کوئی جھونکا بھی ان کے گوش قلب تک نہیں پہنچ پاتا۔

جسے چاہا در پہ بلالیا ، جسے چاہا اپنا بنا لیا !

یہ بڑے کرم کے ہیں فیصلے یہ بڑے نصیب کی بات ہے

اللہ کا کلام، اللہ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوا اور اللہ والوں نے پڑھا تو ہر ہر لفظ پر بلکہ ہر ہر حرف پہ یوں محسوس ہوا کہ

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

یار لوگوں نے حضور ﷺ کے نور کا انکار کیا، کیوں؟ اس لئے کہ اس میں دوسروں سے امتیازی شان کا اظہار ہوتا ہے جو کسی قیمت پر گوارا نہیں۔ جہاں گھٹی میں یہ بات بٹھا دی گئی ہو، اور پہلے دن سے یہ سبق رٹا دیا گیا ہو کہ وہ ہم جیسے ہیں، یا ہم ان جیسے ہیں، کوئی فرق نہیں، کوئی امتیاز نہیں، کوئی اختصاص نہیں، وہ لوگ حضور پر نور ﷺ کے نور کو کیونکر برداشت کر سکتے، لاکھ سمجھاؤ کہ نور و بشر باہم متضاد ہیں اگر جناب جبریل علیہ السلام حضرت مریم کے پاس پورے پورے بن کر آسکتے ہیں "فتمثل لها بشراً سويا" بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے انھیں انسانی لبادے میں حضور ﷺ کی بارگاہ عرش پناہ میں دیکھا تو بشر نور کیوں نہیں بن سکتا۔ قرآن پاک میں لفظ 'نور' دکھاؤ، احادیث مقدسہ جنھیں محدثین و کاملین نے نقل فرمایا سامنے لاؤ ہرگز نہیں مانتے، ایک یہی رٹ قرآن نے بشر مثلکم فرمایا۔ لہذا اور کچھ ماننے بلکہ سننے کو تیار نہیں۔ مختصر یہ کہ وہ بشر ہیں، دوسرے انسانوں جیسے ہیں اور دوسروں سے سوائے وحی کے کوئی فرق نہیں۔

غرض ان کا مبلغ علم یہی ہے کہ چونکہ حضور ﷺ کو 'بشر' کہا گیا لہذا وہ دوسرے ابنائے بشر جیسے ہی ہیں یعنی یار لوگوں نے مقام نبوت کو بھی اپنی سطح تک نیچے لانے کی کوشش کی، مگر پوچھئے عاشقانِ رسول سے، تو انھوں نے اس خیال سے کہ اللہ کے محبوب ومطلوب ﷺ پر بشر کا اطلاق کیا گیا ہے، انھوں نے محبوب

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

کی برکت سے لفظ ''بشر'' کو دوسروں کیلئے بھی سرمایۂ افتخار سمجھا اور اسے بھی کہیں کا کہیں پہنچا دیا۔ آفتاب علم و عرفان حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب قدس سرہٗ اس مسئلے میں حضور ﷺ کی بشریت کا ذکر کریں تو کس معنیٰ میں، فرماتے ہیں، آپ کے ارشاد کا خلاصہ حضرت ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے آپ کے ارشاد کا خلاصہ یوں دیا ہے۔

'لفظ بشر مفہوماً اور مصداقاً متضمن بکمال ہے کیونکہ آدم علیہ السلام کو بشر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے پیدا فرمایا۔ ارشاد باری ہے۔

" ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدى "(ص،۷۵)

ترجمہ: اے ابلیس جس کو میں اپنے دونوں ہاتھوں سے پیدا کیا، اس کو سجدہ کرنے سے تجھے کس نے روکا۔

کیونکہ اس پیکر خاکی کو اللہ تعالیٰ کے ہاتھ لگنے کی عزت نصیب ہوئی اسلئے اسے بشر کہا گیا ہے اس خاک کے پتلے کی اس سے بڑھ کر عزت افزائی کیا ہو سکتی ہے نیز یہی بشر ہے جو آپ کے الفاظ میں کمال استجلاء کیلئے مظہر بنایا گیا ہے اور ملائکہ بوجہ نقص مظہریت کمال سے محروم ٹھہرے۔ یہ دونوں چیزیں اگر ذہن نشین ہوں تو بشر کہنا عین تعظیم و تکریم ہے (مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس و ناکس سوائے اہل تحقیق و اہل عرفان رسائی نہیں رکھتا لہذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ اخص الخواص کا حکم عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے بغیر زیادت لفظ دال پر تعظیم ناجائز ہے'' (ضیاء القرآن بحوالہ فتاویٰ مہریہ)

اسی طرح ایک اور لفظ ہے 'عبد' اس کا ترجمہ ہے بندہ، کلمہ شہادت میں اور التحیات میں سب پڑھتے ہیں

" اشهد ان محمداً عبده و رسولهٗ "

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں جناب محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اللہ کے 'بندے' اور رسول ہیں۔

عبد کا معنیٰ آ گیا 'بندہ' تو شور مچا دیا گیا، لو جی! ہم بھی بندے، وہ بھی بندے، پھر قرآن کریم میں کئی بار یہی لفظ عبدہ آیا ہے تو ان کے نزدیک حضور ﷺ کے ان جیسے بندہ ہونے پر قرآنی مہر تصدیق لگ گئی ہے۔ مگر یہ شور و غل کیوں؟ محض اس لئے کہ افکار و تخیلات کی فضا پر بغض کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہیں۔ جس لفظ سے بھی یہ نتیجہ نکال سکے نکالا وہ بالکل عام انسانی سطح پر ہیں، ادب و عشق یا ایمان و عرفان سے دل ناآشنا تھا کہ کچھ اور سوجھتا مگر انھیں چھوڑیئے، آیئے ان کی طرف جنھیں نگاہِ عشق و مستی ارزانی ہو چکی ہے، مثلاً حکیم الامت حضرت علامہ اقبال علیہ الرحمۃ کی طرف، وہ عبدہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔ آپ نے 'جاوید نامہ' میں حلاج کی زبان سے اس کی تفسیر کی ہے چند شعر ملاحظہ ہوں

پیش او گیتی جبیں فرسودہ است — خویش را خود عبدہٗ فرمودہ است

عبدہ از فہم تو بالاتر است — زانکہ او ہم آدم و ہم جوہر است

جوہر اُو نے عرب نے اعجم است — آدم است و ہم ز آدم اقدم است

عبدہ ہم جانفزا ہم جانستاں — عبدہٗ ہم شیشہ ہم سنگ گراں

عبدہ دیگر عبدہ چیزے دگر — ما سراپا انتظار او منتظر

عبدہ با ابتدا بے انتہا است — عبدہٗ را صبح و شام ما کجاست

عبدہ چند و چگون کائنات — عبدہٗ راز درون کائنات

مدعا پیدا نگردد زیں دو بیت

تا نہ بینی از مقامِ ما رمیت

☆☆☆

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رمضان المبارک

روحانیت کا موسم بہار

سائر بکنوری

خداوند کریم کا لاکھ لاکھ شکر ہے اس نے ایک مرتبہ پھر اس مبارک مہینے کی برکتیں حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا، جسے بجا طور پر روحانیت کا موسم بہار کہا جا سکتا ہے۔ یہ ماہ مقدس شروع ہوتے ہی رحمت و نورانیت کا ایک پیغام بن جاتا ہے۔ چنانچہ احادیث شریفہ کی رو سے:

"رمضان کے داخل ہوتے ہی شیطانوں کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے، آسمانوں کے، جنت کے اور رحمت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں"

بخاری شریف کی ایک روایت کے مطابق "جو رمضان میں ایمان اور اخلاص کے ساتھ روزے رکھے، اس کے گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں، جو رمضان میں ایمان و اخلاص کے ساتھ قیام کرے (یعنی تراویح ادا کرے) اس کے بھی گذشتہ گناہ بخش دیے جاتے ہیں (ایمان و اخلاص کی شرط یہ بتا رہی ہے کہ نگاہ نبوت میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو ایمان و اخلاص کے بغیر نماز و روزہ کا اہتمام کرتے ہیں۔) محدثین کے نزدیک اس ارشاد کی تفسیر یہ ہے کہ روزوں کی برکت سے صغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں، تراویح ادا کرنے سے کبیرہ گناہ ہلکے ہو جاتے ہیں اور شب قدر کا قیام درجے بڑھاتا ہے۔

رمضان کریم کی ایک ایک ساعت قیمتی و نورانی ہے اور اسے کسی قیمت پر ضائع نہیں کرنا چاہیے اس لیے حضور رحمت عالم ﷺ نے (حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کے مطابق ماہ شوال کی آخری تاریخ کو) خطبہ دیتے ہوئے فرمایا:

(ترجمہ) اے لوگو! تم پر عظمت و برکت والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے یہ وہ مہینہ ہے جس کی ایک (مخصوص) رات ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے فرض کیے ہیں اور راتوں کا قیام نفل ٹھہرایا (یعنی غیر فرض) ہے۔ جو اس میں نفل سے قرب الٰہی حاصل کرنے کی کوشش کرے، اس نے گویا دوسرے مہینوں کا فرض ادا کیا۔ اس میں ایک فرض ادا کرنے والا گویا دوسرے مہینوں میں ستر فرض ادا کرتا ہے (یعنی اس کا نفل دوسرے مہینوں کے فرض کے برابر اور اس کا ایک فرض دوسرے مہینوں کے ستر فرضوں کے برابر ہے) یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنت ہے، (غربا کی) غمخواری کا مہینہ ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں اہل ایمان کا رزق بڑھایا جاتا ہے۔ جو اس میں کسی روزہ دار کو افطار کروائے، اس کے لیے گناہوں کی بخشش، دوزخ سے رہائی اور روزہ دار کے برابر ثواب ہے بغیر اس کے کہ اس کے ثواب میں کوئی کمی ہو۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں ہر ایک شخص کے پاس ایسی چیز نہیں ہوتی جس سے روزہ افطار کروائے، حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ یہ ثواب اسے بھی عنایت فرمائے گا جو روزہ دار کو ایک گھونٹ دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرائے اور جو روزہ دار کو سیر کر کے کھلائے، اسے اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک اسے پیاس نہیں لگے گی یہ وہ مہینہ ہے جس کا پہلا حصہ رحمت درمیانی حصہ بخشش اور آخری دوزخ سے آزادی کا ہے۔ اور جو اس مہینے اپنے غلام سے تخفیف کرے (یعنی اس سے تھوڑا اور آسان کام لے۔) اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور آگ سے آزاد رکھے گا"

ذرا غور فرمایئے، ان احادیث مبارکہ میں رمضان مبارک کی کن کن عظمتوں کا ذکر ہے؟ نیز یہ بھی سوچئے، آخر ان عظمتوں کا مقصود کیا ہے؟ یہی نا کہ انسان اپنی نفسانی خواہشات سے مقابلہ کر کے اسے زیر کرے اور پورے اخلاص سے تسلیم و رضا کی راہ اختیار کرے، نیکی کی طرف اس کا میلان بڑھے اور اس میں دو جہان کی سرخروئی حاصل کرنے کا ذوق و شوق پیدا ہو۔ شیطانوں کو قید کر دیا گیا نفل کا ثواب فرض کے برابر اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر

ترمذی اور ابن ماجہ کی ایک حدیث کے مطابق رمضان شریف میں ینادی مناد یا باغی الخیر اقبل و یا باغی الشر اقصر (ایک پکارنے والا پکارتا ہے، اے بھلائی چاہنے والے آگے بڑھ اور اے برائی چاہنے والے باز آجا) اب بھی اگر کوئی بھلائی نہ چاہے، برائی سے باز نہ آئے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود نہ ہو، اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرے، خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کو راضی نہ کرے تو قصور کس کا ہے؟

موسم اچھا، پانی وافر، مٹی بھی زرخیز
جس نے اپنا کھیت نہ سینچا، وہ کیسا دہقان

درج ذیل فرمان نبوی کو سامنے رکھ کر ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں۔

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اس شخص کی ناک مٹی میں مل جائے (یعنی ذلیل و خوار ہو) جس کے پاس میرا ذکر ہوا اور وہ پھر بھی مجھ پر درود نہ بھیجے اور اس کی ناک بھی مٹی میں مل جائے جس پر رمضان داخل ہوا اور اس کی بخشش سے پہلے گزر گیا (یعنی جو رمضان کی قدر نہ کر کے بخشش نہ پا سکا) اور اس کی ناک بھی مٹی میں مل جائے

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

جس کے والدین یا دونوں میں سے ایک بڑھاپے میں ہو اور اسے جنت میں نہ پہنچائیں (یعنی جو بوڑھے ماں باپ کی خدمت کر کے جنت نہ حاصل کر سکا)''

اس حدیث پاک سے ظاہر ہے کہ بخشش کے یہ تین ذرائع بہت آسان اور یقینی ہیں، حیف ان پر جو ان سے فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ رب اکرم جل مجدہ اپنے حبیب اکرم ﷺ کے طفیل، مرشد کامل مدظلہ العالی کے زیر سایہ ان تمام ذرائع سے ہمیں بہرہ یاب فرمائے۔

روزہ کے آداب: رمضان پاک دراصل ایک ریفریشر کورس ہے، جس میں تقوی وطہارت کی تربیت دی جاتی ہے۔ خود قرآن پاک میں روزہ کی فرضیت کا اولین مقصد لعلکم تتقون کے الفاظ میں بیان کیا ہے۔ متعدد احادیث میں روزے کے اس پہلو کو اجاگر کیا گیا ہے، چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

جو جھوٹی باتیں اور برے کام نہ چھوڑے تو اللہ تعالی کو اس بات کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ اپنا کھانا پینا چھوڑ دے'' (بخاری شریف)

ایک اور مقام پر یوں تنبیہ فرمائی:

''بہت سے روزہ دار ایسے بھی ہیں جنہیں روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوتا اور بہت سے قیام کرنے والے ایسے بھی ہیں جنہیں اس سے بے خوابی کے سوا کچھ نہیں ملتا'' (دارمی شریف)

حقیقت یہ ہے کہ سر سے لیکر پاؤں تک تقوی کے رنگ میں رنگ جائیں اور کوئی حرکت شریعت کے خلاف نہ ہونے پائے تو پھر روزے کا اصل مقصد پورا ہوگا، ورنہ نہیں۔ مومن کا روزہ ہاتھ، پاؤں، زبان، کان، پیٹ بلکہ دل ودماغ کے روزوں کا مجموعہ ہے، اور اس کی صورت یہی ہے کہ پوری ہمت کے ساتھ خدا تعالیٰ اور رسول ﷺ کی رضا کو سامنے رکھیں اور اس کے تقاضے پورے کریں۔ افسوس! قوم کے بہت سے افراد اول تو روزہ رکھتے ہی نہیں اور جو رکھتے بھی ہیں اس کے اصل آداب و مقاصد سے بے خبر ہیں۔ مختصر یہ کہ گالی گلوچ، غیبت، دروغ، بغض و کینہ، حسد اور حرص و ہوا بلکہ توجہ الی الغیر سے بچ بچا کر نہایت یکسوئی کے ساتھ ذکر خدا اور رسول (جل وعلا فصلی اللہ تعالی علیہ وسلم) کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

اے مولائے کریم ہمیں اپنے پاک بندوں کے طفیل کامل روزہ رکھنے کی توفیق عطا فرما۔ (آمین ثم آمین)

نزول قرآن اور رمضان: رب کریم جل مجدہ نے رمضان المبارک کا تعارف یوں کرایا ہے:

﴿شهر رمضان الذی انزل فيه القرآن﴾

ترجمہ: رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن اتارا گیا

قرآن کی اہمیت کو سمجھنے کے لیے اس حقیقت کو سامنے رکھئے کہ انسانی عقل و دانش جس بلندی پر بھی پہنچ جائے، انسانی مسائل کو حل کرنا تو کجا، انھیں پوری طرح سمجھ بھی نہیں سکتی۔ انسانی فطرت کے گوناگوں مسائل وہی جانتا ہے جس نے انسان کو، اس کی مشکلات کو اور ان کے حل کو پیدا فرمایا۔ لہٰذا وحی والہام کے بغیر فلسفہ و سائنس کے زور پر انہیں حل کرنے کی جو کوشش بھی کی جائے گی، ناکام رہے گی۔ خالق عالم نے اسی عقل وحکمت کی رہنمائی کے لیے انبیاء ومرسلین (علیہم السلام) بھیجے اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔ مگر افسوس! بنی نوع انسان نے ان سے فائدہ اٹھانے کے برعکس ان کو ضائع کر دیا۔ آخر میں خداوند کریم نے اپنے سب سے بڑے محبوب سب سے آخری نبی ﷺ پر سب سے آخری کتاب نازل فرمائی اور پھر کرم بالائے کرم یہ کہ اس کی حفاظت اپنے ذمے لے لی۔ قرآن حکیم پہلی کتابوں کا جامع اور محافظ ہے اور انسانوں کا بہترین رہنما۔ ایسا رہنما جس کے بغیر انسانیت کے مسائل کا حل ممکن نہیں۔ پہلے انبیاء کے معجزات ایک مدت تک اپنا جلوہ دکھاتے رہے مگر حضور خاتم النبیین ﷺ کا ابدی معجزہ ہے جو خود ہزاروں لاکھوں بلکہ انگنت معجزات کا مجموعہ ہے۔ مسائل انفرادی ہوں یا اجتماعی، معاشی ہوں یا معاشرتی سب کا حل اس میں موجود ہے بلکہ یہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ سائنس، فلسفہ، نفسیات، ہیئت و فلکیات غرض کون سا علم ہے جو اس میں داخل نہیں۔ سیدنا امام اعظم علیہ الرضوان فرماتے ہیں

جميع العلم فی القرآن لکن
تقاصر عنه افهام الرجال

یعنی تمام علوم قرآن حکیم کے اندر موجود ہیں، یہ الگ بات ہے کہ لوگوں کے ذہن ناقص ہیں اور انھیں سمجھنے سے قاصر ہیں۔

خود قرآن حکیم کا اپنا دعوٰی بھی یہی ہے

ما فرطنا فی الکتٰب من شئی (الانعام۔۳۸)

ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کوئی چیز نہ چھوڑی (جس کا علم بیان نہ کر دیا ہو)

مختصر یہ کہ ساری دنیا جو بدامنی، لوٹ مار، قتل وغارت کا جہنم بنی ہوئی ہے، اس کے مسائل کا حل صرف اور صرف قرآن پاک کی روشنی ہی میں ممکن ہے۔ اگر فکر و نظر کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو نور سے بدلنا ہے اور ظلم وستم کے طوفانوں کو چھانٹ کر رحم وکرم کی فضا قائم کرنی ہے تو انسان کو قرآن اور صاحب قرآن ﷺ کے دامن میں پناہ لینی ہوگی۔ اس کے بغیر فلاح کی کوئی صورت نہیں، نجات کو کوئی راستہ نہیں۔ مگر سوال یہ ہے کہ پیاس سے سسکتی انسانیت کو سیرت رسول عربی علیہ الصلوۃ والسلام کے چشمہ صافی اور قرآن حکیم کے آب حیات کی طرف لانا کس کی ذمہ داری ہے؟ یقیناً اور یقیناً امت مسلمہ کی۔ مگر اس کا کیا علاج کہ خود امت مسلمہ دنیا بھر کی ٹھوکریں کھانے کے باوجود اپنے مقام و منصب سے آشنا نہیں ہو رہی۔ ہمارے اسلاف جنھوں نے کتاب وسنت پر پورا پورا عمل کیا، دیکھتے ہی دیکھتے دنیا پر چھا گئے اور اس کے برعکس ہم کتاب وسنت سے ہٹ کر اور اپنے بزرگوں سے کٹ کر جس پستی میں گر چکے ہیں، کسی سے پوشیدہ نہیں۔ اس کا سبب وہی ہے جو اقبال نے جواب شکوہ میں خدا کی طرف سے دیا ہے۔

وہ معزز تھے زمانے میں مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہو کر

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہی ہے کہ دنیا میں سرفراز ہونے کے لیے ملت اسلامیہ کو دو چیزوں کی شدید ضرورت ہے

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

۱......عشق رسول ﷺ ۲...... قرآن پاک سے سچی وابستگی

بلکہ اصل میں دونوں ایک ہیں۔یعنی عشق رسول ﷺ میسر آئے گا تو قرآن پاک سے تعلق بھی ہو جائے گا اور قرآن پاک سے واسطہ ہوگا تو عشق رسول ﷺ میں بھی پختگی آجائے گی۔

قرآنی تعلیمات کے بارے میں ایک المناک حادثہ یہ ہے کہ کچھ لوگ قرآن پاک اور رسول پاک ﷺ کو ایک دوسرے سے جدا کرنا چاہتے ہیں۔ان کا تصور(معاذ اللہ) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب اپنے رسولوں کی عظمت ثابت کرنے کے لیے نہیں بلکہ ان کے کمالات کا انکار کرانے کے لیے بھیجی ہے ،اور ان کے نزدیک یہی حاصل توحید ہے۔ان کے فکر وعمل کی معراج یہ ہے کہ خدا و نبی میں تفریق کریں۔چنانچہ شہنشاہ ولایت ،پاسبان شریعت وطریقت ،قطب الاقطاب حضور شہنشاہ لاثانی قدس سرہ کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا جو کمالات نبوت کا منکر تھا تو آپ نے اس سے درج ذیل آیت کا ترجمہ پوچھا۔

ان الذین یکفرون باللہ ورسولہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض و یریدون ان یتخذوا بین ذلک سبیلاo اولئک ھم الکفرون حقاً واعتدنا للکفرین عذاباً مھیناo (النساء۔)

ترجمہ:وہ جو اللہ اور اس کے رسولوں کو نہیں مانتے اور چاہتے ہیں اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کردیں اور کہتے ہیں کہ ہم کس پر ایمان لائے اور کس کے منکر ہوئے اور چاہتے ہیں کہ ایمان اور کفر کے بیچ کوئی راہ نکال لیں ،یہی ہیں ٹھیک ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضور شہنشاہ لاثانی نے فرمایا''مطلب یہی ہوا نا کہ جو خدا اور رسول میں تفریق ڈالے کافر ہے۔وہ شرمندہ ہو کر کہنے لگا'ٹھیک ہے'۔پھر اس کی کمر پر ہاتھ پھیر کر فرمایا'تم مجھے اچھے معلوم ہوتے ہو،یہ نقص دور کردو'پھر خود ہی فرمایا 'مگر یہ دور نہیں ہو سکتا'

الغرض دور حاضر کا یہ از حد خطرناک فتنہ ہے۔اگر ایمان کی حفاظت مقصود ہے تو قرآن پاک کا وہ ترجمہ پڑھئے جو کسی عاشق رسول نے کیا ہے۔حضور شاہ لاثانی اور دیگر بزرگان دین کے نزدیک اردو میں بہترین ترجمہ''کنز الایمان'' ہے جسے مجدد ملت اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان علیہ الرحمہ نے تحریر فرمایا ہے۔

ماہ رمضان کی چند تقریبات

یوں تو رمضان المبارک خود بھی رحمت و برکت کا مہینہ ہے اور قرآن حکیم کے نزول کی رات شب قدر کے علاوہ کچھ دن اور بھی ایسے ہیں جو اس کی عظمت کو چار چاند لگاتے ہیں۔چند ایک کا ذکر حصول برکت کے لیے درج ذیل ہے۔

(الف) یوم سیدۃ النساء:۔ حضور رحمۃ للعٰلمین ﷺ کی سب سے پیاری اور آخری صاحبزادی حضرت سیدہ بتول زہرا فاطمہ طاہرہ علیٰ ابیہا وعلیہا الصلوٰۃ والسلام کا وصال شریف ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ کو ہوا۔گویا یہ تاریخ یوم سیدۃ النساء ہے۔

حضرت خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان فہم و ادراک سے بالاتر ہے۔یہاں مختصر سا ہدیہ عقیدت پیش کرنے کے لیے صرف چند اسماء کی تشریح کی جاتی ہے۔

☆......**فاطمہ:۔** حضور ﷺ فرماتے ہیں اللہ عزوجل نے اس کا نام فاطمہ اس لیے رکھا کہ اُسے اور اس سے محبت رکھنے والوں کو آتش دوزخ سے آزاد فرمادیا۔(فاطمہ لغوی معنی کے اعتبار سے'چھڑانے والی' یعنی آتش جہنم سے نجات دینے والی)(الامن والعلی بحوالہ الخطیب عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

☆......سیدۃ النساء:۔یعنی عورتوں کی سردار۔حضور ﷺ نے فرمایا'اے فاطمہ!کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ تو مومنوں کی عورتوں کی سردار ہو یا اس امت کی عورتوں کی سردار ہو،(ایک روایت کے مطابق اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہو)''

☆......بتول:۔یکسوئی کے ساتھ خدا سے لو لگانے والی۔خلوص بندگی کی طرف اشارہ ہے۔

☆......زہرا:۔یعنی کلی۔حضور اکرم ﷺ انہیں سونگھتے تھے کہ ان سے جنت کی خوشبو آتی ہے۔اعلیحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں۔

کیا بات رضا اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس کی حسین اور حسن پھول

اعلیحضرت شاہ لاثانی قدس سرہ کو حضور سیدۃ النساء سلام اللہ علیٰ ابیہا و علیہا کے ساتھ کتنی محبت تھی،اس سلسلے میں آپ کی سوانح عمری''انوار لاثانی'' کا ایک اقتباس ملاحظہ فرمایئے:۔

''مولوی فضل الٰہی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عربی کے زبردست فاضل مولانا محمد غوث صاحب سکھو چکی مرحوم دربار علی پور شریف میں حاضر تھے۔قبلہ عالم نے ان سے فرمایا'مولوی صاحب!مجھے مائی صاحبہ سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد عقیدت ہے کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا'' الفاطمۃ بضعۃ منی''(یعنی فاطمہ میرا جگر پارا ہے)آپ فرمائیں اصل عقیدہ کیا ہونا چاہیے۔مولوی صاحب نے تائید کی اور عرض کیا کہ حضور نواب صدیق الحسن جیسا شخص بھی یہ لکھنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

جگر جگر است رشتہ دگر است

آپ ماہ رمضان کی تیسری تاریخ کو جناب سیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عرس منعقد کرتے اور دوستوں اور عزیزوں کو بھی آپ کے ختم شریف کی تلقین فرماتے۔

(ب) یوم سیدہ خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا: سرکار دو عالم ﷺ کی سب سے پہلی زوجہ محترمہ،اہل ایمان کی سب سے پہلی ماں حضرت خدیجۃ الکبریٰ کا وصال شریف دس رمضان کو ہوا اور مکہ معظمہ کے قبرستان جنت المعلیٰ میں دفن ہوئیں۔

وہ شخص جسے سیرۃ النبی ﷺ کے مطالعہ کا شرف حاصل ہے حضرت سیدہ خدیجہ علیہا السلام کی مالی قربانیوں کا انکار نہیں کرسکتا۔وہ اسلام کی بے مثل محسنہ ہیں۔حضرت خاتون جنت ،بلکہ(حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

عنہ کے سوا) ساری اولاد انھیں کے بطن سے تھی۔

(ج) فتح مکہ کا دن: قریش مکہ نے بنی بکر کی حمایت میں معاہدہ حدیبیہ توڑ دینے کا اعلان کردیا تو حضور ﷺ کے لیے مظلوم بنی خزاعہ کی حمایت میں مکہ پر چڑھائی ضروری ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ دس ہزار کا لشکر جرار لیکر دس رمضان ۸ ھ (بمطابق یکم جنوری ۶۳۰ء) مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے ۔حلیف قبائل کو مکہ مکرمہ پہنچنے کی ہدایت فرمادی۔ شہنشاہ دو عالم ﷺ کا یہ عظیم لشکر مکہ معظمہ پہنچا تو کسی کو مقابلہ کی تاب نہ تھی۔ (صرف عکرمہ ابن جہل ایک طرف سے معمولی چھیڑ چھاڑ کرکے بھاگ گیا) حضور ﷺ اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار مکہ معظمہ میں اس طرح داخل ہوئے کہ آپ کا سر انور بارگاہ رب العزت میں خم تھا اور زبان اقدس پر سورۃ الفتح کی آیات جاری تھیں۔ سواری پر سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کیا اور بیت اللہ جس میں تین سو ساٹھ بت تھے اور دیواروں پر متعدد تصاویر تھیں، کو ان آلائشوں سے پاک کیا۔ پھر ایک بلیغ خطبے میں عظمت توحید اور وحدت نسل انسانی کی وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد کیا ہوا مشہور مورخ ڈاکٹر حمید الدین صاحب کے الفاظ میں سنیئے۔

"خطبہ کے بعد آپ نے مجمع کی طرف دیکھا تو جباران قریش سامنے تھے ان میں وہ حوصلہ مند بھی تھے جو اسلام کو مٹانے میں سب سے پیش پیش تھے، وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول اللہ ﷺ پر گالیوں کے بادل برسایا کرتی تھیں، وہ بھی تھے جنھوں نے آنحضرت ﷺ کے راستے میں کانٹے بچھائے، وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت ایڑیوں کو لہولہان کردیا کرتے تھے، وہ بھی تھے جن کی تشنہ لبی خون نبوت کے سوا کسی چیز سے نہ بجھ سکتی تھی، وہ بھی تھے جن کے حملوں کا سیلاب مدینہ کی دیواروں سے آ آ کر ٹکراتا تھا، وہ بھی تھے جو مسلمانوں کو جلتی ریت پر لٹا لٹا کر ان کے سینوں پر آتشیں مہریں لگایا کرتے تھے

سرور کائنات ﷺ نے ان کی طرف دیکھا اور پوچھا "تمھیں معلوم ہے، میں تم سے کیا معاملہ کرنے والا ہوں" ۔وہ لوگ پکارا ٹھے "آپ شریف بھائی ہیں اور شریف برادرزادہ ہیں" اس پر رحمۃ للعلمین ﷺ نے فرمایا "تم پر کچھ الزام ہے۔ جاؤ، تم سب آزاد ہو" اسلامی لشکر کا مکہ میں فاتحانہ داخلہ اور غیر مسلم دشمنوں سے یہ فیاضانہ سلوک دنیا کی تاریخ میں ایک نادر مثال ہے۔ ہجرت مدینہ کے بعد مشرکین مکہ مہاجرین کی جائیداد پر قابض ہوگئے تھے ،اسے واپس لینا مسلمانوں کا جائز حق تھا۔ لیکن آنحضرت ﷺ کے ارشاد پر مسلمان فاتحین اس حق سے بھی دست بردار ہوگئے"

(د) یوم بدر: ۱۷ رمضان ۲ھ کو کفر اسلام میں اولین اور اہم ترین جنگ بدر کے میدان میں ہوئی۔ قرآن حکیم نے اسے یوم الفرقان (یعنی فیصلے کا دن) قرار دیا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو تعداد میں تین سو تیرہ تھے اور ان کا سامان بھی از حد قلیل تھا، ایک ہزار کفار کے لشکر جرار پر جو ہر طرح سے مسلح تھا، کیونکر غالب آئے، اسے معجزہ عشق رسول کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔ ان کا عقیدہ جس کا اس روز بار بار عملی مظاہرہ بھی ہوا یہ تھا۔

محمدؐ ہے متاع عالم ایجاد سے پیارا
پدر، مادر، برادر، جان، مال، اولاد سے پیارا

محمد ﷺ کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہے اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

اسی عشق رسول کی برکت تھی کہ ان کی امداد کے لیے آسمانوں سے فرشتوں کی فوج بھی آگئی اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ اگر آج بھی ملت اسلامیہ میں یہ جذبہ عشق بیدار ہوجائے تو آج بھی خدا کے بے پناہ لشکر ہماری مدد کو آسکتے ہیں۔ ہمیں روس اور امریکہ کی گدائی کے برعکس اللہ تعالیٰ پہ توکل کرنا چاہیے اور اپنے نبی ﷺ سے عشق۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

(ر) یوم سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا: سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضور ﷺ کو اپنی ازواج مطہرات میں جن کے ساتھ سب سے زیادہ محبت تھی، وہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ آپ یار غار نبوت، خلیفہ اول اور افضل البشر بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لخت جگر ہیں۔ ۱۷ رمضان المبارک ۵۷ھ یا ۵۸ھ میں آپ کا وصال ہوا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ گویا یوم بدر یوم عائشہ بھی ہے۔

(س) یوم سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ و کرم اللہ وجہہ: ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا یوم شہادت ہے۔ ابن ملجم بدبخت نے نماز فجر میں آپ پر قاتلانہ حملہ کیا اور اس کے تین دن بعد آپ اپنے خالق حقیقی سے جا ملے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی عظیم خصوصیات میں سے ایک یہ ہے کہ شیر خدا خانہ خدا (کعبہ معظمہ) میں پیدا متولد ہوئے اور خانہ خدا (مسجد کوفہ) میں شہید ہوئے کسی نے خوب کہا ہے

کسے را میسر نشد ایں سعادت
بکعبہ ولادت بمسجد شہادت

آپ سرکار دو عالم ﷺ کے برادر جاں نثار حضور سیدہ خاتون جنت رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شوہر نامدار، علم و فضل کے پیکر ذی وقار اور فقر و ولایت کے بے مثل شاہسوار ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا "میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ" نیز ارشاد عالی ہوا "جس کا میں مولا، اس کا علی مولا" آپ رضی اللہ عنہ کی محبت کی اہمیت حدیث ناطق ہے کہ مومن ہی آپ سے محبت کرے گا اور منافق ہی آپ سے بغض رکھے گا" آپ آدم آل رسول ہیں اور طریقت کے سلسلوں کی اصل خداوند کریم ہمیں تمام اہل بیت کی سچی محبت اور صحابہ کرام کی سچے اتباع سے نوازے۔

☆☆☆☆☆
☆☆☆
☆☆
☆

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

پروفیسر محمد حسین آسی

تلاوت قرآن پاک کے مسائل و فضائل

رمضان المبارک نزول قرآن حکیم کا ماہ مبارک ہے لہٰذا یہاں اسی مناسبت سے قرآن پاک کے چند آداب و مسائل پیش کیے جاتے ہیں۔ تفصیل کے لیے دیکھئے حضرت مولانا افتخار احمد صاحب قادری مصباحی کی کتاب 'فضائل قرآن'۔

آداب: قرآن پاک میں ہے!

الذی اٰتینھم الکتٰب یتلونه حق تلاوته اولئك یومنون به (البقرہ ۱۲۱)

ترجمہ: جنھیں ہم نے کتاب دی، اس کی تلاوت کما حقہ کرتے ہیں، وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں۔

گویا قرآن پاک پر ایمان رکھنے کا اہم تقاضا یہ ہے کہ اس کی تلاوت کا حق ادا کریں اور پورے آداب ظاہری اور باطنی کو ملحوظ رکھیں۔

حدیث پاک میں ہے (حضرت عبیدہ ملیکی صحابی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا) یا ھل قرآن لا تتوسدو االقراٰن واتلوہ حق تلاوته من اٰناء اللیل والنھار وافشوہ ولغنوه و تدبروا ما فیه لعلکم تفلحون ولا تعجلوا ثوابه فان له ثواباً (مشکوٰۃ)

ترجمہ: اے اہل قرآن (یعنی اے اہل ایمان) قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور روز و شب کے اوقات میں اس کی تلاوت کرو جیسا کہ اس کا حق ہے اور اس کو پھیلاؤ اور خوش آوازی سے پڑھو اور اس میں جو کچھ ہے اس پر غور کرو اس امید پر کہ فلاح و کامرانی ملے اور اس کے ثواب میں جلدی نہ کرو کہ اس کا ثواب ضرور مل کے رہے گا۔

ظاہری آداب: ☆......تلاوت کرنے والا قبلہ رو، سر جھکائے ہوئے، ادب کے ساتھ دو زانو بیٹھے۔

☆......نماز کے اندر کھڑے ہو قرآن پڑھنے کا ثواب سب سے زیادہ اور بے وضو بستر پر لیٹ کر حفظ سے قرآن پاک پڑھنے کا ثواب ہے مگر کم۔

☆......تلاوت کی مقدار میں مختلف روایات ہیں۔ بعض بزرگوں نے دن رات میں ایک، بعض نے دو اور بعض نے تین بھی قرآن پاک ختم کیے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک گروہ پورا قرآن پاک ایک رات یا ایک رکعت میں ختم کرتا۔ سید جلیل صوفی دن میں چار اور رات میں بھی چار ختم کرتے۔ لیکن عوام کے لیے تین دن سے کم میں ختم کرنا بہتر نہیں۔ بعض صحابہ ہفتہ میں ایک بار ختم کرتے، انھوں نے قرآن پاک سات حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔

☆......حسین اور واضح انداز میں قرآن لکھنا مستحب ہے۔

☆......ترتیل کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ قرآن پاک میں ہے

ورتل القرآن ترتیلاً ۝ (سورۃ المزمل)

اور قرآن خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھو

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ کی قرأت میں ہر حرف الگ الگ اور واضح ہوتا۔

☆......تلاوت کرتے ہوئے رونا مستحب ہے۔ حدیث پاک میں ہے تم قرآن کی تلاوت کرو اور اس کے ساتھ رویا کرو اور اگر نہ رو سکو تو رونے کا سا انداز ہی اختیار کر لو۔ (احیاء العلوم)

☆......آیت سجدہ پڑھے یا سنے تو سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، خواہ سننے والے نے سننے کا ارادہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔ حدیث پاک میں ہے "جب ابن آدم آیت سجدہ پڑھتا ہے پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان روتا ہوا الگ ہو جاتا ہے اور کہتا ہے 'ہائے ہلاکت'۔

☆......تلاوت کی ابتدا اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم سے کرے پھر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بھی مسنون ہے۔ تلاوت سے فارغ ہو کر یہ کلمات کہے

صدق لله و بلغ رسول الله ﷺ اللھم انفعنا به و بارك لنا فیه ،الحمد لله رب العٰلمین و استغفر الله الحی القیوم۔

یعنی "اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے اسے (ٹھیک ٹھیک) پہنچایا۔ اے اللہ ہمیں اس سے نفع دے اور ہمارے لئے اس میں برکت دے۔ تمام تعریفیں اللہ رب العلمین کیلئے ہیں، اور میں حیی و قیوم اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔

دوران تلاوت آیت تسبیح آئے تو تسبیح و تکبیر کہے، آیت دعا و استغفار آئے تو دعا و استغفار کرے اور جب امید و توقع کا مضمون ہو تو مانگے۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

☆......آواز کے ساتھ تلاوت کرنا بھی درست ہے اور آہستہ بھی۔ نیت میں ریا کا دخل نہ ہو تو بلند آواز سے پڑھنے کی بھی بڑی فضیلت ہے، بعض روایات کے مطابق آہستہ پڑھنا زور سے پڑھنے پر وہی فضیلت رکھتا ہے جو خفیہ صدقے کو اعلانیہ صدقے پر حاصل ہے۔ (احیاء العلوم)

☆......**خوش آوازی:** ارشادِ ہادی اعظم ﷺ ہے۔

"زینو القران باصواتکم"

"یعنی تم اپنی اچھی آوازوں سے قرآن کو زینت دو"

باطنی آداب: ۱: دل میں قرآن پاک کی عظمت کا یقین اور احساس رہے کہ خالق کائنات کا عظیم کلام ہے۔

۲: حضور قلب یعنی پوری یکسوئی سے تلاوت کرنا۔

۳: غور فکر۔ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، اس عبادت میں کوئی خوبی نہیں جس کو سمجھا نہ جائے اور اس تلاوت میں کوئی خوبی نہیں جس میں قرآن پاک پر غور فکر نہ کیا جائے۔

۴: قرآن فہمی کی رکاوٹوں سے بچنا۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔

"لولا ان الشیا طین یحومون علی قلوب بنی ادم لنظروا الی الملکوت"

ترجمہ: اگر شیطان انسانوں کے دلوں پر گھیرے نہ ڈالتے تو وہ ملکوت (یعنی عالم غیب) کی بھی دیکھتے۔ (احیاء العلوم)۔

گویا شیطانی اثرات سے بچ کر قرآن کو سمجھنے کی کوشش بھی اہم آداب میں شامل ہے۔

۵: قرآن کے مضامین کو اپنے لئے سمجھنا چاہئے۔ مثلاً کوئی امر ہو تو سمجھے کہ مجھے حکم ہو رہا ہے اور نہی ہو تو سمجھے مجھے روکا جا رہا ہے، وغیرہ۔

۶: متاثر ہونا، قرآن حکیم میں ہے۔

ترجمہ: ایمان والے وہی ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ تو ان کے دل ڈر جاتے ہیں۔ اور جب ان پر اس کی آیتوں کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تو ان کا ایمان ترقی پا جاتا ہے۔ اور وہ اپنے رب پر ہی بھروسہ کرتے ہیں۔ (الانفال ۲)

چنانچہ قرآن کی تلاوت کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ زبان کے ساتھ عقل و دل بھی شریک رہیں زبان کا حصہ حروف کو صحیح طریقے سے ادا کرنا، عقل کا حصہ معانی کو سمجھنا اور دل کا حصہ نصیحت قبول کرنا ہے۔

۸۔ تلاوت کرنے والا یوں سمجھے جیسے قرآنی الفاظ راہ راست خدا سے سن رہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

اذا احب احد کم ان یحدث ربه فلیقرء القرآن (کنز العمال)

ترجمہ: جب تم میں سے کوئی اپنے رب سے ہم کلام ہونا چاہے تو قرآن پڑھے۔

۹۔ خود بینی و تکبر سے پرہیز قرآن کے انوار حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے

۱۰۔ لوگوں سے معاوضے کا امیدوار نہیں ہونا چاہے۔ حدیث پاک میں ہے۔

من قرا القران یتاکل به الناس جاء یوم القیمة ووجهه عظم لیس علیه لحم۔ (مرقات ج۲)

ترجمہ: جو قرآن پڑھے اور اس کے عوض لوگوں سے کھانا مانگے تو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کا چہرہ ہڈی ہو کر رہ جائے گا۔ اس پر گوشت نہ ہوگا۔

فضائل

افضل عبادت: حدیث پاک میں ہے۔

افضل عبادة امتی تلاوة القران (احیاء العلوم)

ترجمہ: میری امت کی بہترین عبادت تلاوت قرآن ہے۔

بہترین انسان۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

خیر کم من تعلم القران و علمه (بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ)

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔

ہر حرف پر نیکیاں۔ حدیث پاک میں ہے۔

"من قرا حرفا من کتاب الله فله به حسنت والحسنت بعشرا مثالها لا اقول الم حرف الف حرف و لام حرف و میم و حرف"

(مشکوۃ شریف)

ترجمہ: جس نے کتاب اللہ کا ایک حرف پڑھا اس کے لئے اس کے عوض ایک نیکی ہے۔ اور ایک نیکی کا ثواب دس گنا ہوتا ہے۔ میں نہیں کہتا کہ الم ایک حرف ہے بلکہ 'الف' ایک حرف 'ل' ایک حرف اور 'م' ایک حرف ہے۔ نیکی کا دس گنا اجر کم سے کم ہے ورنہ قرآن پاک میں ہے۔ والله یضاعف لمن یشاء

ترجمہ: اور اللہ اضافہ فرماتا ہے جس کے لئے چاہے۔

چنانچہ سیدنا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے فرمایا جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اسے ہر حرف پر ایک سو نیکیاں جو نماز میں بیٹھ کر پڑھے اسے پچاس نیکیاں جو نماز کے باہر باوضو پڑھے اسے پچاس نیکیاں اور جو بے وضو پڑھے اسے دس نیکیاں ملیں گی۔

صداقت و ہدایت کا معیار۔ ایک طویل و جمیل حدیث کے آخر میں فرمایا۔ "من قال به صدق ومن عمل به اجر ومن حکم بهه عدل و من دعا الیه هدی الی صراط مستقیم" (ترمذی۔ مشکوۃ)

ترجمہ: جو اس کے مطابق کہے گا سچ کہے گا اور جو اس پر عمل کرے گا اجر پائے گا اور جو اس کے مطابق فیصلہ کرے گا عدل کرے گا اور جو لوگوں کو اس کی طرف بلائے گا وہ سیدھے راستے کی طرف بلائے گا۔ اسی حدیث پاک کی ابتدا میں ہے۔ فیه نبا ما قبلکم و خبر ما بعد کم و حکم ما بینکم هوا لفصل لیس با لهذل۔

ترجمہ: اس میں تم سے پہلے کی خبریں بھی ہیں۔ اور آنے والے وقت کی پیشگوئیاں بھی ہیں۔ اور حال کے لئے مکمل رہنمائی بھی یہ فیصلہ کن کتاب ہے۔ کوئی مذاق کی بات نہیں۔

ذکر و دعا سے افضل: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ "من شغله القران عن ذکری و مسالتی اعطیته افضل ما اعطی الساهلین و فضل کلام الله علی سائر الکلام کفضل الله علی خلقه" (مشکوۃ)

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

ترجمہ: جس کو قرآن (کی تلاوت) نے میرے ذکر اور مجھ سے سوال کرنے کی مہلت دی میں اسے مانگنے والوں سے بہتر دیتا ہوں۔ اور کلام خدا کی (دوسرے) کلام پر اسی طرح فضیلت ہے جیسے اللہ کو اپنی سب مخلوق پر ہے۔

قبر میں حمایت۔ مسند بزار کی روایت ہے کہ قرآن کا پڑھنے والا جب انتقال کر جاتا ہے۔ اور اس کے گھر والے تجہیز و تکفین میں مصروف ہوتے ہیں۔ اس وقت قرآن حسین وجمیل شکل میں آتا ہے۔ اور اس قرآن پڑھنے والے کے سر کے پاس اس وقت تک کھڑا رہتا ہے جب تک اس کو کفن میں لپیٹ نہ دیا جائے۔ جب پھر وہ کفن میں لپیٹ دیا جاتا ہے قرآن کفن کے قریب اس کے سینے پر ہوتا ہے۔ پھر جب اسے قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور مٹی ڈال دی جاتی ہے اور اس کے خویش واقارب رخصت ہو جاتے ہیں۔ اس کے پاس منکر و نکیر آتے ہیں۔ اور اسے قبر میں بٹھاتے ہیں۔ اتنے میں قرآن آجاتا ہے۔ اور میت اور فرشتوں کے درمیان (حائل) ہو جاتا ہے۔ وہ دونوں فرشتے قرآن سے کہتے ہیں۔ ہٹ جا تا کہ ہم اس سے سوال کریں۔ قرآن جواب دیتا ہے رب کعبہ کی قسم! یہ نہیں ہوسکتا۔ بلاشبہ یہ میرا ساتھی اور دوست ہے۔ اور میں اس کی حمایت وحفاظت سے قطعاً باز نہیں آسکتا۔ اگر تمہیں کسی چیز کا حکم دیا گیا ہے تو تم اس کی تعمیل کے لئے جاو۔ اور میری جگہ چھوڑو، کیونکہ میں جب تک اس کو جنت میں داخل نہ کرلوں گا۔ اس سے رخصت نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد قرآن اپنے ساتھی کی طرف دیکھے گا اور کہے گا، میں قرآن ہوں۔ جسے تم بلند یا پست آواز سے پڑھتے تھے،

امام بخاری علیہ الرحمہ نے روایت کی ہے۔ جو قرآن یاد کرنا چاہتا ہے۔ پھر اسے حفظ کرنے سے پہلے ہی وفات پا جاتا ہے۔ اسکے پاس قبر میں ایک فرشتہ آتا ہے۔ جو اسے قرآن سکھاتا ہے۔ اور وہ اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ قرآن اس کو یاد ہو چکا ہوگا۔

جنت میں عزت: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یقال لصاحب القرآن اقرا و ارق و رتل کما کنت تر تل فی الدنیا فان منزلك عند اخراية تقراها (ترمذی، حاکم وغیرہ)

ترجمہ: صاحب قرآن سے کہا جائے گا، پڑھو اور اوپر چڑھو اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھو جیسا دنیا میں ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے تھے، یقیناً تمھاری منزل اس آخری آیت کے پاس ہے جسے تم پڑھوگے۔

قیامت میں شفاعت: حضرت جابر رضی اللہ عنہ راوی ہیں۔ کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا!

" القرآن شافع مشفع و ما حل مصدق من جعله امامه قاده الی الجنته ومن جعله خلف ظهره ساقه الی النار"۔ (حاکم۔ ابن حبان)

ترجمہ؛ قرآن شفاعت کرنے والا ہے، اور اس کی شفاعت قبول ہوگی۔ اور مخالفت کرنے والا ہے۔ اور اس کی مخالفت مانی جائے گی۔ جو شخص اسے اپنا پیشوا بنائے گا، اس کو وہ جنت میں لے جائے گا اور جو اسے پس پشت ڈالے گا، اس کو وہ جہنم میں پہنچائے گا۔ ابن ماجہ شریف کی ایک روایت:

"من قرا القران و حفظه ادخله الله الجنة و شفعه فی عشرة من اهل بيته كلهم قد استوجب النار۔"

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھ کر اسے حفظ کیا اللہ اسے جنت میں داخل کرے گا، اور اس کی شفاعت اس کے گھر کے ایسے دس افراد کے حق میں قبول کرے گا جو جہنم کے سزاوار ہو چکے ہوں گے۔

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

من قرا القران وعمل بما فيه البس والداه تاجا يوم القيمة ضوء ه احسن من ضوء الشمس فی بيوت الدنيا فماظنكم بالذی عمل بهذا۔

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اس کی تعلیم پر عمل کیا، اس کے والدین کو قیامت کے دن ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی جبکہ وہ تمھارے گھروں میں اترا ہوا ہو، پھر تمھارا کیا خیال ہے اس شخص کے بارے میں جس نے خود قرآن پڑھ کر اس پر عمل کیا ہو۔

فائدہ۔ جب ایک حافظ قرآن کے والدین کو محض اس کی وجہ سے یہ اعزاز ملے گا تو حضور نبی کریم ﷺ کے والدین کی عزت و کرامت کیسی ہوگی، اور جب ایک حافظ قرآن اپنے خاندان کے دس جہنمی افراد کو بخشوائے گا تو کیا حضور نبی کریم اپنے اہل بیت اور امت کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکیں گے، معاذ اللہ بعض لوگ اس سلسلے میں بہت منہ پھٹ ثابت ہوئے ہیں۔

سورتوں اور آیتوں کے فضائل۔ ۱۔ بسم اللہ شریف: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جو کام بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع نہیں کیا جاتا، وہ ادھورا اور نامکمل ہوتا ہے۔ (کنزلعمال)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور نے فرمایا جب استاد بچے سے کہتا ہے، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہو، حضور فرماتے ہیں کہ استاد، بچے اور اس کے والدین کے لئے جہنم سے نجات لکھ دی جاتی ہے۔ (مسند الفردوس)

۲۔ سورۃ الفاتحہ: حضور اکرم ﷺ نے فرمایا، اے جابر! کیا میں تجھے قرآن میں نازل شدہ سب سے اچھی سورۃ نہ بتادوں۔ یہ سورۃ فاتحہ ہے۔ یہ ہر مرض کے لئے شفا بخش ہے۔ (کنزالعمال)

حضرت حسین (یا حسن) سے روایت ہے، اللہ تعالی نے کل ایک سو چار آسمانی کتابیں نازل فرمائیں۔ پھر سو کتابوں کے علوم ان چار کتابوں تورات، انجیل، زبور اور قرآن میں رکھے، پھر ان چاروں کے علوم قرآن میں رکھے۔ پھر قرآنی علوم مفصل کی سورتوں میں رکھے۔ پھر مفصل کے علوم سورۃ فاتحہ میں رکھے۔ اس لئے جس نے فاتحہ کی تفسیر جان لی، اس نے گویا اللہ تعالی کی نازل کی ہوئی سبھی آسمانی کتابوں کی تفسیر جان لی، اور جس نے اس کی تلاوت کی، اس نے گویا تورات، انجیل، زبور اور قرآن کی تلاوت کی۔ (تفسیر کبیر)

۳۔ سورۃ البقرہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم اپنے گھروں کو قبرستان نہ بنالو، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

جاتی ہے، اس سے شیطان بھاگ جاتے ہیں۔ (مسلم شریف)

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سورہ بقرہ قرآن کا سر اور اس کی چوٹی ہے۔ (احمد، ابوداود)

۴۔ آیت الکرسی: سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھے گا، وہ دوسری نماز تک اللہ کے ذمے اور حفاظت میں رہے گا، (کنز العمال)

خطیب نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے، جو شخص آیت الکرسی پڑھتا ہے، اللہ تعالیٰ بذات خود اس کی روح قبض فرماتا ہے۔ (کنز العمال)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے، قرآن کی سب سے عظیم آیت اللہ لا الہ الا ھو الحی القیوم ہے، (ابن کثیر)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا، جس کھانے اور سالن پر تم آیت الکرسی پڑھو گے، اللہ تعالیٰ اس کھانے اور سالن میں برکت دیگا، (کنز العمال)

۵۔ سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتیں (جنھیں خواتیم بقرہ بھی کہا جاتا ہے،): حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ راوی ہیں، کہ حضور ﷺ نے فرمایا، جو سورہ بقرہ کی آخری دو آیتیں کسی رات پڑھے گا، یہ اسے کافی ہوں گی، (بخاری و مسلم)

حضرت جبیر بن نفیر رحمۃ اللہ علیہ تابعی فرماتے ہیں۔ رسول ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے سورہ بقرہ دو ایسی آیتوں پر ختم فرمائی جو مجھے اس کے زیر عرش خزانے سے ملی ہیں، اس لئے تم انہیں سیکھو اور اپنی عورتوں کو بھی سکھاو، یہ طلب مغفرت کا قرینہ اللہ سے قرب کا ذریعہ اور ایک اچھی دعا ہے۔ (مشکوۃ، دارمی)

۶۔ سورہ آل عمران: ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، جس شخص نے جمعہ کے دن وہ سورت پڑھی جس میں آل عمران کا ذکر ہے۔ تو اس شخص پر اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے دن بھر درود بھیجتے ہیں۔ ایک اور حدیث پاک میں ہے، جس نے سورہ آل عمران پڑھی اسے ہر آیت کے بدلے پل صراط پر امان دے دی گئی، (کنز العمال)

۷: ۔ سورۃ الکہف: ۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص سورہ کہف کی ابتدائی تین آیتیں پڑھ لے وہ دجال کے فتنے سے محفوظ ہوگا، (مشکوۃ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جو شخص سورہ کہف کی دس آیات پڑھے گا اس کے سر سے قدم تک ایمان سے بھر دیا جائے گا۔ اور جو جمعہ کی شب میں اسے پڑھے گا اس کے لئے شہر صنعا اور بصری کے درمیان کی مسافت جتنا نور ہوگا اور جو شخص جمعہ کے دن جمعے سے پہلے یا بعد پڑھے گا وہ دوسرے جمعہ تک محفوظ رہے گا، اگر دونوں جمعوں کے بیچ دجال ظاہر ہوگا۔ تو یہ اس کی اطاعت سے بچا رہے گا۔ (کنز العمال)

۸۔ سورہ یس: ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ حضور ﷺ نے فرمایا، ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے، ۔ قرآن کا دل یٰسین ہے۔ جو شخص سورہ یس پڑھے گا اس کے لئے اس پڑھنے کے عوض دس بار قرآن پڑھنے کا ثواب لکھا جائے گا۔ (مشکوۃ)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جو ہر جمعہ کو اپنے والدین کی قبر پر یا ان میں سے کسی ایک کی قبر پر حاضر ہو اور ان کے پاس سورہ یٰسین پڑھے، اس کے لئے اس سورت کے ہر حرف پر بخشش ہوگی۔ (تاریخ، بخاری، حاکم)

بعض روایتوں کے مطابق مرنے والے کے پاس پڑھی جائے تو روح آسانی سے قبض ہوتی ہے۔ اور اہل قبور کے پاس پڑھی جائے تو ان کے گنا معاف ہوجاتے ہیں۔

۹۔ سورہ مفصل: ۔ سورہ حجرات سے آخر تک کی سورتیں مفصل کہلاتی ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ ہر چیز کا ایک مغز ہوتا ہے۔ قرآن کا مغز مفصل ہے۔ (در منثور)

۱۰۔ سورہ واقعہ: ۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔ جو ہر رات سورہ واقعہ پڑھے گا کبھی فاقہ کا شکار نہیں ہوگا۔ (مشکوۃ)

۱۱۔ سورہ حشر: ۔ حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا، جو صبح کے وقت تین بار اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطن الرحیم پڑھ کر سورہ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھے اللہ اس پر ستر فرشتوں کو مقرر فرمائے گا، جو شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے، اگر اسی دن اس کا انتقال ہو تو وہ شہید مرے گا۔ اور جو انھیں شام کے وقت پڑھے گا وہ بھی یہی درجہ پائے گا۔ (مشکوۃ)

۱۲...... سورۂ طلاق کی ایک آیت: حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

میں یقیناً ایک ایسی آیت جانتا ہوں کہ اگر سب لوگ اسے اختیار کریں تو ان سب کو یہ کافی ہوجائے، آیت یہ ہے " ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجاً O و یرزقہ من حیث لا یحتسب"

۱۳...... سورۂ ملک: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور رسول ﷺ نے فرمایا سورۂ تبارک عذاب قبر سے بچانے والی ہے۔ (در منثور) ایک روایت کے مطابق یہ اپنے پڑھنے والے کی طرف سے جنگ کرکے اسے جنت میں لے جائے گی۔ (در منثور)

ایک بار فرمایا میری خواہش ہے کہ تبارک الذی بیدہ الملک ہر مومن کے دل میں رہے۔ (کنز العمال)

۱۴...... چند سورتیں: حضرت انس رضی اللہ عنہٗ سے مروی ہے کہ حضور رسول خدا ﷺ نے فرمایا، جو کسی رات " انا انزلناہ فی لیۃ القدر " پڑھے گا، یہ سورۃ قرآن کے چوتھائی کے برابر ہوگی اور جو اذا زلزلت پڑھے گا تو یہ سور نصف قرآن کے برابر قل یا ایہا لکفرون قرآن کے چوتھائی حصے کے برابر اور قل ھو اللہ احد قرآن کے تہائی حصے کے برابر ہوگی۔ (در منثور) ایک روایت کے مطابق سورۂ تکاثر ایک ہزار آیات کے برابر ہے (کنزل العمال)

۱۵...... سورۃ الاخلاص: حدیث پاک ہے جو ہر فرض نماز کے بعد قل ھو اللہ احد پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کیلئے اپنی خوشی اور مغفرت لازم فرما دے گا۔

(کنز العمال)

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

علامہ حافظ شفقات احمد مجددی نقشبندی کیلانی

اعتکاف کا بیان

اعتکاف کی تعریف امام لغت ابو بکر جصاص علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں عکف علیه عکوفاقبل علیه مواظبالا یصرف وجهه عنه......عالفون ای مقیمون ملازمون لا یبرحون (تاج العروس) مجاور مقیم ہونے والا، ایسا جم کر بیٹھنے والا کہ وہاں سے ٹلے ہی نہیں۔ (لغات القرآن)۔ یعنی کسی کی طرف اس طرح متوجہ ہونا کہ کسی بھی حالت میں اس سے منہ نہ پھیرا جائے۔ سورہ اعراف آیت نمبر ۱۳۲، سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۹۱، ۹۷، سورہ انبیاء آیت نمبر ۵۲، سورہ حج آیت نمبر ۲۵، سورہ شعراء آیت نمبر ۷۱، سورہ فتح آیت نمبر ۲۵، میں یہ لفظ اسی طرح لغوی معنی ہی میں استعمال ہوا ہے۔ لیکن اصطلاح شرعی میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی نیت سے اپنے آپ کو مسجد میں روکے رکھنے کا نام اعتکاف ہے۔ (لغات القرآن) چنانچہ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۲۵، ۱۸۷ اور سورہ حج آیت نمبر ۲۶ میں اسی اصطلاحی معنی میں استعمال ہوا ہے۔ عاکف۔ عکوف سے اسم فاعل کا صیغہ اور جمع مذکر ہے۔

اعتکاف کا ثواب جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "جو شخص رمضان میں دس دن اعتکاف کرے اللہ تعالیٰ اسے دو حج اور دو عمروں کا ثواب عطا فرماتا ہے" (الترغیب) نیز آپ نے فرمایا "معتکف اعتکاف سے قبل باہر جو جو نیکی کے کام کرتا تھا اللہ تعالیٰ دوران اعتکاف مسجد میں بیٹھے بٹھائے اسے ان تمام کاموں کا ثواب عطا فرماتا ہے"۔ (ابن ماجہ، مشکوٰۃ)

اعتکاف کی مدت: اعتکاف کم از کم ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے (شرح ابن ماجہ سلیمانی ا، ص ۱۹۷) جناب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبل از اسلام مانی ہوئے اعتکاف کی نذر کے متعلق پوچھا تو حضور ﷺ نے فرمایا "اپنی منت پوری کرو" (بخاری، ابن ماجہ، مشکوٰۃ، مسند امام اعظم، دارقطنی وغیرہ) نیز آپ نے فرمایا "اعتکاف کے ساتھ روزہ بھی رکھنا" (ابوداؤد بیہقی، دارقطنی وغیرہ)

اعتکاف کا مقام جناب عبداللہ بن عباس، جناب حسن بصری، جناب حذیفہ بن یمان نیز جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس مسجد میں اذان اور جماعت ہوتی ہو وہاں (مردوں کو) اعتکاف کرنا چاہیے۔
(دارقطنی، بیہقی وغیرہ)

عورت کا اعتکاف: مفسر قرآن علامہ آلوسی فرماتے ہیں ولا تباشروهن...... الخ سے استدلال کیا گیا ہے کہ عورت کا اعتکاف مسجد کے بغیر ہی صحیح ہے۔ کیونکہ اس آیت میں صرف مرد کو ہی خطاب کیا گیا ہے (روح المعانی)

جناب رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات نے آپ کے ساتھ اعتکاف کے لیے مسجد میں خیمے لگوائے۔ آپ نے ان کے خیمے بھی اکھڑوا دیئے اور خود بھی اعتکاف نہ کیا اور فرمایا کیا تم ان عورتوں کا مسجد میں اعتکاف نیکی سمجھتے ہو؟۔ (بخاری، مسلم، ابن ماجہ، موطا امام مالک۔ ابوداؤد، بیہقی، نسائی)

جناب رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات کے خیمے مسجد سے اس لیے اکھڑوائے کہ آپ کو اس بات سے غیرت آئی کہ آپ کی ازواج مطہرات مسجد میں ٹھہریں، کیونکہ مسجد میں لوگوں کا اجتماع ہوتا ہے اور وہاں گاؤں کے لوگ بھی آتے ہیں اور منافقوں کا آنا جانا بھی مسجد میں رہتا ہے۔ اور اگر امہات المومنین مسجد میں اعتکاف فرماتیں تو ان کو ضرورت سے باہر بھی آنا پڑتا۔ اس طرح ان کی پردہ داری میں فرق آتا۔ اس لیے آپ نے ان کو مسجد میں اعتکاف نہ بیٹھنے دیا۔ (زرقانی شرح موطا) تو جب میں اس خیر القرون میں حضور ﷺ امہات المومنین کو اعتکاف نہ بیٹھنے دیا تو آج کے اس پرفتن دور میں تو عورت کا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا اور بھی خطرناک ہے۔

مخالفین کا اعتراف بزعم خود اہلحدیث حضرات کے تیس معتمد مفتی صاحبان کی مصدقہ کتاب میں ہے۔ "اگر کہا جائے کہ اس زمانے میں نہ تو ایسی پارسا اور نیک عورتیں ہیں کہ جیسی حضور ﷺ کے زمانے میں تھیں لہٰذا مسجد میں اعتکاف بیٹھنا ناجائز ہے اور اگر مسجد میں اعتکاف بیٹھے گی تو ایک نیکی کے حصول میں بیسیوں گناہوں کا خطرہ ہے اور عورت گھر میں ہی خطرہ گناہ میں محفوظ رہ سکتی ہے۔ تو گزارش ہے کہ میں نے کب کہا کہ عورت اعتکاف بیٹھے اور مسجد ہی میں آکر بیٹھے۔ (فتاویٰ علماء اہلحدیث نمبر ۴ ص ۲۵۳)

محدث ابراہیم کی وضاحت جناب رسول اللہ ﷺ نے جو اپنی ازواج مطہرات کو مسجد میں اعتکاف کو روکتے ہوئے "آلبر تردن" فرمایا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کے لیے مسجد میں اعتکاف بیٹھنا جائز نہیں"
(فتح الباری شرح بخاری جلد ۴ ص ۲۲۳)

امام شافعی کی تائید حدیث مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کا اپنے گھر کے علاوہ اعتکاف بیٹھنا مکروہ ہے۔ نیز فرمایا کہ جماعت والی مسجد میں عورت کا اعتکاف بیٹھنا تو مطلقاً مکروہ ہے۔ (فتح الباری جلد ۴ ص ۲۳۲)

شارح مشکوٰۃ کا اظہار حق: شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں "پھر اعتکاف کیا کہ حضرت کی بیویوں نے اپنے گھروں میں اس لیے کہ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

......عورت کو مسجد میں اعتکاف کرنا مکروہ ہے۔ (مظاہر حق جلد ۲ ص ۲۰۵)

محدث وہابیہ کا اعتراف: محسن اہلحدیث نواب وحید الزماں رقمطراز ہیں ''پھر اعتکاف کیا حضرت کی بیویوں نے اپنے گھروں میں اس لیے کہ فقہا محدثین نے کہا ہے کہ مستحب ہے عورتوں کو اعتکاف کریں مسجد البیت میں۔ اور اگر مسجد البیت نہ ہو تو ایک جگہ کو گھر میں مسجد ٹھہرا کر اس میں اعتکاف کریں پس وہ ان حق میں حکم مسجد رکھتی ہے۔ اور بلا ضرورت اس میں سے نہ نکلیں۔ (فوائد ابوداؤد، جلد ا، ص ۲۷۵ مترجم)

آیت کا شان نزول: شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی نقل فرماتے ہیں کہ ''لوگ (مسجدوں میں) اعتکاف کیے ہوئے ہوتے تو قضائے حاجت کیلئے باہر جاتے (یا اپنے گھر میں بیت الخلاء بنا ہوتا تو قضائے حاجت کیلئے گھر جاتے) اور اپنی بیوی مل جاتی تو اس سے مباشرت بھی کر لیتے اور پھر آ کر اعتکاف میں بیٹھ جاتے (فتح الباری نمبر ۴ ص ۲۱۹) امام ضحاک فرماتے ہیں۔ لوگ دوران اعتکاف بھی مجامعت کر لیا کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ولا تبا شرو ھن وانتم عا کفون فی المساجد نازل فرمائی۔ (مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۴ ص ۴۶ وغیرہ) اور عورتوں سے مباشرت نہ کرو جب تم مسجدوں میں اعتکاف کرتے ہو۔

اعتکاف منع جناب جابر بن عبداللہ (مشہور صحابی) رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں مطلقہ اور بیوہ عورت اس وقت تک اعتکاف میں نہیں بیٹھ سکتی جب تک کہ وہ اپنی شرعی عدت پوری نہ کرے (سنن الکبریٰ)

مستحاضہ کا اعتکاف: جناب رسول اللہ ﷺ کی اجازت سے آپ کی زوجہ محترمہ جنابہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے استحاضہ کی حالت میں اعتکاف فرمایا تھا، (بخاری، الواود، ابن ماجہ)

اعتکاف سنت جناب رسول اللہ ﷺ نے ایک دفعہ رمضان شریف کے پہلے دس دن میں اعتکاف فرمایا، (سنن الکبری، زاد المعاد وغیرہ) ایک دفعہ آپ نے رمضان شریف میں درمیانے دس دن کا بھی اعتکاف فرمایا تھا، بخاری، موطا امام مالک، بیہقی وغیرہ) بالآخر آپ ﷺ نے صرف رمضان شریف کے آخری دس دنوں کا اعتکاف کرنا شروع کر دیا اور ہمیشہ ہی کرتے رہے، (بخاری، مسلم، ترمذی۔ دارقطنی۔ بیہقی، بلوغ المرام، بیہقی وغیرہ)

اعتکاف کی قضا: ایک دفعہ جناب رسول اکرم ﷺ اعتکاف کے دنوں میں سفر پر تھے (غالباً ۹ھ کا سفر مکہ) ابن ماجہ، مشکوٰہ وغیرہ) اور آپ اعتکاف نہ فرما سکے تو آئندہ سال (جس سال آپ کا وصال شریف ہوا تھا) آپ نے دس دن سابقہ کی قضا اور دس دن موجودہ کل بیس دن اعتکاف فرمایا تھا (ابوداؤد، بیہقی وغیرہ)

جس سال آپ کی ازواج مطہرات بھی آپ کے ساتھ اعتکاف فرمانا چاہتی تھیں تو آپ نے ان کے خیمہ ہائے اعتکاف بھی مسجد سے اکھڑوا دیئے اور خود بھی اس رمضان میں اعتکاف نہ فرمایا اور اس کے بدلہ میں آپ نے شوال میں دس دن اعتکاف فرمایا تھا۔ (بخاری، مسلم، نسائی، بیہقی، زاد المعاد وغیرہ) معلوم ہوا کہ رمضان کے علاوہ بھی اعتکاف کیا جا سکتا ہے۔

اعتکاف میں روزہ البتہ یہ لازمی ہے کہ اعتکاف جب بھی کم از کم ایک دن رات کا ہو گا تو اس میں روزہ ضرور رکھنا پڑے گا۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے ''روزے کے بغیر اعتکاف نہیں بیٹھا جا سکتا'' (بیہقی، دارقطنی وغیرہ) ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا (ابو داؤد، بیہقی، دارقطنی، زاد المعاد وغیرہ) اور جناب سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا بھی یہی فتویٰ ہے۔

(بیہقی، جواہر النقی، دارقطنی، ابن ابی شیبہ، مصنف عبدالرزاق وغیرہ)

نیز محدث ابن عدی فرماتے ہیں۔ اس مسئلہ میں کہ روزہ اعتکاف میں لازم ہے، متقدمین میں اس کے متعلق کسی کا اختلاف میرے علم میں نہیں۔ (جواہر النقی) حافظ ابن قیم لکھتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے قطعاً یہ ثابت نہیں ہے کہ آپ نے کبھی بغیر روزہ کے اعتکاف کیا ہو بلکہ جناب عائشہ سے منقول ہے کہ روزہ کے بغیر اعتکاف ہو ہی نہیں سکتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی اعتکاف کا ذکر روزہ کے ساتھ فرمایا ہے اور نبی کریم ﷺ کا عمل بھی اسی طرح ہے۔ پس معتبر قول یہی ہے جس پر جمہور سلف صالحین کاربند ہیں، (اپنے آپ کو سلفی کہلانے والے غور کریں) کہ روزہ اعتکاف کیلئے شرط ہے اور بن تیمیہ نے بھی اسی قول کو معتبر قرار دیا ہے۔ (زاد المعاد نمبر ا ص ۱۷۱)

اعتکاف کا خیمہ: مرد مسجد جماعت میں اور عورت مسجد البیت میں یا گھر کے کسی کونے میں اعتکاف کیلئے خیمہ لگا سکتے ہیں، ۔ کیونکہ جناب رسول اللہ ﷺ اعتکاف کیلئے مسجد میں خیمہ لگوایا تھا۔ جس کے دروازے پر بوری لٹکائی گئی تھی، (ابن ماجہ، زاد المعاد وغیرہ) اور اعتکاف والی جگہ پر خالی بستر یا چارپائی بھی بچھائی جا سکتی ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کیلئے بھی خیمۂ اعتکاف میں چارپائی اور بستر بچھایا گیا تھا۔ (ابن ماجہ، مشکوٰہ، زاد المعاد وغیرہ)

اعتکاف کیلئے مسجد میں داخلہ: جناب رسول ﷺ نے اپنے اعتکاف کی ابتدا کا اعلان بعد نماز مغرب فرمایا تھا۔ (بیہقی، جواہر النقی وغیرہ) اور جو بعض احادیث میں آپ ﷺ کا بعد نماز فجر مقام اعتکاف میں داخل ہونے کا ذکر ہوا ہے۔ اس کے متعلق اہلحدیث محدث دہلوی عبدالتواب شاگرد رشید شیخ الکل مولوی نذیر حسین دہلوی وضاحت فرماتے ہیں کہ ''احتمال ہے کہ آپ مسجد میں تو اکیسویں کی شب کو مغرب ہی سے داخل ہوئے ہوں لیکن خاص مقام اعتکاف میں صبح کی نماز بعد بیٹھے ہوں (شرح بلوغ المرام نمبر ا ص ۲۲۹) اور اعتکاف مسجد میں داخل ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ اگر نیت کر لی جائے۔ خاص مقام اعتکاف میں اسی وقت جانا لازمی نہیں ہوتا ہے۔

اعتکاف میں غیر کا داخلہ: کسی ضروری کام کیلئے معتکف کے پاس کم سے کم وقت کیلئے جایا جا سکتا ہے۔ حضور ﷺ کی ازواج مطہرات آپ کے پاس دوران اعتکاف حاضر ہوا کرتی تھیں اور ضروری بات چیت فرمایا کرتی تھیں۔ (بخاری، بیہقی دارمی، ابن ماجہ) اور نبی کریم ﷺ دوران اعتکاف گفتگو فرما لیا کرتے تھے۔ (بیہقی) اسی طرح معتکف اذان جماعت، درس قرآن، وعظ و نصیحت اور سپیکر پر اعلان اور ہر وہ کام اور بات کر سکتا ہے جو شرعاً ثواب ہو۔

معتکف کا باہر نکلنا: جناب رسول اللہ ﷺ بغیر حاجات ضروریہ کے مسجد سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ (بخاری، ابوداؤد، بلوغ المرام، زاد المعاد مشکوٰہ، بیہقی وغیرہ) حتیٰ کہ آپ دوران اعتکاف کسی بیماری تیمارداری بھی نہیں فرماتے تھے۔ ہاں اگر حاجت ضروریہ کیلئے مسجد سے نکلے ہوئے ہیں۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے عقائد و نظریات

مناظر اسلام غلام مرتضیٰ ساقی مجددی
گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امام الاولیاء، سرتاج الاتقیاء، سید المتقین، اشجع الاشجعین، اصل نسل صفا، وجہ وصل خدا، شیر خدا، باب علم مصطفیٰ، شمشیر زن، شاہ خیبر شکن، راز دار، اھل اتی، مراد قل کفیٰ، پروردۂ آغوش نبوت، نور دیدۂ نگاہ رسالت، ابوتراب، عالی جناب زخئی رسول، زوجِ بتول، داماد مصطفیٰ، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم، کی ذات پاک کو قدرت نے بے شمار امتیازات اور لاتعداد اعزازات سے نواز رکھا تھا، آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل تھا کہ آپ نوعمری میں ہی حلقہ بگوش اسلام ہوئے اور آغوش نبوت میں پرورش پائی ..... حضور اکرم ﷺ کی صاحبزادی حضرت سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقد زوجیت میں آئیں...... حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرح آپ نے عہد جاہلیت میں بھی بت پرستی کے داغ سے اپنے دامن کو پاک رکھا...... آپ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، غزوہ تبوک کے علاوہ تمام غزوات نبوی میں شریک ہوئے اور اپنی جرأت وشجاعت اور بہادری وجوانمردی کے بلند پایا اور بے مثال جوہر دکھائے آپ کی نگاہ عقابی، ذہن آفاقی، سوچ کائناتی اور کردار ملکوتی تھا...... وہ حضرت مولائے کائنات ہی تھے کہ شب ہجرت جب کفار مکہ دندناتے پھرتے تھے، جان کا خطرہ سر پر منڈلا رہا تھا، لیکن محبوب دوعالم ﷺ کے اشارۂ ابرو پر محض لوگوں کی امانتیں لوٹانے کیلئے بستر نبوت پر دراز ہوگئے...... تاکہ آقائے کائنات ہجرت کیلئے روانہ ہوسکیں......اور آپ کو ایک کانٹا بھی نہ چبھے، کیونکہ آپ کے دفاع کیلئے ہماری جانیں بھی حاضر ہیں...... آپ حضور اکرم ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں، آپ کا سلسلہ نسب دوسری پشت میں حضور ﷺ کے سلسلہ نسب سے جاملتا ہے...... آپ کی والدہ حضرت فاطمہ بنت اسد کو زبان رسالت نے اپنی والدہ کہہ کے پکارا تھا...... آپ سابقین اولین، علماء ربانیین، مشہور بہادروں، زاہدوں، معروف خطباء اور کاتبین وحی میں سے اور بنوہاشم کے پہلے خلیفہ ہیں، پیر کے دن حضور مبعوث ہوئے تو منگل کے روز بچوں میں سب سے پہلے آپ نے اسلام قبول کیا۔ اس وقت آپ کی عمر تقریباً دس سال تھی۔ جنگ تبوک میں رسول اکرم ﷺ نے آپ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا۔ آپ انتہائی حلیم الطبع، منکسر المزاج، متواضع، حق گو، سراپا زہد وتقوی، ورع استغناء نہایت بہادر، شہسوار اور بلند پایہ شاعر، خطیب، قاضی اور صبر وشکر وایثار کا اعلیٰ نمونہ تھے۔ آپ معاملہ فہمی، دوراندیشی، حقیقت شناسی اور تدبیر کی دولت سے بھی خوب بہرہ ور تھے۔ آپ کا کلام حکمت ودانائی کا صحیفہ اور ادب انشاء کا گنجینہ ہوتا جس کا ایک نمونہ نہج البلاغۃ، میں دیکھا جاسکتا ہے جو آپ کے ارشادات مکتوبات اور مکالمات کا مجموعہ ہے...... دنیائے کفر پہ آپ کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم ہے کہ آج بھی جواں مردان شیر دل، آپ کا نام سن کر کانپ جاتے ہیں، تمام سلاسل طریقت کے اولیاء، اقطاب اوتاد اور جملہ متعلقین کو روحانی تربیت اور فیض ولایت سے آج بھی مستفیض فرمارہے ہیں...... آپ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ ہیں...... آپ چار برس آٹھ ماہ اور نو دن مسند خلافت پر متمکن رہے، آخر کار ابن ملجم خارجی کی تلوار سے شدید زخمی ہوئے، دو دن زندہ رہ کر ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ اتوار کے روز جام شہادت سے سرفراز ہوئے۔

"ان للہ و انا الیہ راجعون۔ رضی اللہ عنہ و رضاہ عنا"

علوی عقائد ونظریات: دور حاضر فتنہ پروری، گمراہی اور حق کشی کا دور ہے...... باطل دندناتا پھرتا ہے اور حق والوں کی آواز کو پوری قوت سے دبایا بلکہ مٹایا جارہا ہے بدمذہب عناصر مال ودولت اور قوت وطاقت کے بل بوتے پر لوگوں کے قلوب واذہان پر چھا جانے اور انہیں اپنا مسحور اور مسخر بنانے کی سرتوڑ کوشش میں سرگرداں ہیں، جبکہ اہل حق وسائل کی عدم دستیابی کی بنا پر وسیع پیمانہ پر جوابی کارروائی سے تہی دامن ہیں، اور کچھ غفلت وسستی کی نیند سو رہے ہیں...... نئی پود کو حقائق سے پوری طرح آگاہ ہونے کے مواقع بہت کم میسر آتے ہیں۔ اور وہ اہل باطل اور انکی جھوٹی شورش کی نظر ہوجاتے ہیں...... یوں وہ حق کو باطل اور باطل کو حق سمجھ بیٹھتے ہیں...... تاہم تحقیق وجستجو کے شائقین کی بھی کمی نہیں، درج ذیل سطور میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے چند عقائد ونظریات کی روشنی میں موجودہ فرقوں میں سے اہل حق اور جنتی جماعت کا سراغ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

لگا سکیں...... کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عقائد ونظریات ہر قسم کے باطل اوراس کی آویزش سے پاک ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے!

☆......" علی مع الحق والحق مع علی "......

ترجمہ: علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے۔ (کنز العمال)

☆...... "علی مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقان حتی یردا علی الحوض" (طبرانی اوسط، صغیر)

ترجمہ: علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی کے ساتھ ہے، یہ دونوں جدا نہ ہوں گے حتیٰ کی مجھے حوض کوثر پر (بھی اکٹھے) ملیں گے۔ (کنز العمال)

☆......" من احب علیا فقد احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغض علیا فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقدا بغض اللہ" (طبرانی)

ترجمہ: جس نے علی سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی۔ اور جس نے علی سے بغض رکھا، اس نے مجھ سے بغض رکھا، اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے اللہ سے بغض رکھا۔ (بسند صحیح تاریخ الخلفاء ص ۱۷۳)

معلوم ہوا حضرت علی کے عقائد ونظریات کو اپنانے والا اور ان سے محبت کرنے والا اللہ ورسول سے محبت رکھتا ہے۔

حضور بے مثل ہیں: رب قدیر، سمیع وبصیر نے اپنے محبوب، طالب ومطلوب، رسول اکرم ﷺ کو حسن وخوبی، رعنائی وزیبائی کے ایسے سانچے میں ڈھالا تھا، جس کا کوئی جواب نہیں...... آپ کی بشریت بھی بے مثل تھی۔ اور نورانیت بھی مثال تھی...... کائنات ارضی وسماوی میں کسی کو آپ کے حسن وجمال کے سامنے سر اٹھا کی نے ہمت نہیں...... کیونکہ آپ سا کوئی آیا، نہ آئے گا۔ حضرت مولا کائنات اسی حقیقت کو بیان فرماتے ہیں

لم ار قبلہ ولا بعدہٗ مثلہٗ ﷺ (ترمذی ص ۲۰۵ وقال ھذا حدیث حسن صحیح مشکوۃ ص ۵۱۷)

میں نے آپ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا اور اور نہ بعد میں دیکھا۔

بلکہ فرماتے ہیں: آپ کی مدح سرائی اور شان وکمال بیان کرنے والوں کیلئے جب الفاظ کا ذخیرہ دم توڑ دیتا ہے، اور آپ کی شایان شان جب کوئی حرف نہیں ملتا، تو بقول ناعتہٗ " لم ار قبلہ ولا بعدہٗ مثلہ ﷺ " (ترمذی ص ۲۰۵ ج ۲ مشکوۃ ص ۵۱۷)

آپ کی صفت وثنا کرنے والا کہہ اٹھتا ہے کہ میں نے آپ جیسا نہ پہلے دیکھا نہ بعد میں...... معلوم ہوا انسانی فکر عظمت مصطفیٰ اور رفعت رسول خدا ﷺ کی حدود تک پرواز کرنے سے قاصر ہے، فہم وشعور ان بلندیوں کو چھونے سے عاجز ہے...... مقام مصطفیٰ عقل وخرد سے وراء الوراء ہے، مخلوق خدا اس مقام ومنصب کو بیان کرنے سے تہی دامن ہے...... ہماری لغت میں اس کو بیان کرنے کیلئے صرف یہی جملہ ہے کہ ہم اپنے عجز اور عدم رسائی کا اظہار کرتے ہوئے اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کی زبان میں کہیں کہ:

؎ وہ خدا نے ہے مرتبہ تجھ کو دیا
نہ کسی کو ملے نہ کسی کو ملا
کہ کلامِ مجید نے کھائی شہا
تیرے شہر و کلام و بقا کی قسم
ترا مسند ناز ہے عرش بریں
ترا محرم راز ہے روح امیں
تو ہی سرور ہر دوجہاں ہے شہا
ترا مثل نہیں ہے خدا کی قسم

ایک طرف حضرت مولائے کائنات کا عقیدہ کہ بارگاہ نبوت کے آداب بجالاتے ہوئے ان کی عظمت کو سلام کرو اور انہیں ساری مخلوق سے بے مثل، افضل واعلیٰ اور سر بلند وبالا سمجھو، اور دوسری طرف دیوبندی اور غیر مقلد حضرات کے بزرگ اسماعیل دہلوی کا فتوی کہ انبیاء کرام بڑے بھائی ہیں سو ان کی بڑے بھائیوں جیسی تعظیم کیجئے...... وہ بڑے بھائی ہیں اور ہم چھوٹے ہیں (ملخصا تقویۃ الایمان ص ۹۲ مطبوعہ لاہور)

اب آپ اپنے ایمان سے پوچھیں کہ حضور اکرم ﷺ کو بے مثل اور ساری کائنات سے افضل واعلیٰ مان کر حضرت علی المرتضیٰ کے عقیدہ کو اپنانا چاہتے یا حضور ﷺ کو اپنے جیسا بشر سمجھ کر بھائیوں جتنی عزت کرنی چاہئے!

حضور شافی الامراض ہیں: ایک روز قلب نبوی میں خیبر کے علاقہ کو اسلام کے زیر نگین بنانے کا ارادہ رونما ہوا، مختلف صحابہ کرام کو اس مہم پر روانہ فرمایا لیکن صحابہ کرام فتح ونصرت کی نوید نہ لائے، آخر کار دریائے کرم موجزن ہوا، فرمایا۔" لاعطین الرایۃ غداً رجلاً یفتح اللہ علیٰ یدیہ"

(بخاری ص ۵۲۵، ج ا، مسلم ج ۲ مشکوۃ ص ۵۶)

ضرور بضرور کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا...... زبان رسالت سے جب یہ بشارت صادر ہوئی تو دیوانے مچلنے لگے، ہر کوئی آرزومند تھا کہ یہ سعادت اسے نصیب ہو، لیکن یہ تو نگاہ محبوب کی مرضی ہے کہ جسے چاہے نواز دے، صبح ہوئی تو شمع رسالت کے تمام پروانے حاضر خدمت ہوگئے، کہ دیکھیں کون خوش نصیب منتخب پاتا ہے، ارشاد ہوا۔

" این علی بن ابی طالب فقالوا یشتکی عینیہ یا رسول اللہ"

(حوالہ مذکورہ)

ابو طالب کا بیٹا علی کدھر ہے؟...... (اتفاق سے آپ وہاں موجود نہ تھے) صحابہ کرام عرض گزار ہوئے یا رسول اللہ! ان کی آنکھیں دکھتی ہیں، (وہ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

معذور ہیں آپ ہمیں مشرف فرمادیں)

فرمایا" فارسلوا الیه فاتو نی به فلما جآء بصق فی عینیه فدعا له فبرا حتی کان لم یکن به وجع فاعطاه الرایة" (حوالہ مذکورہ)۔

ترجمہ: اسے پیغام بھیجو اور میری بارگاہ میں لاؤ۔ پس جب حضرت علی حاضر خدمت ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی آنکھوں میں لعاب دھن لگایا، انہیں دعا دی، تو وہ ایسے ٹھیک ہوئے جیسے انہیں کوئی تکلیف ہی نہ ہو، پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمادیا۔ ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:" ففتح الله علیه (بخاری ص ۵۲۵ ج۱ ، واللفظ لہٗ مسلم ج ۲ ص ۱۱۵)

پس اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح عطا فرمائی۔

حضرت علی مزید فرماتے ہیں:" مارموت ولا صوعت منذ مسح رسول الله علیه الصلوٰة والسلام وجهی و تفل فی عینی ، یوم خیبر حین اعطانی الرایة " (مسند احمد، ابو یعلیٰ)

خیبر کے دن جب حضور ﷺ نے میرے چہرے پر اپنا دست مبارک پھیرا اور لعاب مبارک لگایا اس کے بعد مجھے کبھی تکلیف نہیں ہوئی۔

(امام سیوطی فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد ابو یعلیٰ نے صحیح سند سے روایت کیا ہے تاریخ الخلفاء ص ۱۷۲)

اس واقعہ سے درج ذیل امور ثابت ہوئے:

☆......حضور اکرم ﷺ شافی الامراض اور دافع البلاء ہیں...... کیونکہ آپ نے حضرت علی کی آنکھوں میں لعاب دھن لگا کر مرض اور تکلیف دور فرمادی...... یہی عقیدہ حضور نے پیش کیا اور حضرت علی و دیگر تمام صحابہ کرام میں سے کسی نے انکار نہ کیا۔ کہ تکلیف دور کرنا اور شفا دینا تو اللہ کے دستِ قدرت میں ہے...... معلوم ہوا تمام صحابہ کرام بھی آپ کو شافی الامراض اور دافع البلاء مانتے تھے۔

☆......حضور اکرم ﷺ جو کہہ دیں وہ ہوجاتا ہے، جیسے آپ نے فرمایا کہ کل جس آدمی کو جھنڈا دونگا اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی تو ویسے ہی ہوا۔ آپ کے دست مبارک کا یہ کمال ہے کہ جہاں لگ جائے وہاں مرض اور تکلیف ہمیشہ کیلئے ختم ہوجاتی ہے...... ایک عضو مبارک کا یہ اعجاز ہے تو باقی جسم مقدس کا کمال کیا ہوگا۔

دوسرا واقعہ: ایک مرتبہ حضرت مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کو سردی لگی، آپ بجائے کسی ڈاکٹر، طبیب اور حکیم کے پاس جانے کے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئے، آنے کا مقصد خدمت اقدس میں پیش کیا کہ یارسول اللہ! مجھے سردی لگی ہے (کچھ کیجئے!)...... سرور کائنات دستگیر دو جہاں، رحمت کون و مکاں ﷺ آپ کی دستگیری اور حاجت روائی فرماتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں دعا گو ہوئے۔

" اللهم اکفه الحر و البرد " (مجمع الزوائد ج ۹ ص ۱۲۵ خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۵۲ دلائل النبوۃ ج ۲ ص ۴۶۳ سیرت حلبیہ ج ۲ ص ۱۶۰)

پروردگار! علی سے گرمی اور سردی دور کردے۔

حضرت علی فرماتے ہیں: اس دعا کے بعد مجھ نہ سردی کا اثر ہوتا اور نہ گرمی کا۔ بلکہ آپ کا تو یہ معمول ہوگیا تھا کہ سرد موسم میں باریک کپڑے پہنتے اور گرم موسم میں موٹے کپڑے پہنتے۔

گویا بارگاہِ رسالت سے ایک چیز مانگی تھی لیکن دو چیزیں مل گئیں سردی کا اثر بھی ختم ہوگیا اور گرمی کا اثر بھی دور ہوگیا اور پھر آپ نے گرم موسم میں موٹے کپڑے اور سرد موسم میں باریک کپڑے استعمال کر کے اپنے رحیم و کریم اور مختار و ماذون نبی کی عظمت و بلندگی کا اظہار کردیا کہ دیکھو میرے آقا کی شان! جو کہہ دیں وہ ہوجاتا ہے۔

☆......معلوم ہوا کہ مقربین بارگاہ خداوندی کی خدمت میں حاضر ہونا۔ ان سے دعا کرانا اور ان کے ذریعے سے خداوند قدوس کی جناب میں عرض و معروض کرنا درست ہے شرک و بدعت نہیں۔

☆......اور حضور اکرم ﷺ کو اپنی تکلیف بتا کر، دستگیری اور حاجت روائی کیلئے عرض کرنا بھی جائز اور حضرت علی المرتضیٰ کی سنت ہے۔

☆...... یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو امراض اور تکالیف دور کرنے کی طاقت اور اجازت عطا فرمائی ہے، چاہیں تو لعاب دھن لگا کر شفا دے دیں چاہیں تو دعا فرما کر کرم کردیں۔

علم غیب: رسول خدا مخبر صادق، عالم ماکان و مایکون ﷺ نے جنگ خیبر کے موقع پر جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو جھنڈا عنایت فرمانے کا ارادہ فرمایا، ساتھ خوشخبری بھی سنائی کہ جس سے صاف طور پر واضح ہے کہ آپ کو علم تھا کہ کل کیا ہونے والا ہے، اگر یہ عقیدہ خلاف اسلام ہوتا تو صحابہ کرام یا خود حضرت علی ہی عرض گزار ہوتے کہ حضور! گستاخی معاف، کل کیا ہوگا، اس کا تعلق تو علم غیب کیساتھ ہے اور یہ صرف اللہ کے ساتھ خاص ہے، کوئی نبی یا ولی کیا جانے کل کیا ہوگا؟ لہذا یہ چیز درست نہیں کہ کل فتح ہوگی......

لیکن کسی صحابی نے انکار یا اعتراض نہ کیا، گوسرکار دو عالم ﷺ، جملہ صحابہ کرام بالخصوص حضرت علی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ امام الانبیاء ﷺ کل ہونے والے واقعات کا بھی علم رکھتے ہیں...... اب بتایئے مخالفین کا یہ کہنا کہ رسول کو کیا خبر...... رسول ﷺ دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں رکھتے کہاں تک درست ہے؟ اور حضور اکرم کے علم غیب کا عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں پر فتوے کی زد میں کون آرہا ہے؟......

بے گناہوں کو بھی پامال کیے جاتے ہو
پاؤں رکھتے ہو کہاں اور کہاں پڑتے ہیں

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

دوسرا واقعہ: حضرت بدری صحابی حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ نے اہل مکہ کو حضور اکرم ﷺ کے بعض جنگی اسرار سے آگاہ کرنے کیلئے راز داری سے ان کے نام ایک خط لکھا اور ایک لونڈی کے حوالے کر دیا...... اس عورت نے اس خط کو اپنی مینڈھیوں میں چھپالیا اور مکہ مکرمہ کی طرف چل دی...... ادھر ہی غیب داں، تاجدار مرسلاں علیہ التحیۃ والثناء نے ان خفیہ امور کو جان لیا...... آپ نے فوراً حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلایا...... چند اور صحابہ کرام (جن میں حضرت زبیر، حضرت مقداد، حضرت ابو مرثد رضی اللہ عنہم کے نام ملتے ہیں) کو ان کی معیت میں دیا اور فرمایا جلدی کرو، روضۂ خاخ (ایک باغ کا نام ہے) پہنچو، تمہیں وہاں ایک عورت ملے گی، اس کے پاس ایک خط ہے جو حاطب نے مشرکین مکہ کی طرف لکھا ہے، وہ خط لے آؤ، صحابہ کرام نے گھوڑے دوڑائے اور آن کی آن میں اس مقام پر پہنچ گئے۔ حضور اکرم ﷺ کے فرمان کے مطابق واقعۃً ایک عورت پالکی میں مکہ کی جانب بڑی تیزی سے بڑھ رہی تھی ...... حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اسے کہا...... اخرجی الکتاب...... تیرے پاس خط ہے، وہ ہمیں دے دو...... اس عورت نے صاف انکار کیا، کہنے لگی ما معی من کتاب، میرے پاس تو کسی قسم کا خط نہیں ہے...... آخر یہ بھی صحابی تھے جن کا یقین کامل تھا کہ زمین و آسمان پھٹ سکتے ہیں لیکن فرمودۂ نبوی غلط نہیں ہو سکتا فرمانے لگے، ما کذب رسول اللہ ﷺ، رسول خدا نے غلط نہیں فرمایا...... بہتری اسی میں ہے کہ تم خط دے دو...... "لتخرجن الکتاب او لتلقین الثیاب" یعنی خط دے دے ورنہ ہم تیری تلاشی لے لیں گے...... فاخرجتہ من عقاصھا فاتینا بہ رسول اللہ ﷺ" اس نے اپنی مینڈھیوں سے خط نکال کر ہمارے حوالے کر دیا، تو ہم اسے لے کر دربار رسالت میں حاضر ہو گئے۔ (وہ خط لے کر حضور اکرم نے حضرت حاطب سے وضاحت چاہی تو انہوں نے عرض کیا کہ حضور! یہ کام میں نے کسی کفر وارتداد کی وجہ سے نہیں کیا، میرے قرابت دار مکے میں تھے میں چاہتا تھا کہ اہل مکہ پر احسان کر دوں۔ تاکہ وہ میرے قریبیوں پر ظلم نہ کریں آپ نے ان کی تصدیق فرمائی۔ اور درگزر فرمادیا۔

(ماخوذ از بخاری ج ۱ ص ۴۲۲، ج ۲ ص ۵۶۷، مشکوٰۃ ص ۵۷۷)

معلوم ہوا حضرت علی المرتضیٰ و دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظریہ یہ تھا کہ محبوب مکرم ﷺ ایک جگہ تشریف فرما ہو کر ارد گرد کے حالات سے بھی باخبر ہیں......

☆...... جو امور نہایت راز داری اور پوشیدگی سے سرانجام دیئے جائیں، آپ ان پر بھی مطلع ہو جاتے ہیں،

☆...... آپ کی زبان مبارک سے جو نکلتا ہے وہ مبنی برحق اور سو فیصد درست ہوتا ہے، اس میں خطا و غلطی کا شائبہ بھی نہیں ہے۔

تعظیم نبوی: مقام صہبا پر حضرت علی المرتضیٰ کام بارگاہ نبوت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے انہیں کسی کام پر روانہ فرمایا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نپٹا کر واپس آئے تو چونکہ رسول مکرم ﷺ نماز عصر ادا فرما چکے تھے، آپ نے اپنا سر انور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی جھولی میں رکھ دیا اور آرام کرنے لگے، سورج رفتہ رفتہ غروب ہو گیا، لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے کوئی حرکت نہ کی، پورے جسم کو حرکت وجنبش سے محفوظ رکھا تاکہ کہیں آرام مصطفیٰ میں خلل واقع نہ ہو، نماز عصر قضا ہو گئی، وقت ختم ہو گیا، یہ وہ نماز ہے جس کی پابندی کی سخت تاکید فرمائی گئی ہے، لیکن حضرت مولائے کائنات نے حضور کی نیند پر اس نماز کو قربان کر دیا غروب شمس کے بعد حضور اکرم نے چشمان مقدس کھولیں، حضرت علی کیلئے بارگاہ نبوی میں عرض گزار ہوئے "اللھم کان فی طاعتک وطاعۃ رسولک فاردد علیہ الشمس" (مشکل الآثار ج ۲ ص ۹)

پروردگار! بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی فرمانبرداری میں تھا اس پر سورج کو لوٹا دے۔ ...... بس پھر کیا تھا۔ سورج مغرب سے طلوع ہو گیا۔

اس کی کرنیں اور شعاعیں پہاڑوں اور زمین پر پڑیں نماز عصر کا وقت لوٹ آیا، حضرت اٹھے وضو کیا، نماز عصر ادا کی، پھر سورج غروب ہوا...... (یہ واقعہ درج ذیل کتب میں بھی موجود ہے۔ (طبرانی مجمع الزوائد)

کیا سمجھے آپ؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضور کی نیند پر نماز قربان کر دی جبکہ مخالفین ابھی تک اس فتویٰ پر نازاں ہیں کہ نماز میں نبی کا خیال آجائے تو نماز ٹوٹ جاتی ہے، آدمی مشرک ہو جاتا ہے بلکہ آپ کا خیال بیل اور گدھے کی صورت میں غرق ہو جانے سے بھی برا ہے۔ (ملخصاً صراط مستقیم) (معاذ اللہ) بتائیں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل کے متعلق کیا فتویٰ ہے...... آپ کے اس عمل سے معلوم ہوا کہ آپ کے نزدیک باقی ارکان اسلام، نماز، روزہ حج زکوٰۃ، موخر ہیں، تعظیم نبوی اور آداب رسالت کا درجہ مقدم ہیں...... کیونکہ ہر چیز کی قبولیت اور ایمان و کفر کے درمیان امتیاز ذات رسالت سے ہی ہوتا ہے (بخاری، مشکوٰۃ)

فاضل بریلوی نے کیا خوب کہا تھا......

مولی علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر جو سب سے اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

حدیث مذکورہ سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور ﷺ اور اللہ کی اطاعت جدا جدا نہیں ہیں جس نے حضور ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ اطاعت کی۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

محبوب کے نام کا ادب: مقام حدیبیہ کے موقع پر جب مسلمانوں اور کافروں کا معاہدہ ہوا تو ان امور کو حضورا کرم ﷺ نے تحریر میں لانے کا حکم فرمایا...... چنانچہ یہ جملہ لکھا گیا، "ھذا ما قاضیٰ علیه محمد رسول الله" اس پر محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے...... قریش مکہ فوراً چونکے "فقالوا لا نقر بها فلو نعلم انك رسول الله ما منعناك لكن انت محمد بن عبد الله" وہ کہنے لگے ہم اس بات کا اقرار نہیں کرتے، اگر ہم آپ کو رسول اللہ مانتے تو تجھے روکتے کیوں؟ تو محمد بن عبداللہ ہے...... صاحب خلق عظیم، آقا نے ان کی اس بے ڈھنگی چال کو نظرانداز کرتے ہوئے فرمایا!

"انا رسول الله و انا محمد ابن عبد الله"

ترجمہ: میں رسول اللہ بھی ہوں اور محمد بن عبداللہ بھی ہوں

پھر آپ نے حضرت علی سے فرمایا "امح رسول اللہ" علی! رسول اللہ کا لفظ مٹادو۔ حضرت علی نے یہ حکم سنا تو گویا تھر تھر کانپنے لگے، کہ ہم نام نبی کو مٹانے والے نہیں بلکہ چار دانگ عالم میں پھیلانے والے ہیں...... بارگاہِ رسالت میں عرض گزار ہوئے...... "لا والله لا امحوك ابدا" نہیں...... خدا کی قسم! میں آپ (کے اسم پاک) نہیں مٹا سکتا...... "فاخذ رسول الله ﷺ الکتاب فکتب هذا ما قاضیٰ محمد بن عبد الله" (بخاری ج ۱ ص ۳۷۲، مسلم ج ۲ ص ۱۰۴،۱۰۵)

پھر رسول اللہ ﷺ نے کاغذ پکڑا اور خود لکھا اس پر محمد ابن عبداللہ کی صلح ہوئی ہے...... اندازہ فرمائیں حضرت علی کی محبت و تعظیم نبوی کا کہ حضورا کرم ﷺ نے حکماً فرمایا، رسول اللہ، مٹادو، لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حلفاً عرض کیا کہ میں یہ جرات نہیں کرسکتا...... آپ کے اس طرز عمل سے واضح ہوا کہ ہر وقت الامر فوق الادب پر عمل نہیں ہوتا بسا اوقات الادب فوق الامر کا عنوان بھی غالب ہونا چاہئے۔ ہر آن عقلِ عیار اور مصلحت کوشی سے کام نہیں لینا چاہئے بعض لمحات ایسے بھی آجاتے ہیں جہاں عشق و محبت کام کرتا ہے...... کیونکہ غلامان رسول نام محبوب کو مٹانے کی جسارت ہرگز نہیں کرسکتے...... اس واقعہ میں ان لوگوں کیلئے درس عبرت اور دعوت غور و فکر ہے جو در و دیوار پر یارسول اللہ لکھا دیکھ کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ اور حرف "یا" کیساتھ دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے، رسول اللہ پر بھی چونا یا معاذ اللہ گوبر تک پھیر دینے میں کوئی شرم وحیا محسوس نہیں کرتے، کیا وہ اس کافرانہ عمل کی بناء پر خود کو مسلمان کہلانے کے مستحق ہوسکتے ہیں۔

معلوم ہوا محبوب کے نام کی تعظیم بھی لازم ہے...... ادب اور تعظیم کا کوئی انداز بھی اسلام نے مقرر اور مخصوص نہیں کیا، کیونکہ ادب سکھایا نہیں جاتا، جس کی محبت دل میں جاگزیں ہو اس کے ادب اور تعظیم کے سلیقے خود ہی آجاتے ہیں۔

حضور بھائی نہیں: مدینہ منورہ میں ہجرت فرمانے پر رسول کائنات، امام الانبیاء ﷺ نے صحابہ میں مواخات، قائم فرما کر انہیں ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنا دیا، حضرت علی اس موقع پر حاضر نہ تھے...... آپ جب واپس آئے تو معلوم ہوا کہ حضورا کرم ﷺ نے صحابہ کرام کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا ہے...... آپ اشکبار آنکھوں سے خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا آپ نے صحابہ کرام کے درمیان اخوت و بھائی چارہ قائم فرمایا ہے لیکن میرا کسی کو بھائی نہیں بنایا...... حضرت علی کا سوال اور والہانہ پن دیکھ کر آپ کا دریائے شفقت و محبت موجزن ہوا۔ لب نازنین حرکت میں آئے فرمایا "انت اخی فی الدنیا والآخرۃ" (ترمذی ص ۵۶۴) تو دنیا و آخرت میں میرا بھائی ہے اللہ اکبر! کس قدر علوِ شان سے نواز دیا، دنیا و آخرت میں اپنا بھائی بنالیا، لیکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے رشتہ داری اور آپ کے ارشاد کے باوجود ساری عمر کسی بھی وقت رسول اکرم ﷺ کو اپنا بھائی نہیں کہا، یا، بھائی جان، کہہ کر نہیں پکارا...... بلکہ احادیث گواہ ہیں کہ آپ بارگاہ رسالت میں یارسول اللہ، یا نبی اللہ کے الفاظ سے ندا کیا کرتے تھے۔ (ملاحظہ بخاری، مسلم، مشکوٰۃ وغیرہ)۔ گویا وہ سمجھتے تھے کہ آپ ﷺ کا خود کو بھائی کہنا، تواضع، شفقت اور بندہ نوازی پر مبنی ہے، ہمیں اس کی قطعاً جرأت نہیں کرنی چاہیے کہ آپ کو نبوت و رسالت کے درجہ سے اتار کر بھائیوں کے مقام پر لا کر کھڑا کریں...... ایک طرف حضرت مولائے کائنات کا یہ طرز ادب اور دوسری طرف مخالفین کے بزرگ اسماعیل دہلوی کی ذہنی پرواز اور فکری آرزو دیکھیں، وہ اب بھی حضور سرور عالم ﷺ کو بھائی سمجھنے، بھائی بنانے اور بھائیوں کا مقام دینے کا درس دے رہے ہیں ملاحظہ ہو: (تقویۃ الایمان) اب اپنے ایمان سے فیصلہ طلب کیجئے کہ عمل کے لائق صحابہ کرام کی مودبانہ طرز ہے یا مخالفین کے پیشوا کی غیر مودبانہ روش؟...... بندہ پرور! منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

حضور کے تشریعی اختیارات: نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا لا یحل لاحد ان یجنب فی هذا المسجد غیری و غیرك (مسند بزار وسعو تاریخ الخلفاء ۱۷۲) علی! جنابت کی حالت میں میرے اور تیرے سوا اس مسجد میں آنا کسی کیلئے حلال نہیں، یہی بات حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بیان فرمائی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تین چیزیں عنایت ہوئی ہیں اگر وہ مجھے نصیب ہوتیں تو میرے لئے سرخ اونٹوں کے ملنے سے زیادہ محبوب ہوتیں، حضرت فاطمہ سے ان کا نکاح ہوا، ان کا مسجد میں ٹھہرنا اس حالت میں حلال ہے جس حالت میں میرے لئے مسجد میں جانا بھی حلال نہیں اور خیبر کے دن انہیں جھنڈا عطا ہوا...... ابویعلیٰ عن ابی ہریرۃ...... تاریخ الخلفاء ص ۱۷۲)

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

یعنی حضور اکرم ﷺ نے حالت جنابت میں دخول مسجد کی عام ممانت سے خود کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خاص کر لیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ اختیارات فرما رکھے ہیں۔ جس کیلئے چاہیں تخفیف فرما دیں، جس کیلئے چاہیں تخصیص فرما دیں جیسے واقع مذکورہ میں ہے عام آدمی کیلئے حالت جنابت میں مسجد میں جانا حرام ہے، آپ نے امت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مستثنیٰ کر لیا، اس استثناء پر نہ تو حضرت علی نے اعتراض کیا اور نہ ہی دیگر صحابہ نے چیلنج کیا...... جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ بشمول دیگر صحابہ کرام حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ مجبور و غیر مختار نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تشریعی اختیارات سے نواز رکھا ہے...... آپ صرف قانون بتانے والے نہیں بلکہ قانون سازی اور اس میں تغیر و تبدل کا اذن بھی آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

غیبی تصرفات: سرور کائنات ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یمن کے لوگوں کیلئے قاضی بنا کر بھیجنے کا فیصلہ کیا، جب آپ نے اس بات کا اظہار حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کیا تو فرماتے ہیں،" فقلت یا رسول اللہ بعثتنی وانا شاب اقضی بینهم ولا ادری ما القضا " میں نے خدمت مبارک میں عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے یمن میں بھیج تو رہے ہیں کہ میں ان کے فیصلے کیا کروں، لیکن میں ایسا جوان ہوں کہ مجھے تو پتہ ہی نہیں کہ فیصلہ کیسے کیا جاتا ہے...... میرے اندر فیصلہ کرنے صلاحیت ہی نہیں...... ظاہر ہے بارگاہ نبوت میں کچھ عرض کیا جائے تو کیسے ہے کہ سوالی خالی لوٹ جائے...... " فضرب صدری بیده" پس حضور انور ﷺ نے اپنا دست مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سینے پر مارا......... اور ساتھ دعا فرمائی" اللهم اهد قلبه، وثبت لسانه" پروردگار! اس کے دل کو راہ دکھا اور اس کی زبان کو پختہ فرما!...... بس آپ کا ہاتھ مبارک سینے پر رکھ کر یہ دعا مانگنا تھا کہ حضرت علی المرتضیٰ کو فیصلہ کرنے کی طاقت اسقدر نصیب ہوئی کہ آپ فرماتے ہیں: " فوالذی فلق الحبة ما شککت فی قضاء بین اثنین" (مستدرک، تاریخ الخلفاء ص ۱۷۰)

مجھے اس ذات کی قسم! جس نے گندم کو اگایا، کسی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرتے وقت مجھے کسی بھی شکوہ و شکایت کا سامنا نہیں ہوا...... یعنی محبوب مکرم ﷺ کے دستِ مبارک کی برکت سے مجھے فیصلہ کی صلاحیت اور قضا کی لیاقت اس قدر نصیب ہوئی کہ مشکل سے مشکل معاملہ بھی چٹکی بجا کر حل کر دیتا، کبھی کوئی پریشانی یا زیادہ غور و خوض کی ضرورت ہی نہیں پڑی...... عطائے محبوب نے اتنا رنگ دکھایا کہ صحابہ کرام میں بھی آپ کی معاملہ فہمی دور اندیشی اور فیصلہ گوئی کے چرچے ہونے لگے۔" کنا نتحدث ان اقضیٰ اهل المدینة علی"

(مستدرک، تاریخ الخلفاء ص ۱۷۱)

ہم کیا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں سب سے بڑے قاضی (فیصلہ کرنے والے) علی ہیں......

اللہ اکبر! آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بغیر ظاہری اسباب کے غیبی تصرف فرما کر قوت، فیصلہ عطا فرما دی...... حضرت علی کس خوش ذوقی کیساتھ اسے بیان کر کے واضح فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب مکرم ﷺ کو غیبی خزانے عطا فرما رکھے ہیں اور تصرف و اختیار کا یہ عالم ہے کہ صرف ہاتھ مبارک لگا کر غلاموں کو وہ خزانے عطا فرما دیتے ہیں...... آپ ظاہری اسباب اور مادی وسائل کے محتاج نہیں ہیں۔

شان صحابہ رضی اللہ عنہم: صحابہ کرام معیار ایمان، مینارِ نور اور اہل ایمان کیلئے مشعل راہ ہیں، ان کی شان وعظمت، فضیلت و رفعت اور طہارت و نفاست پر قرآن و حدیث گواہ ہیں...... ان کے دشمن کو مردود و ملعون قرار دیا گیا ہے...... ان کی بزرگی اور برتری کی چند گواہیاں حضرت مولائے کائنات کی زبان مبارک سے ملاحظہ۔

☆...... اوصیکم با صحاب نبیکم لا تبوهم الذین لم یهوتوا بعدهٗ و هم یرو امحد ثا فان رسول اللہ ﷺ اوصیٰ بهم (بحار الانوار ص ۳۰۶ مطبوعہ ایران) میں تمہیں تمہارے نبی ﷺ کے صحابہ کرام کے متعلق وصیت کرتا ہوں، انہیں برا نہ کہو، انہوں نے آپ کے بعد کوئی خلاف اسلام کام نہیں کیا، نہ ایسے لوگوں کو دوست بنایا، اور نہ ایسے آدمی کو پناہ دی ہے...... رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کے متعلق یہی وصیت فرمائی ہے۔

☆...... حضرت مولائے کائنات نے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہٗ کو ایک خط لکھا۔ " انه بایعنی القوم الذین بایعوا ابا بکر و عمر و عثمان علی هم علیه ما بایعو " (نہج البلاغۃ ص ۷ مطبوعہ بیروت)

میری بیعت انہی لوگوں نے کی ہے جنہوں نے ابو بکر و عمر اور عثمان کی بیعت کی ہے، اور اسی مقصد پر بیعت کی ہے جس مقصد پر ان کی بیعت کی ہے۔

☆...... معلوم ہوا خلفاء ثلاثہ کی خلافت اور ترتیب برحق ہے۔

☆...... حضرت علی سمیت باقی خلفاء کا مقصد بیعت بھی ایک ہی ہے۔ ان کے مقاصد میں کوامتیاز نہیں ہے۔

☆...... جیسے حضرت علی کی بیعت کرنا حق ہے ویسے ہی دیگر خلفاء کی بیعت کرنا بھی حق تھی۔

☆...... حضرت علی کو بھی انہیں لوگوں نے مانا۔ جنہوں نے خلفائے ثلاثہ کو مانا تھا

☆...... آپ فرماتے ہیں۔

" انما الشوریٰ لمها جرین و الانصار فان اجتمعوا علی رجل و سمو ہ امام کان ذلك لله امنیٰ" (نہج البلاغۃ ج ۳ ص ۷)

شوریٰ (مشورہ) کا حق مہاجر اور انصار صحابہ کرام کو حاصل ہے، اگر یہ کسی شخص پر

https://archive.org/details/@alkhatim

اتفاق کرلیں اور اسے امام کہہ دیں تو اللہ کی رضا بھی اسی کے مطابق ہو گی ......
یعنی صحابہ کرام کا یہ مقام ہے کہ ان کے اجماعی فیصلہ پر خدا خوشنودی کا اظہار فرماتا ہے۔

☆......ایک روز دوران خطبہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یاد صحابہ نے تڑپایا، دوران خطاب آپ نے یوں رو رو کر ان کا ذکر خیر فرمایا (ترجمہ ملاحظہ ہو)

"کہاں ہیں وہ میرے بھائی جو راہ خدا میں سوار ہوئے تھے اور اسی اعتقاد حقہ پر گزر گئے......(چند صحابہ کے نام لینے کے بعد) آپ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا، اور بہت دیر تک روتے رہے، پھر فرمایا آہ! وہ میرے دینی بھائی جو قرآن کی تلاوت کرتے تھے، وہ امور واجبات میں تفکر سے کام لیتے ہوئے انہیں قائم رکھتے تھے، وہ سنت نبوی کو زندہ کرتے اور بدعتوں کو دور کرتے تھے، جب انہیں جہاد کی طرف بلایا جاتا تھا تو نہایت خوشی سے قبول کرتے تھے، اپنے پیشوا پر بھروسہ رکھتے تھے اور اس کے اوامر ونواہی کی اطاعت کرتے تھے۔
(نہج البلاغۃ نمبر ۱۸۱)

مزید فرماتے ہیں: (ترجمہ ملاحظہ فرمایئے)
میں نے صحابہ کرام کو دیکھا ہے تم میں کوئی بھی ان کی مثل نہیں ہے، وہ اس حالت میں صبح کرتے کہ ان کے بال الجھے ہوتے، چہرے غبار آلود ہوتے، ان کی راتیں قیام وسجود میں گزرتیں، کبھی ان کی پیشانیاں محو سجود ہوتیں، کبھی وہ ذکر معاد کی وجہ سے خرموں کی طرح بے حس وحرکت ہو جاتے، سجدوں کی طوالت کے بناء پر ان کی آنکھوں کے درمیان (پیشانیوں پر) بکریوں کے زانوؤں کی طرح داغ پڑ جاتے، ذکر خداوندی کے وقت ان کی آنکھیں اشکبار ہو جاتیں، اور جیب و دامن کو تر کر دیتیں، وہ آخرت کے خوف سے اور ثواب کی آرزو سے ایسے لرزتے جیسے آندھی کے وقت درخت حرکت کرتے ہیں۔ (نہج البلاغۃ خطبہ نمبر ۹۷)

☆......ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے دعا میں عرض کیا!

"اللهم اصلحنا بما اصلحت به الخلفاء الراشدين"

(الٰہی! ہماری بھی! اصلاح فرما جیسے تو نے خلفاء راشدین کی اصلاح فرمائی) تو قریش کا ایک آدمی آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا جناب وہ کون لوگ ہیں۔ آپ نے فرمایا!

"حبیبا ی و عماک ابو بکر و عمر امام الهدیٰ و شیخ الاسلام و رجلا قریش والمقتدیٰ بهما عصم و من اتبع آثارهما هدی الی صراط مستقیم (تلخیص الشافی ج ۳ ص ۳۱۸ مطبوعہ ایران)

وہ میرے محبوب اور تیرے چچا ابو بکر اور عمر ہیں، ہدایت کے امام، اسلام کے بزرگ اور قریش کی جلیل القدر شخصیتیں ہیں، ان کی اقتداء کی جاتی ہے۔ جس نے ان کی اقتداء کی وہ محفوظ ہو گیا، اور جس نے ان کے ارشادات کی پیروی کی وہ صراط مستقیم پر ہے۔ آپ نے کوفہ کے منبر پر فرمایا۔

"اتیت بر جل بفضلنی علی ابی بکر و عمر لا جلد نه حدا المفتری"
(رجال کشی مطبوعہ کربلا)

اگر میرے پاس ایک ایسا آدمی آئے جو مجھے ابو بکر وعمر پر فضیلت دیتا ہو تو میں اسے مفتری (بہتان لگانے) کی سزا دوں گا مندرجہ بالا حقائق شیعہ حضرات کی معتبر کتب سے پیش کئے گئے ہیں......تا کہ یہ لوگ اندازہ لگا سکیں کہ نگاہ علوی میں صحابہ کرام اور بالخصوص خلفائے راشدین کا کیا مقام ومرتبہ ہے......ان کی پیروی صراط مستقیم کا وسیلہ ہے اور ان کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر فضیلت دینا خود کو مفتری کی حد کا سزاوار ٹھہرانے کا ذریعہ ہے...... مالک کائنات مسلمانوں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی رہنمائی پر استقامت دے۔

شان اولیاء: بندگان خدا جب کثرت عبادت وریاضت کے باعث مقام محبوبیت سے سرفراز ہوتے ہیں تو ان کی برکت سے اہل جہاں پر کئی قسم کے احسانات کئے جاتے ہیں...... بارگاہ علوی میں اہل شام کا ذکر ہوا، دریں اثنا کہ آپ عراق میں تشریف فرما تھے......لوگوں کا تقاضہ تھا کہ ان کی کارستانیوں کی بناء پر آپ ان پر لعنت کی دعا فرمائیں......آپ نے انکار فرما دیا......اور فرمایا: میں نے رسول اللہ سے سنا ہے......آپ فرماتے ہیں:

"الابدال بالشام وهم اربعون رجلا كلما مات رجل ابدل الله مكانهٔ رجلا يسقى بهم الغيث و ينتصر بهم على الاعدآ و يصرف عن اهل الشام بهم العذاب" (مسند احمد ص ۱۱۲، مجمع الزوائد ص ۶ مشکوٰۃ)

(شام میں ابدال ہیں وہ چالیس افراد ہیں، ان میں سے اگر کوئی انتقال کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ پر کسی دوسرے کو فائز فرما دیتا ہے، ان کی برکت سے بارش اتارتا ہے) دشمنوں کے مقابلے میں کامیابی دیتا ہے اور اہل شام سے مصیبتیں ٹالتا ہے (امام سیوطی فرماتے ہیں شریح بن عبید کے علاوہ اسکے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں اور شریح بھی ثقہ ہیں معلوم ہوا اولیاء کرام اور بندگان خدا تمام انسانوں کی طرح نہیں ہیں ان کی برکت سے دنیا والوں سے مصیبتیں، نحوستیں دور ہوتی ہے، مسلمانوں کو فتح ونصرت سے نوازا جاتا ہے اور بارش کا نزول بھی ان کے دم قدم سے ہوتا ہے۔

آخری گزارش: مذکورہ بالا حقائق کے پیش نظر فیصلہ فرمائیں کہ اہل سنت و جماعت کے سوا کونسی جماعت اور کونسا گروہ ہے جو ان عقائد و نظریات کا حامل ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام نے پیش کئے ہیں.........تو کہنے دیا جائے۔

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب رسول
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

آخری قسط

حضور ﷺ پر جھوٹ بول رہا ہے

علامہ شفقات احمد نقشبندی

ظاہر ہے کہ یہ کوئی اور واقعہ ہوگا، اور جناب جابر سے تعداد رکعت صرف اور صرف "عیسیٰ بن جاریہ" ہی نے روایت کیا ہے۔ اس کے متعلق جناب یحییٰ بن معین نے لکھا "لیس بذاك" یعنی وہ ثقہ نہیں ہے۔ نیز فرمایا کہ اس کے پاس متعدد و منکر روایتیں ہیں۔ امام نسائی اور امام ابوداؤد نے اسے منکر الحدیث کیا ہے۔ امام نسائی نے اسے متروک بھی کہا ہے۔ ساجی اور عقیلی نے اس کو ضعفاء میں ذکر کیا ہے اور ابن عدی نے کہا ہے کہ اس کی حدیثیں محفوظ نہیں ہیں، اور اگر کوئی اس کی تعدیل بھی کرے تو بھی اصول حدیث "جرح مفسر تعدیل پر مقدم ہوتی ہے" کے مطابق وہ پھر بھی مجروح قرار دیا جائے گا۔

طبرانی نے بھی عیسیٰ بن جاریہ کی یہ روایت نقل کرنے کے بعد لکھ دیا ہے کہ "لا یروی عن جابر بن عبد الله الا بهذا الاسناد" یعنی جناب جابر سے یہ روایت اس سند کے علاوہ کسی اور سند سے مروی نہیں ہے انکے علاوہ جن جن صحابہ کرام نے ان راتوں کی نماز کا ذکر کیا ہے ان میں سے کسی نے بھی رکعتوں کی کوئی تعداد بیان نہیں کی، جب ایک غیر ثقہ، منکر الحدیث، متروک، ضعیف اور غیر محفوظ راوی ایک منفرد روایت کرے جو صحاح ستہ کی صحیح احادیث کی مخالف بھی ہو تو پھر اس روایت پر کسی عقیدہ کی بنیاد کس طرح رکھی جا سکتی ہے "کما لا یخفی علی اهل العلم" نیز یہی عیسیٰ بن جاریہ انہی جناب جابر سے بالکل اسی سند سے بھی یہ روایت کرتا تھا کہ ابی بن کعب نے حضور کے سامنے عورتوں کو آٹھ رکعات پڑھانے کا ذکر کیا تو آپ نے سکوت فرمایا، یہ روایت قیام اللیل ص ۹۰ پر موجود ہے غور طلب بات ہے کہ دو مختلف بلکہ بالکل ہی مختلف واقعے لیکن سند بالکل ایک۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے فافهم اب میں آپ کی نقل کردہ روایت کو آپ ہی کے محدث کی زبانی بالوضاحت بیان کرتا ہوں، غور سے سنیں مولانا ثناء اللہ امرتسری رقمطراز ہیں کہ عبداللہ چکڑالوی "کہتا ہے کہ پہلے وقت کی نماز اور پچھلے وقت کی نماز ایک ہی ہے یعنی تراویح جو اول وقت میں پڑھی جاتی ہے تہجد ہی کی نماز ہے اور کوئی نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس دعوی پر بھی کوئی دلیل نہیں بلکہ اس کے خلاف دلیل موجود ہے کیونکہ تہجد کے معنی نیند سے اٹھ کر نماز کا پڑھنا ہے قاموس میں ہے کہ "تهجد المستيقظ" نہ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے یہ امر ثابت ہوتا ہے کہ اول شب کی نماز اور آخر شب کی نماز ایک ہی ہے رہی یہ بات کہ جن تین دنوں میں آپ نے اول شب تراویح پڑھی تھی ان دنوں میں آخر شب میں بھی نماز پڑھی ہوگی تو یہ گیارہ سے زیادہ ہوگئیں اور اگر نہیں پڑھی تو فرمان خداوندی "فتهجد به" کی تعمیل نہ ہوئی تو اس کا جواب یہ ہے کہ دونوں صورتیں ممکن ہیں یعنی یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور ﷺ نے ان دنوں میں آخر شب بھی نماز پڑھی ہو مگر چونکہ تمام عمر کے لحاظ سے تین دن کی مقدار ایسی قلیل ہے کہ جس کی کوئی نسبت ہی نہیں ملتی اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عام طور پر نفی کر دی کہ آنحضرت ﷺ نے بھی (گیارہ سے) زیادہ نہیں پڑھیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان تین دنوں میں حضور نے اسی اول شب کی نماز کو قائم مقام پچھلی رات کی نماز کے کر کے نہ پڑھا ہو۔ لیکن کسی نماز کا دوسری نماز کے قائم مقام ثواب میں ہو جانے سے ان دونوں نمازوں کا ایک ہونا تو لازم نہیں آتا (اہلحدیث کا مذہب ص ۹۷)

آگ دی صیاد نے جب آشیانے کو میرے
جن پہ تکیہ تھا وہی پتے ہوا دینے لگے

آگے محرر مذکور لکھتے ہیں "ہمارے نامعلوم محرر نے جہاں رسول اللہ ﷺ کی مقدس ذات کی طرف غلط نسبت کی ہے وہاں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت سائب کی طرف بھی جھوٹی نسبت کر دی ہے۔ ص۲" یہ پھر وہی پہلے والی بات کہ محرر نے ان مقدس ہستیوں کی طرف جھوٹی تہمت کر دی ہے۔ جناب حدیث کے ناقل پر کذب کی تہمت نہیں لگائی جا سکتی، کسی نقل کردہ روایت پر جرح تو کی جا سکتی ہے اور روایت کے مجروح ثابت ہو جانے پر اس

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

عمل کے متعلق اظہار خیال تو کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ایک مشہور و معروف حدیث کی کتاب سے کوئی روایت نقل کرنے والے پر جھوٹ کا بہتان نہیں لگایا جا سکتا، یہ ایک غیر عالمانہ حرکت ہے۔ حالانکہ جس اثر کو آپ جھوٹ کا پلندہ کہہ رہے ہیں اس اثر کی سند کو شارح مسلم امام نووی نے نیز امام عراقی اور امام سیوطی نے بھی صحیح کہا ہے (تحفۃ الاخیار ص ۱۹ تحفۃ الاحوذی نمبر ۲ ص ۷۵، المصابیح ص ۲ الحاوی للفتاوی نمبر ۱ ص ۳۴۸ وغیرہ نیز فتح القدیر نمبر ۱ ص ۴۰۷۔ نیز امام بیہقی نے معرفۃ السنن والآثار میں علامہ سبکی نے منہاج میں اور علامہ ملا علی قاری نے شرح موطا میں اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے (تحفۃ الاحوذی نمبر ۲ ص ۷۵) اس روایت کے ایک راوی ابن فنجویہ کو مجہول کہہ کر اعتراض کیا جاتا ہے حالانکہ ابو عبد اللہ بن فنجویہ دینوری کو علامہ بن اثیر جزری نے "حافظ" اور امام ذہبی نے "المحدث" کے لقب سے ذکر کیا ہے (تذکرۃ الحفاظ نمبر ۳ ص ۲۴۴) فن حدیث سے واقف حضرات جانتے ہیں کہ فن حدیث میں حافظ اور محدث کا کیا مقام ہوتا ہے، معتبر محدثین ایک مجہول شخص کی اس طرح تعریف نہیں کر سکتے۔ نیز معتمد اہل حدیث عالم حافظ عبدالمنان صاحب بھی زمانہ فاروقی میں بیس تراویح تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں "حافظ ابن تیمیہ اور حافظ ابن عبدالبر کے اقوال کا ما حصل تو صرف اتنا ہے کہ بیس رکعات حضرت ابی بن کعب سے ثابت اور صحیح ہیں (تعداد تراویح ص ۵۳) نیز محدث و مفسر اہلحدیث مولانا ثناء اللہ امرتسری بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "ہاں حضرت عمر کے زمانہ میں بیس رکعتوں کا ثبوت یزید بن رومان کی روایت سے ثابت ہوتا ہے (اہلحدیث کا مذہب ص ۹۸) نیز آپ بیس رکعات تراویح صحابہ کرام کا پڑھنا بھی تسلیم کرتے ہیں (حوالہ مذکورہ)

☆......جناب عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھی یہ بات باختلاف الفاظ و واقعات اور بعض جگہ آپ کے حکم پر مشتمل روایات کافی کتابوں میں موجود ہیں مثلاً مرقاۃ المصابیح نمبر ۳ ص ۱۹۳، حاشیہ بخاری نمبر ۱ ص ۱۵۴، سنن الکبریٰ بیہقی نمبر ۲ ص ۴۹۶، بلوغ الامانی نمبر ۵ ص ۱۷، مصنف عبدالرزاق نمبر ۴ ص ۲۶۲، قیام اللیل مروزی ص ۹۱، الحاوی للفتاوی نمبر ۱ ص ۳۵۰، آثار السنن ص ۴۰۵، زرقانی نمبر ۱ ص ۳۵۵، فتح الباری نمبر ۴ ص ۲۶۲ فتح الباری نمبر ۵ ص ۱۵۷، مغنی ابن قدامہ نمبر ۲ ص ۱۶۷، کنز العمال نمبر ۸ ص ۴۰۹، فتاوی ابن تیمیہ نمبر ۲ ص ۲۷۲، مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۲ ص ۳۹۳، المختصر المزنی ص ۲۱، اشعۃ اللمعات نمبر ۱ ص ۵۴۴، عمدۃ القاری ص ۳، شرح بخاری نمبر ۱۱ ص ۱۲۷، عون الباری نمبر ۴ ص ۳۰۷ وغیرہ۔ لہٰذا یہ "جھوٹی نسبت کا پلندہ نہیں"

ہے۔ اور نہ ہی "یہ بے بنیاد اور غلط بات" (ص ۳) ہے اور نہ ہی انشاء اللہ تعالیٰ "بیت عنکبوت ثابت ہو سکتی ہے بلکہ الحمدللہ یہ قول فیصل اور بروج مشیدہ ہے نیز آپکی محولہ کتاب "فتح القدیر نمبر ۱ ص ۴۰۸ پر ہے۔ وظاهر كلام المشائخ ان السنة عشرون ۔ یعنی مشائخ کا ظاہر کلام یہی ہے کہ (تراویح) بیس رکعات سنت ہیں۔

نیز آپ کی محولہ کتاب طحاوی طبع مصری ص ۳۳۳ پر ہے "وانسے ثبت العشرون بمو اظبة الخلفاء الراشدين" یعنی خلفاء راشدین کے ہمیشہ بیس تراویح پڑھنے سے اس کا ثبوت مل جاتا ہے۔ نیز لکھتے ہیں۔

"وقد قال ﷺ عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الرشدين المهديين من بعدی عضوا عليها بالنواجذ" (طحاوی ص ۳۳۴)

ترجمہ: یعنی حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ تم پر میری سنت اور خلفاء راشدین مہدیین کی سنت میرے بعد لازم ہے اس کو اپنی داڑھوں سے مضبوطی سے پکڑے رکھنا۔ نیز اسی طحطاوی کے اوپر مراقی الفلاح میں ہے، (وهي عشرون ركعة) باجماع الصحابة رضي الله عنهم (بعشر تسلیمات) طحطاوی مع مراقی ص ۳۳۶) یعنی تراویح صحابہ کرام کے اجماع سے دس سلاموں کے ساتھ بیس رکعات ہیں۔ نیز سنن الکبریٰ نمبر ۲ ص ۴۹۶ میں جناب عثمان کے دور میں بھی بیس تراویح پڑھا جانا مذکور ہے۔ سنن الکبریٰ نمبر ۲ ص ۴۰۶، مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۲، ص ۹۳ بیہقی نمبر ۲ ص ۴۹۷، جوہر النقی علی البیہقی نمبر ۲ ص ۴۹۶ کنز العمال نمبر ۸ ص ۴۰۹، عمدۃ القاری نمبر ۱۱ ص ۱۲۷، مغنی ابن قدامہ نمبر ۲ ص ۱۶۷، منہاج السنہ نمبر ۲ ص ۲۲۴، المنتقی ص ۵۴۲ وغیرہ میں ہے کہ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں بلکہ بعض روایات میں، آپکا حکم بھی مذکور ہے۔ نیز عمدۃ القاری نمبر ۱۱ ص ۱۲۷ پر ہے کہ جناب عبداللہ بن مسعود بھی بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔ زرقانی نمبر ۱ ص ۱۰۱، حاشیہ بخاری نمبر ۱ ص ۱۵۶، بدائع الصنائع نمبر ۱ ص ۲۸۸، مرقاۃ نمبر ۳ ص ۶، عمدۃ القاری نمبر ۱۱ ص ۱۲۷ وغیرہ پر ہے کہ صحابہ کرام کا اجماع ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں۔ بیہقی شریف نمبر ۲ ص ۴۹۶، مصنف ابن ابی شیبہ نمبر ۳۹۳، فتح الباری نمبر ۳، ص ۲۰۴، ۲۰۵ نیل الاوطار نمبر ۳ ص ۵۷، تحفۃ الاحوذی نمبر ۲ ص ۷۳ وغیرہ میں تابعین کی تراویح بیس بیان کی گئی ہیں۔ ائمہ اربعہ بھی آٹھ کے قائل نہیں ہیں (رحمۃ الامہ ص ۶۴، اعلاء السنن نمبر ۷ ص ۶۹، میزان الکبریٰ نمبر ۱ ص ۱۹۲ فتح الباری نمبر ۴ ص ۲۰۵، مقنع نمبر ۱ ص ۱۸۳، کشف القناع ص ۲۷۶، شرح منتہی الارادات نمبر ۱ ص ۲۵۶، تحفۃ الاخیار ص ۱۹۲ وغیرہ) جناب سید عبدالقادر جیلانی جن کے متعلق عام تاثر دیا جاتا ہے کہ وہ ہمارے عقیدے کے تھے، آپ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

بھی بیس تراویح کے قائل ہیں (غنیۃ الطالبین ص ۲۴۵) شارح مسلم امام نووی بیس تراویح کے قائل ہیں (کتاب الاذکار ص ۸۳، مہذب نمبر۲ ص ۲۲، مرقاۃ نمبر۳ ص ۱۹۲، تحفۃ الاحوذی نمبر۲ ص ۷۵) شارح بخاری امام قسطلانی بھی بیس تراویح کے قائل ہیں (مواہب لدنیہ نمبر۲ ص ۲۶۲) امام غزالی بھی بیس تراویح کے قائل ہیں، احیاء العلوم نمبر۱ ص ۱۸۰ جناب عمر بن عبدالعزیز کے دور میں بھی بیس تراویح پڑھی جاتی تھیں (مصنف ابی شیبہ نمبر۲ ص ۳۹۳ قیام اللیل ص ۲۰۴) جناب شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی بیس تراویح کے قائل تھے نیز صحابہ کرام کے متعلق لکھتے ہیں کہ " وذالك انهم راو النبى ﷺ "یعنی صحابہ کرام بیس تراویح اسی لئے پڑھا کرتے تھے کہ انہوں نے حضور ﷺ کو اسی طرح دیکھا تھا۔ (حجۃ اللہ البالغہ نمبر۲ ص ۱۸)

☆...... نیز امام الوہابیہ مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں کہ بیس تراویح کو خلاف سنت کہنا اچھا نہیں کیونکہ مکہ معظمہ میں بھی بیس رکعات پڑھی جاتی ہیں (اہلحدیث امرتسر ۲۵ دسمبر ۱۹۳۶ء)

☆...... محسن اہلحدیث نواب صدیق الحسن صاحب کہتے ہیں۔ بیس تراویح کو بھی بدعت نہیں کہا جاسکتا ہے (بدور الاہلہ ص ۸۳)

☆...... نیز لکھتے ہیں۔ گیارہ سے زیادہ تراویح پڑھنے والا بھی سنت کا عامل ہے
(ہدایۃ السائل ص ۱۸۳)

☆...... قاضی شوکانی، ابن تیمیہ، نواب صدیق الحسن، نواب نورالحسن وغیرہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ سے تعداد تراویح کے متعلق کوئی صحیح مرفوع روایت ثابت نہیں ہے (حوالہ جات گزر چکے ہیں) اور جس روایت کو آپ اپنی لاعلمی یا تجاہل عارفانہ سے صحیح ترین کہہ رہے ہیں۔ کاش اصول حدیث کی کسی کتاب سے "صحیح" کی تعریف دیکھ لی ہوتی اور پھر اسے صحیح ترین تو دور کی بات ہے صرف صحیح ہی ثابت کر دیا ہوتا۔ جناب کی اطلاع کیلئے عرض ہے کہ یہ روایت مضطرب ہے کیونکہ آپ کے مسلمہ تاجدار اقلیم حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں۔

"ففى الموطا عن محمد بن يوسف عن السائب بن يزيد انها احدى عشرة ورواه سعيد بن منصور من وجه آخرو زاد فيه و كانو يقرؤون بالمئين و يقومون على العصى من طول القيام ورواه محمد بن نصر مروزى من طريق محمد بن اسحاق عن محمد بن يوسف فقال ثلاث عشرة ورواه عبد الرزاق من وجه آخر عن ابو محمد بن يوسف فقال احدى و عشرين"

(فتح الباری نمبر۴ ص ۲۰۴)

یعنی محمد بن یوسف سے موطا امام مالک میں گیارہ کی روایت کی گئی ہے اور محمد بن نصر مروزی نے اس سے تیرہ کی روایت کی ہے اور مصنف عبدالرزاق میں اسی محمد بن یوسف سے اکیس کی روایت کی گئی ہے۔ کیوں جناب یہ ہے آپکی صحیح ترین روایت۔ اور اگر آپ کہیں کہ وہ محمد بن یوسف اور تھا، تو جناب یہ دوسرا محمد بن یوسف جو آپ کو نظر آگیا ہے وہ حافظ ابن حجر کو کیوں نہ نظر آیا، لہٰذا آپ ہی کے الفاظ بصد احترام واپس کرتا ہوں، فراخدلی کا ثبوت دیتے ہوئے قبول فرمائیں۔ شکریہ! کان کھول کر سن لو، مرکر رب کے حضور پیش ہونا ہے۔ کس منہ سے سامنا ہوگا جناب آٹھ رکعات تراویح کو مسنون ثابت کرنے کی مشقت میں پڑنے سے پہلے لفظ تراویح پر ہی غور فرمالیا ہوتا تو اپنا اور ہمارا اتنا قیمتی وقت خواہ مخواہ ضائع نہ کرتے، اہلحدیث مولانا محمد اعظم صاحب لکھتے ہیں "تراویح، ترویحہ کی جمع ہے اور تراویح راحت سے ہے بمعنی آرام کے۔ صحابہ چار رکعتوں کے بعد آرام کیا کرتے تھے۔ سنن الکبریٰ بیہقی میں ہے " كانوا يتروحون بعد اربع "اسی مناسبت سے اس کو نماز تراویح کہتے ہیں (ہفت روزہ اہلحدیث ۲۰ مارچ ۱۹۹۲ء ص ۱۰)

یعنی اصل لفظ ہے "ترویحہ" اور شاید آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ عربی میں جمع کا لفظ تین پر بولا جاتا ہے اور دو کیلئے تثنیہ کا صیغہ ہوتا ہے۔ اور حدیث شریف اور اہلحدیث صاحب سے ثابت ہوگیا کہ صحابہ کرام ہر چار رکعات کے بعد ترویحہ (آرام) کیا کرتے تھے۔ تو اس لحاظ سے چار رکعات پڑھنے کے بعد پہلا ترویحہ کیا جاتا ہے، یہ ایک عدد کیلئے واحد کا صیغہ ہوا۔ جب پھر چار رکعات یعنی آٹھ رکعات پڑھنے کے دوسرا ترویحہ کیا جائے گا تو دو کے عدد کے لحاظ سے تثنیہ کا صیغہ یعنی " ترويحتين يا ترويحتان" بولا جائے گا اور اور پھر چار رکعات یعنی بارہ رکعات پڑھنے کے بعد تیسرا ترویحہ کیا جائے گا تو تین کے عدد کے لحاظ سے اس پر جمع کا صیغہ یعنی "تراویح" بولا جائیگا لہٰذا لفظ تراویح ہی اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ تراویح کم از کم بارہ ہیں یا اس سے زیادہ ہوسکتی ہیں مثلاً بیس، لیکن بہر صورت بارہ سے کم نہیں ہوسکتی،

لہٰذا گر ائمہ اور لغات کے لحاظ سے تراویح کا لفظ ہی آٹھ رکعات تراویح کا انکار کر رہا ہے۔ لفظ "تراویح" کے مطابق تراویح بارہ سے کم نہیں ہوسکتیں اور اگر کوئی اپنی من مانی کرتے ہوئے آٹھ رکعات پڑھتا ہے تو اسے لغوی طور پر اور گر ائمہ کے لحاظ سے تراویح نہیں کہیں گے۔

جناب آپ نے پہلی شہادت کے تحت لکھا ہے کہ "حنفیوں کے بہت بڑے عالم علامہ طحطاوی حنفی نے درمختار کی شرح میں فرمایا ہے ص ۶" محترم آج تک ہم تو ایسے کسی علامہ طحطاوی سے واقف نہیں ہیں جس نے درمختار کی شرح لکھی ہو، اور اس کی کئی جلدیں بھی ہوں، جناب اگر کوئی ایسا گوہر نایاب آپ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

کے پاس ہو تو ہم اسے خریدنے کیلئے تیار ہیں اور اگر آپ کے پاس صرف ایک ہی نسخہ ہو۔ اور ہمیں نہ مل سکتا ہو تو کم از کم ہمیں اس طحطاوی شرح درمختار کی زیارت ضرور کرادیں۔ مہربانی ہوگی۔

کتاب میسر آجانے پر محولہ عبارت بھی دیکھ لیں گے۔

اس بے بسی میں ذوق بشر کا یہ حال ہے

کیا جانے کیا کرے جو خدا اختیار دے

دوسری شہادت کے تحت لکھتے ہیں "حنفی بھائیوں کے امام انکی کتاب ہدایہ جس کو حنفی" الهداية كالقرآن " یعنی ہدایہ قرآن کی طرح ہے، کے شارح ص ۴ (فقرہ درست فرمالیں) ﴿لا حول ولا قوة الا بالله﴾

اتنا بڑا دجل شاید غیر مقلدین کی تاریخ میں آج تک موجود نہ ہوگا۔ جو اس غیر مقلد دوست نے کیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے آپ کی پوری اہلحدیث ذریت کو اس بددیانتی اور خیانت علمی پر چیلنج کرتا ہوں کہ پوری دنیا میں سے مجھے ایک بھی ایسا حنفی دکھلا دو جس کا معاذ اللہ یہ کفریہ عقیدہ ہو کہ "ہدایہ قرآن کی طرح ہے "ها توا برها نكم ان كنتم صادقين۔ فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التي وقودها الناس والحجارة۔" اس اتنے بڑے دجل و کذب پر میں صرف یہ کہتا ہوں۔ لعنة الله على الكاذبين۔

دراصل جس شعر کو آپ " لا تقربوا الصلوٰة" کی طرح نامکمل نقل کر کے دھوکا دینا چاہتے ہیں وہ کوئی عقیدہ تو نہیں ہے البتہ کشف الظنون میں ہدایہ کے متعلق ایک رائے کا اظہار کیا گیا ہے جو شریعت کی زد میں بھی نہیں آتا ہے،

ان الهداية كالقرآن قد نسخت

ما صنفو اقبلها في الشرع من كتب

بعض جگہ پر "فی الشرع" کی جگہ "فی الفقہ" لکھا ہوا ہے بہر حال مفہوم ایک ہی ہے۔

اس شعر سے تو صرف اتنا مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے اپنے سے پہلے نازل شدہ کتابوں سے لوگوں کو بے نیاز کر دیا ہے اسی طرح ھدایہ نے بھی (اپنی جامعیت اور اسلوب بیان کی وجہ سے) لوگوں کو فقہ پر لکھی گئی پہلی تمام کتابوں سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اور بس اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ معاذ اللہ ھدایہ قرآن کی طرح ہے، نعوذ باللہ من ذالک اب میں بات کو ختم کرتے ہوئے چند سوالات پر "یار زندہ صحبت باقی" کہتے ہوئے اجازت چاہوں گا۔

☆...... تراویح آپ کے نزدیک شرعی طور پر کس درجہ کی عبادت ہے؟

☆......جبکہ یہ ایک مسلم بات ہے کہ تراویح ترویحہ کی جمع ہے اور عربی میں جمع کا لفظ کم از کم تین پر بولا جا سکتا ہے اور چار رکعت کا ایک ترویحہ ہوتا ہے تو آٹھ رکعات کس طرح تراویح کہلائیں گی؟

☆......اگر تراویح مسنون آٹھ رکعات ہی ہیں تو جو محدثین کرام آٹھ سے زیادہ کے قائل اور فاعل ہیں ان کے متعلق جناب کا شرعی فتویٰ کیا ہے؟

☆......آپ کے نزدیک آٹھ رکعات سے زیادہ کے قائل محدثین کے بارے میں جناب کا شرعی فتویٰ کیا ہے۔

☆......آپ کے جو اکابرین آٹھ تراویح کے مسنون ہونے سے انکار کر رہے ہیں اور ان کا دعوی ہے کہ صحیح اور مرفوع طور پر جناب رسول اللہ ﷺ سے تراویح کی کوئی معین تعداد ثابت نہیں ہے۔ کیا یہ آپ کے خیال میں صحیح صریح حدیث کا انکار نہیں کر رہے۔ ان کے متعلق جناب کا کیا فتویٰ ہے؟

☆......جن محدثین کرام ومفسرین عظام نے آٹھ سے زیادہ تراویح کی روایات نقل فرمائی ہیں جناب رسول اللہ ﷺ کے متعلق یا خلفائے راشدین کے متعلق یا جن محدثین نے ان روایات پر صحت کا حکم لگایا ہے ان کے بارے میں جناب کا کیا فتوی ہے۔

☆......جو اہلحدیث علماء یہ کہتے ہیں کہ مسنون تراویح تو آٹھ ہی ہیں لیکن اگر کوئی اس سے زیادہ بھی پڑھ لے تو اچھا ہے مثلاً بیس، جتنی زیادہ پڑھ لے بہتر ہے۔ ان حضرات کے متعلق جناب کا کیا فتویٰ ہے؟

☆......اگر حدیث ما كان رسول الله ﷺ يزيد...... الخ" سے آپ کو صحیح اور صریح طور پر آٹھ تراویح کا ثبوت مل گیا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ابن تیمیہ قاضی شوکانی اور نواب حضرات کو اس حدیث سے یہ مسئلہ نہ مل سکا۔

☆......جن اکابر اہل حدیث نے عہد فاروقی میں بیس تراویح کا اجرا تسلیم کیا ہے ان کے متعلق آپ کا کیا فتویٰ ہے؟۔ نیز جیسا کہ اکابر اہلحدیث عہد فاروقی میں بیس تراویح کا پڑھا جانا ثابت کر رہے ہیں۔ وہ پڑھنے والے صحابہ کرام تھے تابعین عظام۔ تو اگر مسنون تراویح آٹھ تھیں تو بیس پڑھنے والوں نے جیسا کہ ترمذی شریف میں بھی اس بات کا ذکر اکثر اہل علم کے تحت کیا گیا ہے۔ کیا ایک صحیح حدیث کی مخالفت نہیں کی اگر کی ہے تو ان پر جناب کا کیا فتویٰ ہے نیز سیدنا عبدالقادر جیلانی نے بھی بیس تراویح نقل کر کے کسی صحیح حدیث کا انکار تو نہیں کیا۔ اور اگر کیا ہے تو ان پر آپ کی طرف سے شرعی فتویٰ کیا ہے؟

☆......اگر آٹھ تراویح "حق" ہے اور آٹھ سے زیادہ "باطل" تو جو اکابرین اہلحدیث نیز محدثین ومفسرین آٹھ سے زیادہ کے ناقل یا قائل یا فاعل رہے ہیں۔ یا آٹھ سے زیادہ پڑھنے کو بھی جائز سمجھتے ہیں آپ کے نزدیک وہ اہل حق ہیں یا اہل باطل۔ تلك عشرة كاملة

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

غلبہ دین حق کی بحالی اور احیائے دین کی عظیم تحریک شیران اسلام پاکستان کی شہر اقبال میں

تین روزہ تربیتی پروگرام

رپورٹر: محمد محسن علی مجاہد

حق و باطل کی جنگ روز اول سے جاری ہے۔ یہود و نصاریٰ قادیانی ہندو سیکولر و لبرل طبقے اور نان گورنمنٹل آرگنائزیشن پر مشتمل طاغوتی اور استحصالی قوتیں اس جنگ میں اکٹھی ہو چکی ہیں کفر کی یہ متحد قوت عالم اسلام کے وسائل اور اقتدار پر قبضہ کر کے صفحہ ہستی سے مٹانے یا مستقل طور پر غلام بنانے کے خوفناک ایجنڈے پر عمل پیرا ہے، کفر مختلف روپوں اور شکلوں سے حملہ آور ہے۔ جہاں وہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کر رہا ہے وہاں وہ اسلامی ممالک میں نظریاتی دہشت گردی، بدعقیدگی، دین و ضمیر فروشی، وطن دشمنی، اور فرقہ واریت جیسے خطرناک کھیل کھیل رہا ہے تاکہ مسلمانوں کے پیشوں سے جذبہ توحید عشق رسول، جذبۂ جہاد اور غیرت ایمانی ختم کیا جا سکے۔ عالم اسلام پر قیامت کی گھڑیاں بیت رہی ہیں، مگر اہل اسلام خواب خرگوش کے مزے لے رہے ہیں، بلکہ بے بسی، بے چارگی اور بے حسی کی تصویر بنے ہوئے ہیں، اس تشویش ناک صورت حال میں ملت کی بیداری کا فریضہ سرانجام دینا مشکل ہی نہیں بظاہر ناممکن بھی ہے، ان حالات میں کسی تنظیم کا مستقل بنیادوں پر کام کرنا کانٹوں پر چلنے کے مترادف ہے۔ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم اور اس کے پیارے محبوب پیغمبر اسلام ﷺ کی بے پایاں نوازشوں کی بدولت چند سال قبل وطن عزیز کے (دشمن کی سازشوں اور چالوں پہ گہری نظر رکھنے والے) چند پر خلوص ارباب علم و دانش نے شیران اسلام پاکستان کے نام سے ایک تنظیم قائم کی۔

آزاد کشمیر اور ملک کے کئی شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں تنظیم سازی کے کام کا آغاز کیا، تنظیم کا ترجمان مجلۃ الحقیقہ ہزاروں کی تعداد میں چھپ کر اندرون و بیرون ملک پہنچ رہا ہے۔ شیران اسلام پاکستان نے سیالکوٹ میں واقع اپنے مرکزی سیکرٹریٹ کے پر فضا باوقار اور کشادہ ماحول میں 21,20,19 ستمبر 2003 جمعہ، ہفتہ، اتوار کو قومی سطح کی تین روزہ تربیت گاہ کا اہتمام کیا۔ جس میں ملک کے مختلف علاقوں سے آئے ہوئے عہدیداروں اور کارکنوں نے شرکت کی،

وطن عزیز کے معروف سکالرز، دانشور محقق اور عمائدین کے خصوصی لیکچرز ہوئے، اس کے علاوہ سوالات و جوابات کی نشستیں مباحثے مذاکرے، ملاقاتیں، انفرادی تعارف کی نشستیں منعقد ہوئیں، اس تربیت گاہ کے انعرام و انتظام کیلئے ایک عرصہ قبل ہی تیاریاں شروع ہو گئیں تھیں۔ مختلف انتظامی کمیٹیاں تشکیل دی گئیں، تنظیم کے ضلعی امیر اور رکن مرکزی مجلس شوریٰ محمد عارف مجاہد کو پروگرام کا انچارج مقرر کیا گیا۔ جن معاونت کیلئے مرکزی قیادت کی ہدایت پر مرکزی رابطہ سیکرٹری حافظ اظہر نعیم صاحب آف شکر گڑھ چند روز قبل ہی سیالکوٹ پہنچ گئے تھے۔ پروگرام کو کامیاب بنانے کیلئے مختلف کمیٹیوں اور ان کے انچارجوں کے تربیتی اجلاس منعقد ہوئے، جس میں مرکزی امیر محترم شجاعت علی مجاہد نے پروگرام کی افادیت و اہمیت اور ذمہ داریوں کے بارے میں تربیتی لیکچر دیئے اور افراد کو ذمہ داریاں سونپیں۔ ایسی ہی ایک نشست کی صدارت مفکر اسلام حضرت قبلہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب نے کی۔ جس میں مرکزی و صوبائی، ڈویژنل اور ضلع سیالکوٹ و نارووال کے عہدیداروں نے شرکت کی۔ جس میں تنظیم کے خصوصی معاون رانا طارق آف ہرنا چیئرمین مارکیٹ سیالکوٹ بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ انھوں نے انتظامات کیلئے خصوصی طور معاونت فرمائی اور مزید معاونت کا اعلان بھی کیا، مرکزی سیکرٹریٹ واقع ایمن آباد روڈ سیالکوٹ کے وسیع لان میں پنڈال تیار کیا گیا شیران اسلام کے مقاصد، اغراض، پروگرام اور اہداف پر مشتمل بینرز لگائے گئے۔ اسٹیج کے اوپر قرآنی آیات و احادیث اور شاعر مشرق کے اشعار پر مبنی خوبصورت چارٹس اور بینرز آویزاں کیے گئے، پسرور روڈ، ظفر وال روڈ، ایمن آباد روڈ کے سنگم پر ایک استقبالیہ کیمپ لگایا گیا، جہاں پر تنظیم کے کارکن دن رات آنیوالوں کو معلومات فراہم کرتے رہے۔

پہلی نشست 19 ستمبر بروز جمعہ المبارک 9:00 بجے شب

صدارت: پروفیسر محمد حسین آسی صاحب سرپرست مجلۃ الحقیقہ

تلاوت: تلاوت و حمد و نعت کے بعد سرپرست اعلیٰ کی دعا سے پہلی نشست کا آغاز ہوا۔

درس قرآن مجید: حضرت علامہ حافظ سعید احمد صاحب، صدر مدرس جامعہ انوار لاثانی شکر گڑھ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

تربیتی پروگرام کا شیڈول: محترم محمد عارف مجاہد، پروگرام انچارج
ترانہ تحریک: طلباء جامعہ انوار لاثانی شکرگڑھ کمپیئر: محترم ذوالفقار ارشد جاوید ،درودوسلام ،دعا خیر

دوسری نشست 20 ستمبر بروز ہفتہ فوری بعد از نماز فجر

صدارت: علامہ صدیق ضیاء امیر صوبہ سرحد
درس قرآن: حضرت علامہ خواجہ غلام رسول وانی صاحب آف اسلام آباد (صوبائی امیر)
درس حدیث: حضرت علامہ محمد سعید صاحب ،دعائے خیر: حاجی عبدالرزاق صاحب وقفہ.........ناشتہ

تیسری نشست 20 ستمبر بروز ہفتہ 9:00 بجے صبح

صدارت: صوبائی امیر (شیران اسلام پنجاب) تلاوت اور حمد و نعت:
درس حدیث: مولانا محمد نواز صاحب (امیر تحصیل ڈسکہ) عنوان ''مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ
لیکچرار: محترم محمود احمد تبسم صاحب (امیر آزاد کشمیر جموں وکشمیر) عنوان: ''اسلام کا نظریہ حیات''
لیکچرار: محترم محمد عارف صاحب عنوان: (i) ''ہم تحریک کا کام کیسے کریں'' (ii) ''ہم کہاں کھڑے ہیں''
لیکچرار: محترم شجاعت علی مجاہد صاحب (مرکزی امیر) کمپیئر: محترم محمد سہیل انجم نقشبندی صاحب (ضلعی امیر نارووال)
دعائے خیر: صدر مجلس وقفہ: برائے کھانا و نماز ظہر

چوتھی نشست 20 ستمبر بروز ہفتہ فوری بعد از نماز ظہر 2:00

صدارت: صوبائی امیر تلاوت اور حمد و نعت ، درس قرآن مجید:
عنوان: ''تصور نبوت'' لیکچرار: حضرت علامہ خالد محمود قادری گوجرانوالہ (رکن مرکزی مجلس شوریٰ)
عنوان: ''موجودہ دور کے چیلنج اور ہماری ذمہ داریاں'' لیکچرار: صوبائی امیر
کمپیئر: ذوالفقار ارشد جاوید وقفہ برائے نماز عصر (چائے)

پانچویں نشست 20 ستمبر بروز ہفتہ فوری بعد از نماز عصر

☆...... سوالات وجوابات ☆...... تنظیمی و تحریکی کارکردگی رپورٹس ☆...... مزاکرہ و مشاورت
☆...... انفرادی تعارف وقفہ نماز مغرب و کھانا

چھٹی نشست 20 ستمبر بروز ہفتہ 9:00 بجے شب

صدارت: صوبائی امیر تلاوت اور حمد و نعت ،درس قرآن
ترانہ تحریک طلباء جامعہ انوار لاثانی شکرگڑھ ، ترانہ ختم نبوت: راشد صاحب آف لاہور،
قراردادیں: رانا عطاالحق، لیکچرز: حضرت علامہ مولانا محمد حسین کلیالوی صاحب، حضرت علامہ طاہر عبدالرزاق صاحب
☆...... نشست کے آخری لیکچر کے دوران دنیائے اسلام کے عظیم دانشور معروف مقالہ نگار بیسوں کتب کے مصنف اور تحریک ختم نبوت کے عظیم مجاہد حضرت علامہ متین خالد صاحب انتہائی خاموشی سے تشریف لائے۔ جب کارکنوں نے انھیں اسٹیج پر پہنچایا تو احباب کو معلوم ہوا کہ متین خالد صاحب جنکی تصنیفات کی دنیا بھر میں دھوم مچی ہے۔وہ تشریف لا چکے ہیں۔
کمپیئرز: محمد سہیل انجم احمد ، محمد عارف، دعائے خیر

ساتویں نشست صبح 5:00 بجے

صدارت: مرکزی رابطہ سیکرٹری ، درس قرآن: علامہ قاری ثناءاللہ آف ڈسکہ ،وقفہ برائے ناشتہ

اختتامی و مرکزی نشست 21 ستمبر بروز اتوار 9:00 بجے صبح

صدارت: سرپرست اعلیٰ......مجلہ الحقیقہ ، تلاوت اور حمد و نعت
ترانہ تحریک: طلباء نقش لاثانی ہائی سکول سیالکوٹ درس قرآن مجید: (آیات ختم نبوت) علامہ مفتی ڈاکٹر نجیب احمد ہاشمی
نظم: ''ناموس رسالت'' کلام طاہر
خطابات: قاری محمد افضل باجوہ پسرور، توصیف احمد، علامہ مولانا محمد حسین کلیالوی لاہور، قراردادیں: ڈویژنل امیر
خطاب: محترم شجاعت علی مجاہد (مرکزی امیر و چیف ایڈیٹر مجلہ الحقیقہ) ☆ علامہ متین خالد صاحب لاہور
☆ علامہ طاہر عبدالرزاق صاحب لاہور اسٹیج سیکرٹری: علامہ غلام مصطفیٰ مجددی صاحب شکرگڑھ ،دعائے خیر وطعام

جھلکیاں

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

☆...... مرکزی سیکرٹریٹ کی طرف سے آنے والے راستوں کو رنگ برنگ خیر مقدمی بینروں سے سجایا گیا۔ سیکرٹریٹ کے مین گیٹ پر استقبالیہ کمیٹی کے چیئرمین محمود سرور صاحب اپنے بیسوں رفقا کے ساتھ آنیوالوں کا استقبال کر رہے تھے، اور مہمانوں کو طعام کمیٹی کے چیئرمین حاجی عبدالرزاق صاحب اور کمیٹی کے دوسرے ممبران سے ملاتے رہے جو انھیں پورے احترام سے ان کے قیام کیلئے تفویض کردہ کمروں تک پہنچاتے رہے۔ ہر آنیوالے مہمان کو پروگرام کی چھپی ہوئی تفصیلات اور کاپی پنسل دی گئی۔ طعام کمیٹی کے چیئرمین شاہ جہاں صاحب پنڈال اور کمروں میں بروقت کھانا پہنچاتے رہے۔ تمام خواص وعوام کو ایک جیسا کھانا دیا گیا اور ایک جیسے ہی قیام کا انتظام کیا گیا تھا۔ وضو، طہارت اور غسل کیلئے وسیع پیمانے پر انتظام کیا گیا تھا تا کہ شرکاء کا وقت ضائع نہ ہو۔ ہر نشست کے شروع ہونے سے قبل ہی شرکاء پنڈال میں پہنچ جاتے۔ ہر نشست کا آغاز واختتام بروقت ہوتا، آخری نشست قدرے تاخیر سے شروع ہوئی۔

☆...... ہر لیکچرر کے نعم البدل کا انتظام بھی کیا گیا تا کہ کسی کے تاخیر سے آنے یا عدم موجودگی کہ وجہ سے لیکچر رہ نہ جائے۔ حضرت علامہ حکیم حنیف القادری صاحب سیالکوٹ، علامہ مفتی حبیب الحق خیری ڈسکہ تشریف نہ لائے، ان کیلئے تفویض کردہ لیکچرز مرکزی امیر نے دیئے، علامہ عامر سعید اور توفیق احمد بھی بروقت نہ آسکے انکے فرائض ذوالفقار ارشد جاوید اور ضلعی امیر نے دیئے۔

☆...... (20 ستمبر ہفتہ) تحریک کے سرگرم رہنما عمران خاں لودھی اپنے ساتھیوں کے ہمراہ قائدین کے استقبال کیلئے ڈسکہ روڈ پر موجود تھے۔ نماز مغرب سے کچھ دیر پہلے جونہی مہمان خصوصی پروگرام کے مرکزی لیکچرار۔ عالمی دانشور ومجاہد ختم نبوت حضرت علامہ عبدالرزاق، حضرت علامہ محمد حسین کلیالوی اور دوسرے ساتھیوں کے ہمراہ پل ایک پر پہنچے۔ تو انہیں گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے جلوس میں مرکزی سیکرٹریٹ لایا گیا، وہاں پر شیران اسلام نے انتہائی والہانہ اظہار اور پرتپاک انداز میں نعرہ تکبیر ورسالت تاجدار ختم نبوت، پاکستان زندہ باد کے نعروں سے انکا استقبال کیا، ان کے ہمراہ، قادیانیت سے توبہ کر کے مسلمان ہونے والے نوجوان بھی تھے، حضرت مفکر اسلام نے انتہائی علالت کے باوجود مرکزی سیکرٹریٹ کے مین گیٹ پر مجاہد ختم نبوت کا استقبال کیا،

☆...... عشق ومستی کی عظیم شخصیت علامہ متین خالد کے انداز تکلم اور تقریر کو بہت پسند کیا گیا۔ انھوں نے ناموس رسالت آرڈی نینس کی حفاظت کرنے والے نام نہاد حکمرانوں، سیاستدانوں اور مولویوں کی سازشوں کو بے نقاب کیا، ان کی تقریری انسانی معلومات اور تحقیقی تھی، مرکزی سیکرٹریٹ اور اس کے اردگرد زبردست حفاظتی انتظامات کیئے گئے تھے۔ سیکورٹی کے ارکان رضائے مصطفیٰ امیر حافظ ظفر ندیم، محمود احمد، راقم الحروف ہمہ وقت نگرانی کرتے رہے۔

☆...... مرکزی امیر، پروگرام انچارج اور مرکزی رابطہ سیکرٹری، انتظامات کا بار بار جائزہ لیتے رہے، اور کمیٹیوں کا انچارج صاحبان اور ممبران سے مسلسل رابطے رکھتے اور تازہ بہ تازہ ہدایت بھی دیتے رہے۔

☆...... مختلف وفود حضرت مفکر اسلام سے ملاقاتیں کرتے رہے، تحریک کے شعبہ نشر واشاعت کی نگرانی میں آڈیو اور وڈیو ریکارڈنگ بھی ہوئی۔ جنھیں قلم بند کر کے، مجلّہ الحقیقہ کی آئندہ اشاعتوں میں بتدریج شامل کیا جائے گا۔ شرکاء کی اکثریت لیکچرز کے نوٹس تیار کرتے رہے۔ روزنامہ اساس کے ڈپٹی ایڈیٹر خداداد صدیقی صاحب رپورٹنگ کیلئے خصوصی طور پر اسلام آباد سے تشریف لائے۔ مختلف حکومتی ایجنسیوں کے کارندے بھی پروگرام کی تفصیلات اکٹھی کرتے رہے۔ اس پروگرام کی انفرادیت یہ تھی کہ مرکزی وصوبائی قائدین اور عام کارکن آپس میں اس طرح گھل مل گئے جس سے قابل دید ماحول بن گیا، تین دن کا یہ تربیتی پروگرام کئی سالوں پر محیط محسوس ہو رہا تھا، اسے ایک خاندان کی بستی کا نام ہی دیا گیا۔

21 ستمبر کو آخری نشست کے بعد الوداعی ملاقاتیں، عجیب جذباتی ماحول پیدا کر رہی تھیں۔ اکثر مہمان یہ کہتے ہوئے الوداع ہوئے کہ ہماری زندگی کا خوبصورت پروگرام تھا۔ یہ حاصل زندگی کے ایام تھے۔ کئی مہمانوں کی آنکھوں میں اداسی کے آنسو تھے، انھوں نے پوچھا کہ ایسا پروگرام کب ہوگا۔

ضلع امیر اور پروگرام انچارج محمد عارف مجاہد کے دست راست مجاہدین، ذوالفقار ارشد جاوید، توصیف یوسف تین یوم مسلسل دن رات جاگتے رہے اور اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے، ان کی کارکردگی سب سے نمایاں تھی۔

☆...... آخری نشست میں اپنی تقریر کے آغاز پر جب فرمایا کہ آپ تین دن مرکزی سیکرٹریٹ میں رہے، اس دوران اگر کہیں مہمان نوازی میں کوتاہی ہوئی تو خدا را ہمیں معاف فرمادینا۔ کیونکہ یہ پروگرام پیغمبر اسلام ﷺ کی عزت وحرمت، ختم نبوت، ناموس رسالت کے تحفظ اور غلبہ دین حق کی بحالی اور اتباع دین کیلئے تھا۔ اب ہمارے مہمان نہیں تھے، دراصل آپ خدا کے اور اس کے پیارے نبی ﷺ کے مہمان تھے، ہم تو ''میزبان'' کے خادم ہیں جو آپ کی خدمت پر مامور تھے، ہمیں معاف فرمادینا، ان الفاظ پر تمام شرکاء کی آنکھیں ڈبڈبا گئی تھیں اور اکثر افراد کی ہچکیاں بند گئیں۔ ڈاکٹر محمد نعیم ڈسپنسری میں رات دن موجود رہے۔

المختصر! یہ پروگرام انتظامات، ڈسپلن، نظم وضبط، اثر انگیزی۔ قیام وطعام لیکچرز۔ عنوانات، میزبانی، باہمی ملاقاتوں رابطوں کے لحاظ سے تاریخ ساز پروگرام تھا۔ آئندہ ایسے ہی پروگرام ملک کے مختلف شہروں اور قصبوں میں کرانے کا فیصلہ کیا گیا جس کا اعلان پروگرام کے انچارج صاحب نے کیا،

شیخ الحدیث علامہ حافظ غلام حیدر، جناب رانا محمد طارق چیئرمین مارکیٹ کمیٹی سیالکوٹ آف ہرناہ، جناب پروفیسر اعظم خاں لودھی، جناب علامہ عبدالرشید آف اسلام آباد، جناب محمد اکرم خٹک، امیر ضلع اٹک، حضرت علامہ شمس الدین نقشبندی انچارج مجلۃ الحقیقہ، حضرت علامہ انجینئر صدیق ضیاء صاحب امیر صوبہ سرحد، میاں منیر احمد سیٹھ الحاج محمد اقبال، قاری شاہد امین، چوہدری وقار احمد ایڈووکیٹ سپریم کورٹ، محترم مزمل اکمل صاحب، پروفیسر محبوب عارف نے بھی مختلف نشستوں میں شرکت فرمائی۔

پروگرام کے آخر پر مفکر اسلام حضرت آسی صاحب نے تمام کمیٹیوں کا انچارج اور ممبران کو زبردست خراج تحسین پیش کیا اور پروگرام کی کامیابی پر مبارکباد دی۔

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

''شیرانِ اسلام پاکستان کے تین روزہ تربیتی پروگرام کی آخری نشست کے شرکاء حکومت وقت سے مختلف قراردادوں کے ذریعے مطالبات پیش کرتے ہیں، آپ سے التماس ہے کہ انتہائی پرجوش اور بھرپور انداز میں ان قراردادوں کو پاس کریں۔

''قراردادیں''

۱...... حکومت پاکستان امریکہ کے کہنے پر عراق میں فوج بھیجنے سے گریز کرے۔

۲...... ملک میں قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سازشوں کو روکا جائے۔

۳...... اسلامیات جماعت دہم کی کتاب سے ''ختم نبوت'' کے عنوان پر جو باب نکالا گیا ہے اس کے ذمہ داروں کیخلاف سخت کارروائی کی جائے۔ اور یہ باب دوبارہ سلیبس میں شامل کیا جائے۔

۴...... جماعت نہم کی سائنس کی کتاب میں ڈاکٹر عبدالقدیر کی جگہ مرزائی ڈاکٹر عبدالسلام کے تعارف کو شامل کیا گیا ہے، اس مرتد کو کتاب سے خارج کرکے فرزندِ پاکستان ڈاکٹر عبدالقدیر کو شامل کیا جائے۔

۵...... جہاد کے نام پر ملک میں دہشت گردی کرنے والے عناصر کے خلاف سخت کارروائی کی جائے۔

۶...... ملک میں مرتدوں کی شرعی سزا ''قتل'' نافذ کی جائے۔

۷...... ''ربوہ'' کی تلاشی لی جائے اور وہاں اسلام کے کیخلاف تمام لٹریچر اور دہشت گردی میں استعمال ہونے والا اسلحہ برآمد کیا جائے۔

۸...... حکمران امریکہ کی چاپلوسی اور وفاداری چھوڑ کر پیغمبر اسلام سے وفاداری اور محبت کا رشتہ قائم کرے اور اگر یہ ان کیلئے مشکل ہو تو وہ حکومت چھوڑ دیں کیونکہ یہ ملک اسلام کے وفاداروں کا ہے یہودیوں اور عیسائیوں کے حاشیہ برداروں کا نہیں۔

(جناب رانا عطاالحق امیر شیران اسلام ڈویژن گوجرانوالہ)

بقیہ: اعتکاف کا بیان

داؤد، ابن ماجہ، مشکوۃ، زادالمعاد وغیرہ) ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بھی ایسا ہی کرتی تھیں۔ (ابن ماجہ وغیرہ) نیز آپ فرماتی ہیں کہ معتکف کیلئے سنت طریقہ یہ ہے کہ وہ بیمار پرسی کیلئے نہ جائے۔ جنازہ کیلئے نہ جائے۔ (ابوداؤد، بیہقی، بلوغ المرام وغیرہ) اسی طرح مولوی سلیمان گیلانی اہلحدیث لکھتا ہے کہ معتکف بیمار پرسی کیلئے نہیں جاسکتا اور نہ جنازہ میں شامل ہوسکتا ہے۔ (حاشیہ ابن ماجہ نمبر ا ص ۲۴۷) لہذا امرد عام غسل کیلئے بھی مسجد سے نہیں نکل سکتا۔ اگر مسجد میں دھوپ نہ لگتی ہو تو مسجد کی چھت پر بیٹھ کر عبادت کرسکتا ہے۔ حقہ سگریٹ تو ویسے بھی کوئی اچھی بات نہیں البتہ معتکف حقہ سگریٹ کیلئے مسجد کی وہ حد جہاں سے جوتے اتار کر اندر داخل ہوتے ہیں وہاں سے باہر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ عورت کا خیمہ ہی مسجد تصور ہوگا جن باتوں کیلئے مرد مسجد سے نہیں نکل سکتا انہی باتوں کیلئے عورت خیمہ سے نہیں نکل سکتی۔ ہانڈی روٹی نہیں کرسکتی۔ کپڑے نہیں دھوسکتی۔ دھوپ کیلئے باہر نہیں بیٹھ سکتی۔ دنیاوی باتیں نہیں کی جاسکتیں، اخبار نہیں پڑھی جاسکتی، جو چاہے عبادت کریں تھک جائیں تو آرام کریں، سوجائیں پھر تازہ دم ہوکر عبادت کریں۔ نبی کریم ﷺ رمضان کے آخری عشرے میں جتنی عبادت فرماتے تھے اتنی پورے سال میں کبھی نہیں فرماتے تھے۔ (مسلم، ابن ماجہ، ترمذی، بلوغ المرام وغیرہ)

لیلۃ القدر: اعتکاف دراصل لیلۃ القدر پانے کیلئے ہی کیا جاتا ہے اس رات کی عبادت ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے، اور حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ لیلۃ القدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔ قاری بارگاہ مصطفےٰ جناب ابی بن کعب رضی اللہ عنہ قسم اٹھا کر فرماتے تھے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رمضان کو ہوتی ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

فطرانہ: فطر کے معنی روزہ کھولنا ہے۔ چونکہ روح قرآنی اور فرمودۂ نبوی سے پورے جسم کے ہر اعضا کا روزہ ہونا معلوم ہوتا ہے لہذا جسم کے کسی بھی عضو سے کوئی خلاف شرع حرکت سرزد ہوجائے تو روزہ کے درجہ ثواب میں کمی واقع ہوجائے گی، انسان خطا کا پتلا ہے اس سے کچھ نہ کچھ بے احتیاطی ہو ہی جاتی ہے۔ نبی رحمت ﷺ نے ہمارے اس نقصان کو پورا کرنے کیلئے بارگاہ خداوندی میں صدقۃ الفطر پیش کرنے کا حکم فرمایا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اس صدقہ کے طفیل ہماری کوتاہیاں معاف فرمادے۔ یہ فطرانہ مرد و عورت، بچہ بوڑھا، آزاد غلام، مسافر و مقیم امیر و غریب ہر ایک کی طرف سے رمضان شریف کے اندر اندر ادا کردینا چاہئے۔ غریب، یتیم، اور مسافر، غلام کا فطرانہ اس کا کفیل ادا کریگا۔ (دارقطنی، بیہقی وغیرہ)

مقدار: فطرانہ فی کس کے حساب سے تقریباً سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہوگی۔ مشہور اہلحدیث عالم ''مولانا محمد علی جانباز کی تحقیق بھی یہ ہے کہ ''صاع حجازی جس سے آنحضرت ﷺ وصحابہ کرام صدقہ وفطر ادا کیا کرتے تھے کا صحیح وزن سوا دو سیر نکلا'' (ہفت روزہ اہلحدیث ۱۹ مارچ ۱۹۹۳ء ص ۱۴)

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

یا اللہ جل جلالہ — یا رسول اللہ ﷺ

الصلوٰة والسلام علیك یا رسول الله

نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پر خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

بانی حضرت محدث کبیر پاکستان رحمۃ اللہ علیہ

سلطان المحققین تاج المدققین امام المفسرین
بحر العلوم شیخ العلماء، راس الفقہاء، قطب اولیا مخزن عشق رسول
محدث کبیر پاکستان شیخ الحدیث

حضرت علامہ الحاج
محمد غلام رسول
قادری رضوی
شارح بخاری شریف

- حفظ القرآن
- تجوید القرآن
- تحفیظ القرآن
- درس نظامی
- تعلیم اللبنات
- علوم جدیدہ

صدر و مہتمم
پیر فضل حق
رضوی قادری
نواسہ محدث اعظم پاکستان
جگر گوشہ محدث کبیر پاکستان

سجادہ نشین
آستانہ عالیہ حضرت محدث کبیر پاکستان
صدر و مہتمم جامع العلوم سراجیہ رسولیہ
رضویہ ٹرسٹ

داخلہ کی اہلیت

☆ ایک سالہ کورس فاضل عربی کیلئے ایف اے پاس ہونا ضروری ہے۔
☆ شعبہ حفظ میں داخلہ کیلئے طالبعلم کا پرائمری پاس ہونا ضروری ہے۔
☆ درس نظامی و تجوید کے شعبوں میں داخلہ کیلئے مڈل پاس ہونا لازمی ہے۔
☆ حدیث شریف میں میٹرک اور ایف اے پاس ہونا ضروری ہے۔
☆ تین سالہ کورس میں صرف، نحو، ترجمہ قرآن، حدیث، وتفسیر سیرت النبی ﷺ
طالبات کا نصاب
فقہ اسلامی، سیرت امہات المومنین، عالمہ اور دیگر علوم پڑھائے جاتے ہیں۔
☆ بی اے، ایم اے حکومت پاکستان سے منظور شدہ سند۔

15 شوال سے داخلہ شروع ہے

مدرسہ کا اکاونٹ نمبر 339
حبیب بنک رضا آباد فیصل آباد

الداعی الی الخیر: پیر محمد فضل الرحمٰن رضوی
ناظم اعلیٰ جامع العلوم سراجیہ رسولیہ رضویہ ٹرسٹ
چمنستان حضرت محدث کبیر پاکستان اعظم آباد فیصل آباد

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/

https://archive.org/details/@alkhatim

Monthly Mujillah Al-Haqiqa

November 2003
Reg. No. C.P.L 590

نقشِ لاثانی

الیکٹرک اینڈ
الیکٹرونکس سٹور

پروپرائیٹر

چوہدری محمد تنویر احمد نقشبندی





ہمارے ہاں لاؤڈ سپیکر ٹیپ ریکارڈر
کارڈلیس سیٹ اور بجلی کا مکمل سامان
دستیاب ہے



اسمٰعیل مارکیٹ نور کوٹ روڈ شکر گڑھ

https://www.facebook.com/people/Jamia-Hazoor-Mufakkir-e-Islam/61575748410810/